فخر المشائخ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی، مجددی

(یادداشتوں کے آئینے میں)

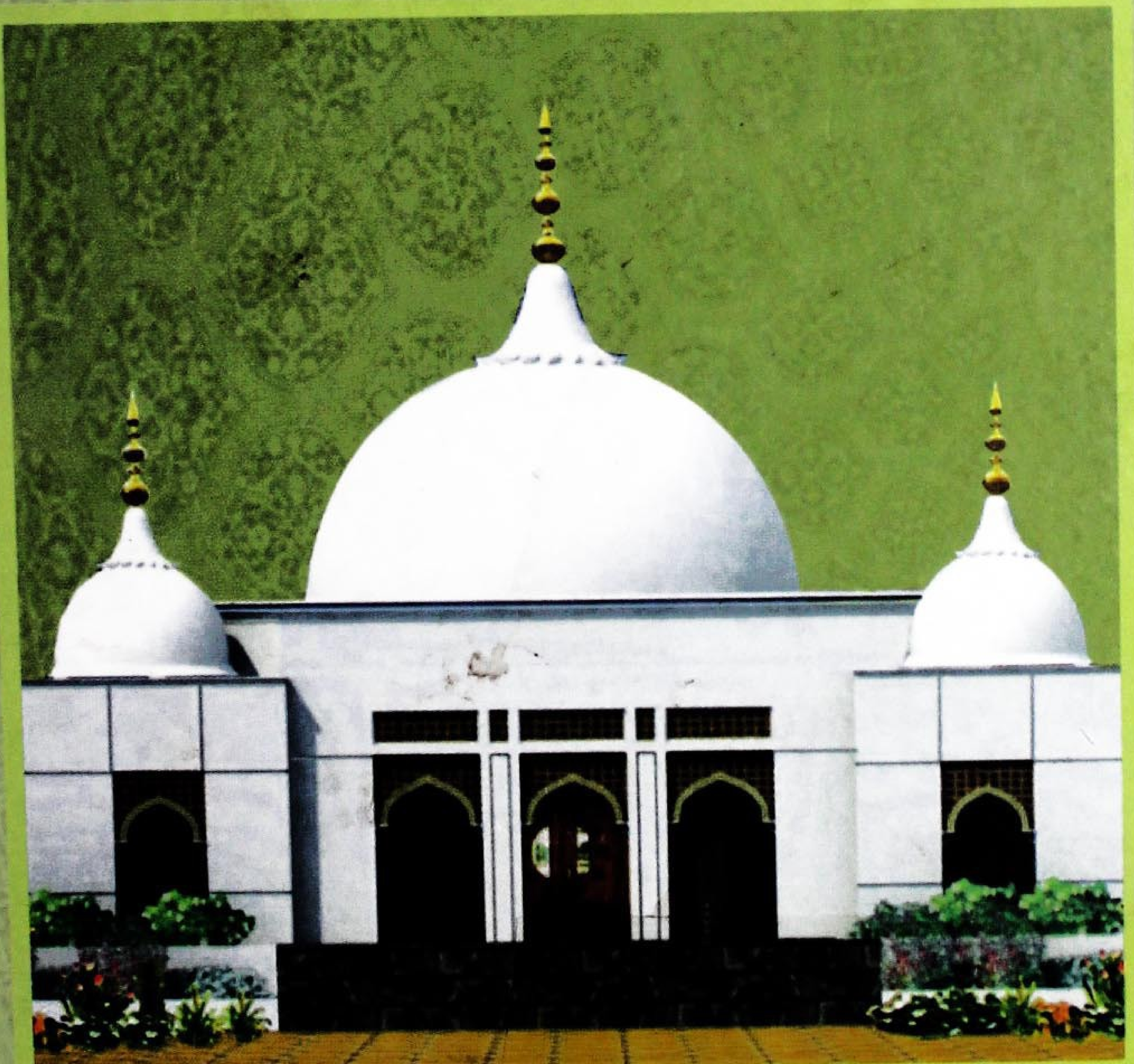

تالیف

سید جمیل احمد رضوی

Marfat.com

Marfat.com

فخر المشائخ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ

(یادداشتوں کے آئینے میں)

تالیف

سید جمیل احمد رضوی

لاہور

۲۰۱۴ء

Marfat.com

۲۹۷.۶۹۹۲۸
ق 58 ج
۱۲۵۰۴

جملہ حقوق محفوظ

عنوان کتاب: فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ
(یادداشتوں کے آئینے میں)

مصنف: سید جمیل احمد رضوی
سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

ناشر: چوہدری محمد حنیف
چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

مطبع: پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور

کمپوزنگ: محمد عاصم، ساجد محمود

تکنیکی معاونت: ساجد محمود (۰۳۲۱_۴۳۱۰۴۸۶)

صفحات: ۳۳۰

تقسیم کار: ناشر

ISBN: 978-969-9325-22-9

Marfat.com

انتساب

فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (م ۱۱ستمبر۲۰۱۳ء) کے نام جن میں کتاب دوستی اور علم پروری کی صفت بہت نمایاں تھی۔انہوں نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو ۲۰۰۱ء میں بطور عطیہ دے دیا۔وہ بعد میں اس کی ترقی اور نشو ونما کے لیے کتب برابر بھجواتے رہے۔اس وقت اس ذخیرۂ کتب میں کتابوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب ہے۔ان کے وصال سے علمی دنیا میں ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کو شدت کے ساتھ محسوس کیا جاتا ہے۔خورشید رضوی نے اس صورتِ حال کو اس شعر میں بیان کیا ہے:۔

وہ جو لوگ اہلِ کمال تھے وہ کہاں گئے
وہ جو آپ اپنی مثال تھے وہ کہاں گئے

☆......☆......☆

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مندرجات

نمبر شمار	عنوانات		صفحہ نمبر
۱۔	عرض ناشر	چوہدری محمد حنیف	۱۴
۲۔	پیش لفظ	صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری	۱۹
۳۔	تقریظ اوّل	صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی	۲۵
۴۔	تقریظ دوم	محمد شیراز فیض بھٹی	۲۸
۵۔	مقدمہ		۳۲
۶۔	یادداشتیں		۴۵
	۱۰۔نومبر ۲۰۰۱ء		۴۶
	فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی کے ذخیرۂ کتب کی فہرست سازی		۴۶
	۵۔جنوری ۲۰۰۲ء		۴۸
	صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کی تشریف آوری اور ان سے علمی باتیں		۴۸
	ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب سے حضرت میاں صاحب کی ملاقات		۵۱
	۹۔جنوری ۲۰۰۲ء		۵۳
	میاں صاحب کے راقم سے چند ذاتی سوالات		۵۳
	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی تعریف		۵۴
	۱۷۔جنوری ۲۰۰۲ء		۵۵
	اعوان ٹاؤن میں بشیر احمد صدیقی صاحب کی رہائش گاہ پر میاں صاحب سے ملاقات		۵۵

Marfat.com

۲۶۔جنوری ۲۰۰۲ء ۵۶
خوشی محمد صاحب کے دفتر میں میاں صاحب سے ملاقات ۵۶
۳۱۔جنوری ۲۰۰۲ء ۶۰
قرآن مجید کے پاروں کے چار سیٹ کی واپسی ۶۰
۱۲۔فروری ۲۰۰۲ء ۶۰
میاں صاحب نے چار کتابوں کا تحفہ راقم کے لیے بھیجا ۶۰
۲۲۔فروری ۲۰۰۲ء ۶۱
فون پر میاں صاحب سے بات چیت ۶۱
۲۶۔فروری ۲۰۰۲ء ۶۱
اشاریہ سازی کے لیے میاں صاحب نے معروف صاحب کو گوشۂ تنہائی فراہم کیا ۶۱
۳۔مارچ ۲۰۰۲ء ۶۲
میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات ۶۲
۲۹۔مارچ ۲۰۰۲ء ۷۱
میاں صاحب نے فہرست سازی کے کام کے حوالے سے شکریہ ادا کیا ۷۱
۸۔اپریل ۲۰۰۲ء ۷۱
میاں صاحب نے فون پر بات کی ۷۱
۲۹۔اپریل ۲۰۰۲ء ۷۲
میاں صاحب سے فون پر بات ۷۲
۳۰۔اپریل ۲۰۰۲ء ۷۳
میاں صاحب سے فون پر بات ۷۳
۲۰۔مئی ۲۰۰۲ء ۷۴
صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کی راقم کے مسکن پر تشریف آوری ۷۴

Marfat.com

۲۹۔ مئی ۲۰۰۲ء	۷۵
میاں صاحب کی صبح کے وقت تشریف آوری اور خوردنی اشیاء کا تحفہ	۷۵
۲۔ جولائی ۲۰۰۲ء	۷۵
حضرت میاں صاحب کی آمد اور کتاب کی تقریب افتتاح کے متعلق بات چیت	۷۵
۳۱۔ جولائی ۲۰۰۲ء	۷۷
میاں صاحب سے ملاقات کے لیے شرقپور میں حاضری	۷۷
۲۷۔ اگست ۲۰۰۲ء	۸۰
میاں صاحب سے ہوٹل حرفاان میں ملاقات	۸۰
۱۸۔ جنوری ۲۰۰۳ء	۸۱
میاں صاحب کی طرف سے مزید کتابوں کا عطیہ	۸۱
۳۰۔ جون ۲۰۰۳ء	۸۲
میاں صاحب کی طرف سے مزید ۳۵۰۰ کے قریب کتب کا عطیہ	۸۲
۷۔ جولائی ۲۰۰۳ء	۸۲
میاں صاحب کی لائبریری میں تشریف آوری	۸۲
۸۔ جولائی ۲۰۰۳ء	۸۳
میاں صاحب کی آمد اور ان کے ساتھ لائبریری جانا	۸۳
۱۶۔ جولائی ۲۰۰۳ء	۸۷
فہرست (جلد دوم) کی فہرست سازی کا کام شروع کرنا اور میاں صاحب کا لائبریری میں آنا	۸۷
۷۔ اگست ۲۰۰۳ء	۸۸
کتابوں کی موضوع وار درجہ بندی	۸۸
۱۸۔ اگست ۲۰۰۳ء	۸۹
میاں صاحب سے چوہدری خوشی محمد صاحب کے آفس میں ملاقات	۸۹

Marfat.com

۵۔ستمبر۲۰۰۳ء	۹۰
میاں صاحب کی لائبریری میں تشریف آوری	۹۰
۸۔ستمبر۲۰۰۳ء	۹۱
میاں صاحب کی راقم السطور کے مسکن پر تشریف آوری	۹۱
۱۰۔ستمبر۲۰۰۳ء	۹۳
میاں صاحب کی لائبریری میں تشریف آوری	۹۳
۱۴۔ستمبر۲۰۰۳ء	۹۸
میاں صاحب کی لائبریری کے باہر آمد اور عبدالوحید صاحب سے بات چیت	۹۸
۱۷۔ستمبر۲۰۰۳ء	۹۹
میاں صاحب کی تشریف آوری کی اطلاع لیکن راستے سے گاڑی میں خرابی کی وجہ سے واپس شرقپور شریف چلے گئے	۹۹
۱۸۔اکتوبر۲۰۰۳ء	۱۰۰
شرقپور شریف میں حضرت ثانیؒ صاحب کے عرس میں شرکت اور میاں صاحب سے دوبار ملاقات	۱۰۰
۲۴۔دسمبر۲۰۰۳ء	۱۰۲
میاں صاحب کا عید کے موقع پر تحفہ	۱۰۲
۱۱۔دسمبر۲۰۰۳ء	۱۰۲
میاں صاحب کی تشریف آوری	۱۰۲
۱۹۔جنوری۲۰۰۴ء	۱۰۲
فہرست سازی (جلد دوم) کا کام مکمل ہو گیا	۱۰۲
۲۰۔جنوری۲۰۰۴ء	۱۰۳
چیف لائبریرین کے آفس میں میٹنگ	۱۰۳

Marfat.com

۱۱۔اپریل ۲۰۰۴ء	۱۰۴
میاں صاحب کی راقم السطور کے مسکن پر تشریف آوری	۱۰۴
۲۰۔اپریل ۲۰۰۴ء	۱۰۶
میاں صاحب کی آمد لیکن ملاقات نہ ہو سکی	۱۰۶
۳۰۔اپریل ۲۰۰۴ء	۱۰۷
حضرت میاں صاحب کی تشریف آوری	۱۰۷
یکم مئی ۲۰۰۴ء	۱۰۸
میاں صاحب کی تشریف آوری اور حوزہ نقشبندیہ کے متعلق پمفلٹ کے تین نسخے عطا کیے	۱۰۸
۱۴۔مئی ۲۰۰۴ء	۱۰۹
فہرست (جلد دوم) کی کمپوزنگ کی تکمیل	۱۰۹
۱۵۔مئی ۲۰۰۴ء	۱۰۹
چیف لائبریرین صاحب کے ساتھ میٹنگ	۱۰۹
۱۵۔جون ۲۰۰۴ء	۱۱۴
میاں صاحب کی تشریف آوری	۱۱۴
۱۶۔جون ۲۰۰۴ء	۱۱۵
میاں صاحب کی تشریف آوری اور میاں خلیل احمد صاحب کا تذکرہ	۱۱۵
۱۷۔جون ۲۰۰۴ء	۱۱۶
میاں صاحب کی لائبریری آمد اور کتاب کی اشاعت کے لیے میٹنگ	۱۱۶
۲ ۔ نومبر ۲۰۰۴ء	۱۱۷
ہوٹل حرفاان میں میاں صاحب نے افطار پارٹی دی	۱۱۷
۲۰۔دسمبر ۲۰۰۴ء	۱۲۳
میاں صاحب کی تشریف آوری اور کتابوں کے انتخاب کے بارے میں بات چیت	۱۲۳

Marfat.com

۲۔فروری ۲۰۰۵ء ۱۲۶
میاں صاحب کی قائداعظم لائبریری میں آمد ۱۲۶
۲۳۔جنوری ۲۰۰۶ء ۱۲۹
میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات/علمی اجلاس ۱۲۹
۳۰۔جنوری ۲۰۰۶ء ۱۳۹
میاں صاحب نے ایک علمی اجلاس بلایا ۱۳۹
۱۹۔دسمبر ۲۰۰۶ء ۱۴۲
میاں صاحب نے بیت النور میں ایک علمی اجلاس بلایا ۱۴۲
۳۔دسمبر ۲۰۰۷ء ۱۴۳
میاں صاحب نے پروفیسر محمد مسعود احمد سے ملاقات کا اہتمام کیا اور علمی اجلاس منعقد کیا ۱۴۳
۲۔ستمبر ۲۰۰۸ء ۱۴۷
میاں صاحب کا فروٹ کا تحفہ ۱۴۷
۲۱۔فروری ۲۰۰۹ء ۱۴۸
حضرت میاں صاحب سے ملاقات ۱۴۸
۲۲۔فروری ۲۰۰۹ء ۱۵۵
حضرت میاں صاحب کی تشریف آوری اور ذخیرۂ کتب کے حوالے سے بات چیت ۱۵۵
۲۵۔فروری ۲۰۰۹ء ۱۶۰
میاں صاحب کا ایک علمی اجلاس بلانا اور ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کا اپنا علمی سفر بیان کرنا ۱۶۰
یکم اپریل ۲۰۰۹ء ۱۶۹
عزیز عقیل احمد سلمہٗ کی ترقی اور میاں صاحب کی کشف کی سی کیفیت ۱۶۹

Marfat.com

۲۶۔مئی ۲۰۰۹ء	۱۷۰
لائبریری میں میاں صاحب نے دعوت کا اہتمام کرایا	۱۷۰
۱۲۔ستمبر ۲۰۰۹ء	۱۷۰
میاں صاحب کی طرف سے ہوٹل بیت النور میں افطاری کی دعوت	۱۷۰
۲۔نومبر ۲۰۰۹ء	۱۷۴
میاں صاحب نے چوہدری محمد حنیف صاحب کی دعوت کا اہتمام کیا	۱۷۴
۲۸۔جنوری ۲۰۱۰ء	۱۷۶
میاں صاحب کی فون پر گفتگو	۱۷۶
۴۔ستمبر ۲۰۱۰ء	۱۷۷
میاں صاحب نے ہوٹل بیت النور میں افطاری کا اہتمام کروایا	۱۷۷
۱۳۔اکتوبر ۲۰۱۰ء	۱۸۲
ہوٹل بیت النور میں میاں صاحب سے ملاقات	۱۸۲
۲۸۔نومبر ۲۰۱۰ء	۱۸۹
حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب نے میٹنگ بلائی	۱۸۹
۳۰۔نومبر ۲۰۱۰ء	۱۹۲
میاں صاحب کی راقم السطور کے مسکن پر تشریف آوری	۱۹۲
۱۸۔فروری ۲۰۱۱ء	۱۹۵
میاں صاحب کی تشریف آوری اور کتابوں کے بارے میں گفتگو	۱۹۵
۱۱۔اپریل ۲۰۱۱ء	۲۰۰
میاں صاحب کی تشریف آوری اور کتابوں کی فہرست کی بات کی	۲۰۰
۱۶۔اپریل ۲۰۱۱ء	۲۰۱
میاں صاحب کی آمد اور آپ نے کتابوں کی فہرست کے متعلق دوبارہ بات کی	۲۰۱

Marfat.com

۲۳۔اپریل ۲۰۱۱ء	۲۰۲
میاں صاحب کی تشریف آوری اور ناشتہ کے لیے تحفہ لانا	۲۰۲
۱۸۔ستمبر ۲۰۱۱ء	۲۰۳
میاں صاحب نے برفی کا تحفہ بھجوایا	۲۰۳
یکم جنوری ۲۰۱۲ء	۲۰۴
میاں صاحب سے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ملاقات	۲۰۴
۹۔جنوری ۲۰۱۲ء	۲۰۷
میاں صاحب کی آمد اور فہرست جلد چہارم کے مقدمے کی بات کرنا	۲۰۷
۱۵۔جنوری ۲۰۱۲ء	۲۰۹
میاں صاحب سے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ملاقات	۲۰۹
۱۳۔فروری ۲۰۱۲ء	۲۱۸
میاں صاحب تشریف لائے اور ایک کتاب مجھے عطا کی (بشمول دیگر تحائف)	۲۱۸
۱۴۔فروری ۲۰۱۲ء	۲۱۹
میاں صاحب کی لائبریری کے باہر تشریف آوری اور ان کی خدمت میں حنیف صاحب نے کتابیں پیش کیں	۲۱۹
۱۱۔مارچ ۲۰۱۲ء	۲۲۲
راقم السطور سے میاں صاحب نے گوجرانوالہ میں فون پر رابطہ کیا	۲۲۲
۲۲۔جولائی ۲۰۱۲ء	۲۲۵
میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات	۲۲۵
۱۰۔ستمبر ۲۰۱۲	۲۳۷
میاں صاحب کی آمد اور میاں خلیل احمد صاحبؒ کے متعلق مضمون کے متعلق مختصر بات	۲۳۷

Marfat.com

۱۷۔ ستمبر ۲۰۱۲ ۲۳۷

میاں صاحب کی تشریف آوری اور مختصر ملاقات میں زیر حوالہ مضمون کے متعلق

بات چیت ۲۳۷

یکم جون ۲۰۱۳ ۲۳۹

حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب سے ملاقات ۲۳۹

یکم ستمبر ۲۰۱۳ء ۲۴۴

حضرت میاں صاحب سے آخری ملاقات ۲۴۴

۷۔ حواشی ۲۵۱

۸۔ اشاریہ اشخاص ۳۱۷

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

پنجاب یونیورسٹی لائبریری پاکستان کی سب سے قدیم اور بڑی جامعاتی لائبریری ہے۔اس میں اس وقت کتابوں کی تعداد ساڑھے پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ اس ذخیرۂ کتب میں بائیس ہزار سے زیادہ مخطوطات محفوظ ہیں۔ پرانے رسائل قریباً اسی ہزار مجلدات کی صورت میں موجود ہیں۔اس لائبریری میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال سے جدید سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔طلبہ/ طالبات، اساتذہ اور محققین اس لائبریری کے کتابی وسائل اور خدمات کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔

اس لائبریری میں انتیس ذاتی ذخائر کتب موجود ہیں جو بہت قیمتی کتابی وسائل سے مالا مال ہیں۔ان میں ایک ذاتی ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ بھی محفوظ ہے۔یہ ۹۔اگست ۲۰۰۱ء کو لائبریری میں بطور عطیہ وصول ہوا۔اس میں اُس وقت کتابوں کی تعداد پانچ ہزار دو سو پچاس تھی۔ان میں حضرت میاں صاحبؒ برابر اضافہ کرتے رہے۔اب اس ذخیرہ میں کتابوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب ہے۔اس میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بیش قیمت تحریری آثار موجود ہیں۔نقشبندیہ سلسلہ پر تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ ذخیرۂ کتب بہت اہم اور بنیادی مآخذ و مصادر اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔

Marfat.com

فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ سے میری نیازمندی ۲۔اگست ۲۰۰۱ء سے ہے۔آپ کا دستِ شفقت ہمیشہ میرے ساتھ رہا اور احقر آپؒ کے روحانی فیض سے بہرہ ور ہوتا رہا۔حضرت میاں صاحبؒ کے فیض سے میرے تمام کام بآسانی پایۂ تکمیل کو پہنچتے رہے اور ان شاء اللہ پہنچتے رہیں گے۔حیات ظاہری کے بعد آپ کا فیض جاری ہے۔احقر کو آستانہ عالیہ شیر ربانی، شرقپور کے متعلق چار کتابوں کو ذاتی حیثیت میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے جو میرے لیے باعث اعزاز و افتخار ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان کی دیگر کتابیاتی تفاصیل ذیل میں دی جاتی ہیں:۔

1- Sahibzadah Mian Jamil Ahamad sharqpuri Naqshbandi Mujaddidis' Contribution to the Dissemination of Knowledge: An Overview: Syed Jamil Ahmad Rizvi.Lahore, 2011. 72p.

۲۔ ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور (نادر و کمیاب کتب کا تعارف): سید جمیل احمد رضوی۔لاہور، ۲۰۱۲ء۔۱۴۷ص۔

۳۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (توضیحی کتابیات و وضاحتی

Marfat.com

اشاریہ "نور اسلام" متعلقہ مقالات و مناقب): سید جمیل احمد رضوی۔
لاہور، ۲۰۱۳ء۔ ۲۰۷ص۔

۴۔ مختصر تذکرہ فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ: صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (مرتب):
لاہور، ۲۰۱۴ء۔ ۹۵ص۔

اب زیر حوالہ کتاب بھی احقر کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ سید جمیل احمد رضوی، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور کی یادداشتوں پر مشتمل ہے جو فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ سے متعلق ہیں۔ ان کی مدت تیرہ سال (۲۰۰۱ء ـ ۲۰۱۳ء) پر محیط ہے۔ ان میں حضرت میاں صاحبؒ کی ان علمی مجالس کی رودادیں شامل ہیں جن میں رضوی صاحب شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ ان کی حضرت میاں صاحبؒ کے ساتھ انفرادی ملاقاتوں کی یادداشتیں بھی شامل ہیں۔ لائبریری میں بھی ان کی میاں صاحبؒ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں، ان کی رودادیں بھی اس کتاب میں ملتی ہیں۔ تصوف کی تاریخ میں ملفوظات کی روایت بہت توانا ہے۔ یہ ملفوظات تاریخ تصوف کا بہت اہم اور مفید حصہ ہیں۔ اس کتاب میں حضرت میاں صاحبؒ کے ملفوظات بھی ملتے ہیں جو آپ کے طریقِ رشد و ہدایت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحبؒ اپنی ظاہری حیات کے آخری سالوں میں بھی بہت متحرک رہے جب کہ ان کی صحت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ کہا جاتا ہے حرکت باعثِ برکت ہوتی ہے یعنی عمل کی زندگی میں بہت

Marfat.com

اہمیت ہوتی ہے:۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

حضرت میاں صاحبؒ نے بہت متحرک زندگی گزاری اور اپنے مریدین اور نیازمندوں کو بھی اسی اصول پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دلاتے رہے۔اس کتاب میں ایسے بہت سے واقعات ہمیں ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علمی کاموں کی منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے اور ان کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل رہتے تھے۔ان کی انکساری کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی زبان سے اس مسلسل جدوجہد کا اقرار یا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ سب کام بزرگوں کی دعا سے چل رہے ہیں، میں تو کچھ نہیں، لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت میاں صاحبؒ کا عمل اس جدوجہد کا اظہار کرتا تھا۔علامہ اقبالؒ نے پیام مشرق میں لالۂ طور (رباعیات) کی ایک رباعی میں مسلسل عمل کی اہمیت کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے:۔

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا
نوائے زندگانی نرم خیز است
بدریا غلط و باموجش در آویز
حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

اس میں بتایا گیا ہے کہ "حیاتِ جاوداں" مسلسل عمل اور جدوجہد میں پوشیدہ ہے۔زمانے میں مشکلات کا مقابلہ کرنا اور آگے بڑھنے کے لیے سرگرم رہنے ہی میں ترقی کا راز پنہاں ہے۔ساحل کی زندگی تو بہت دھیمی اور نرم خیز ہے۔دریا کی موجوں

Marfat.com

سے برسرِ پیکار ہونے سے ہی جاودانی حیات ملتی ہے۔

حضرت میاں صاحب کی زندگی سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر وقت سرگرم عمل رہتے تھے۔ اس سے آپ کے مریدین اور نیاز مندوں کو بھی یہی سبق ملتا تھا۔

آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رضوی صاحب کی یہ کوشش قابلِ تحسین وستائش ہے کہ انہوں نے فخر المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقاتوں کے ریکارڈ کو لکھا اور محفوظ رکھا۔ پھر اس کو تاریخ وار ترتیب دے کر حضرت میاں صاحبؒ کی ظاہری حیات کے ایک اہم پہلو: ''کتاب دوستی اور علم پروری'' کو قارئین کے لیے پیش کیا۔ انہوں نے اس کو جدید اصول تحقیق کے مطابق پیش کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اس میں دیے گئے حواشی (بشمول حوالے) بہت مفید ہیں۔ ان سے کتاب کے متن کے کئی مقامات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ آخر میں اشاریۂ اشخاص دیا گیا ہے جس سے متن میں مذکور شخصیات کے متعلق معلومات فراہم ہوتی ہیں۔

چوہدری محمد حنیف

چیف لائبریرین،

پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

☆......☆......☆

Marfat.com

پیش لفظ

میرے پیرومرشد اور والد گرامی بانی تحریک یوم مجدد الف ثانیؒ مظہر فیض شیر ربانیؒ شبیہ ثانی لاثانیؒ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ وثانی لاثانیؒ شرقپور شریف کے ساتھ ہونے والی علمی مجالس کو محترم المقام سید جمیل احمد رضوی صاحب، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور نے جس انداز میں تحریر کیا ہے یہ یادداشتوں کے ساتھ ساتھ ایک علمی خزانے کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ ان کا انداز تحریر نہایت محققانہ اور حقائق پر مبنی ایک دلکش انداز تحریر ہے جسے پڑھ کر حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کی علم دوستی، کتابوں سے محبت اور اہل علم کے ساتھ دوستی کی تصویر تو نظر آتی ہی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ تحقیق کرنے اور تحقیقی مقالہ لکھنے کا ڈھنگ بھی سکھا رہی ہے۔ شاہ صاحب کی تحریر جو ایک عظیم مجموعہ حقائق ہے آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے حضرت فخر المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے کئی عنوانات کی طرف رہنمائی کرتی رہے گی۔ میں نے اپنی اس تحریر کے آغاز میں سب سے پہلے میرے والد گرامی کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے میرے پیرومرشد کا لفظ استعمال کیا ہے جو میری اپنے پیرومرشد کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ یقیناً ایسے عظیم باپ کا بیٹا ہونا ایک بہت بڑے فخر کی بات ہے لیکن میں زیادہ فخر اس

Marfat.com

بات پر کرتا ہوں کہ وہ میرے پیرومرشد بھی ہیں اور یہ کیفیت ہمیشہ میرے اوپر طاری رہتی ہے اور آپؒ کی تمام حیات ظاہری میں ہمیشہ انہیں اپنے پیرومرشد کے طور پر ہی دیکھا اور اسی رشتے کو ہی مقدم جانا، گھر کے عام معاملات میں کوئی خدمت کرتے ہوئے اسے اپنے پیرخانے کی خدمت ہی جانتا اور اپنے بھائیوں کی اولاد سے پیار و محبت کرتے ہوئے اپنا بھتیجا سمجھنے سے زیادہ اپنے پیرومرشد کے پوتے تصور کر کے محبت کی۔ لہٰذا اس لیے اس تحریر کا آغاز بھی میں نے اپنے پیرومرشد کے لفظ سے کرنے میں عظمت جانی۔

آپؒ کی پوری زندگی آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی خدمت اور تبلیغ اسلام میں صرف ہوئی۔ میں نے ہوش سنبھالتے ہی جو آپؒ کو دیکھا تو دن رات تبلیغی معاملات میں مصروف عمل پایا۔ آپؒ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو عام کرنے میں پورے ملک کے اندر قریہ قریہ، گاؤں گاؤں یوم مجدد الف ثانیؒ منانے کی تحریک شروع کی اور بیرون ممالک میں بھی آپ نے اس تحریک کو عام کیا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات کو عام کرنے کے مشن کا ساتھ اس طرح دیا کہ کہیں بھی کوئی آپ کو مدعو کرتا تو آپ بغیر کسی تکلف کے دعوت قبول فرماتے اور اپنی گرہ سے خرچ کر کے بھی وہاں پہنچ جاتے۔ اس تحریک کو عام کرنے کے لیے جہاں آپؒ نے ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور بسوں پر سفر کیا وہاں ایسے علاقوں میں بھی آپؒ تشریف لے گئے جہاں کوئی گاڑی جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایسی جگہوں پر آپ کو اگر پیدل جانا پڑا تو وہ بھی آپ نے سفر کیے اور کہیں بیل گاڑیوں پر اور

Marfat.com

کئی کئی گھنٹوں اونٹوں پر ریگستانی علاقوں میں بھی اس تحریک کو پہنچا دیا اور حضرت امام ربانیؒ کی تعلیمات کے متعلق ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں چھپاتے رہتے اور مفت تقسیم فرماتے۔آپ کی اس لگن کی بنیاد پر آپؒ کو تمام علماء ومشائخ بانی تحریک یوم مجدد الف ثانیؒ قرار دیتے۔

شہنشاہ شرقپور شریف اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی ترویج سنت، تبلیغ اسلام اور تحفظ سنت رسول ﷺ پر صرف ہوئی۔آپؒ اپنی ساری زندگی میں آقائے دو جہاں ﷺ کی ممکنہ حد تک ہر سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہوئے اور ہر کام کو کرنے میں اتباع سنت کو ملحوظ خاطر رکھتے اور اکثر مسلمانوں کو اس بات پر ڈانٹ ڈپٹ بھی فرماتے رہتے کہ آپ اپنے سچے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جھجک محسوس کرتے ہو مگر سکھوں کو دیکھو وہ تو اپنے گرو کی پیروی کرتے ہوئے کسی قسم کی جھجک اور شرم کو خاطر میں نہیں لاتے۔آپ اپنے ہر ملنے والے کو سنت کے مطابق داڑھی مبارک رکھنے اور سنت کے مطابق سادہ لباس پہننے کی تلقین فرماتے۔اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ کی انقلابی اور مجددانہ کاوشوں کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لیے اور دنیا جہان میں تعلیمات شیر ربانیؒ کو عام کرنے کے لیے حضرت فخر المشائخؒ نے اپنے دن رات وقف کر رکھے تھے اور آپؒ کی تعلیمات کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ آپؒ کے دست مبارک سے لکھے ہوئے نہایت خوبصورت اور دلکش انداز میں لفظ اللہ ھو کے قطعہ کو لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم فرماتے رہے۔اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کی تعلیمات کو اس انداز میں آپؒ نے عام کیا جس کے نتیجے میں حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے نام سے پہلے مظہر فیضان

Marfat.com

شیر ربانیؒ کا لفظ لکھا جاتا رہا۔

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد اور والد گرامی حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کی عملی تصویر ہونے کے ساتھ ساتھ شکل وشباہت میں بھی ان کی پوری تصویر تھے۔ اس لیے آپ کے نام کے ساتھ شبیہ ثانی لاثانی لکھا جاتا ہے۔

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام کے لیے جو انتھک کوشش اور محنت فرمائی اور اپنی بیماری کے ایام میں بھی کسی جسمانی کمزوری کو اپنے مشن کے آگے رکاوٹ نہ بننے دیا۔ اس کی متعدد مثالیں سید جمیل احمد رضوی صاحب نے اپنی یادداشتوں میں نقل کی ہیں۔ آپ اپنی ذاتی زندگی نہایت سادہ اور بے تکلفانہ انداز میں رکھتے اور ہر چیز سے زیادہ مقدم اپنے مشن کو سمجھتے۔ جس انداز میں آپ نے تعلیمات مجدد الف ثانیؒ کو عام کیا اور اتباع سنت کی ترویج کے لیے جس طرح انتھک محنت اور کوشش فرمائی اس پر اکثر علماء ومشائخ اس بات کے معترف رہے کہ آپ کی اس دوڑ کو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے آپ کو ہمیشہ فخر المشائخ کے لقب سے یاد کیا گیا۔

میں ذاتی طور پر میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد جب اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں داخل ہوا تو اسی روز سے آپ کے ساتھ اکثر علمی مجالس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوتا رہا اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے مطب پر یہ مجالس ہوتیں کیوں کہ حکیم صاحب کا مطب میرے کالج کے قریب تھا، لہٰذا آپ جب بھی وہاں تشریف لاتے تو مجھے کالج کے ہوسٹل سے بلوا لیتے اور اس طرح ایک تبلیغی،

 ۱۲۵۰۰۲

Marfat.com

تحقیقی اور نشر و اشاعت کے کام میں کچھ حصہ لینے کا موقع ملتا رہا۔

ایک دفعہ میں نے ایک تحریر لکھ کر آپ کو اصلاح کے لیے پیش کی جس میں آپ کے نامِ نامی کے ساتھ نقشبندی مجددی کا لفظ نہ لکھا تو یہ دیکھتے ہی آپ سخت خفا ہوئے اور میں نے فوراً ہی یہ الفاظ لکھ دیے۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے آپ کے نام کے ساتھ شرقپوری کے ساتھ ساتھ نقشبندی مجددی کا لفظ ضرور لکھا کیوں کہ آپ کو اپنے تمام نقشبندی بزرگوں کے ساتھ جو محبت تھی وہ آپ کی تصانیف و تقاریر اور آپ کی روزمرہ کی گفتگو میں واضح نظر آتی تھی اور آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو نقشبندی مجددی لکھنے میں اعزاز جانا۔

سید جمیل احمد رضوی صاحب جن کے ساتھ حضور والد گرامی کی پہلی ملاقات حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے مطب میں ہوئی جب وہ پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے حکیم صاحب کے کتب خانہ کی فہرست تیار کرنے کے لیے آتے تھے اور اسی پہلی ملاقات سے لے کر آپؒ کے آخری ایام تک رضوی صاحب کی حضور والد گرامی کے ساتھ نہایت والہانہ محبت قائم و دائم رہی اور آپ کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد بھی رضوی صاحب نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے ساتھ اپنی علمی لگن قائم و دائم رکھی اور ہمارے لیے بھی مسلسل راہنمائی اور سرپرستی کا باعث بن رہے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اگر سید جمیل احمد رضوی صاحب مؤلف کتاب ہذا کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں تو فی الحال صرف اتنا کہوں گا کہ ان کی سادگی، انکساری اور علمی پختگی سے جتنا میں متاثر ہوں بہت کم لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے اور ان کی تمام تحریریں علم بکھیرنے کے ساتھ ساتھ فن تحریر کی تعلیم بھی دیتی چلی جاتی ہیں اور قارئین

Marfat.com

کرام اس کتاب کے مطالعہ سے بھی میری اس بات کی بخوبی گواہی دے سکیں گے۔

اس تحریر کے آخر میں چوہدری محمد حنیف صاحب چیف، لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لاہور جو نہایت ذمہ دار آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے تبلیغی معاملات میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کا چارج سنبھالتے ہی لائبریری کے انتظامی امور اور ڈسپلن میں نمایاں اصلاحات کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے اشاعتی معاملات میں بھی بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ حضور والد گرامی حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری حیات اور آپؒ کے وصال کے بعد اب تک چار عظیم کتابیں اپنی ذاتی حیثیت سے شائع کر چکے ہیں اور اب یہ پانچویں کتاب مؤلفہ سید جمیل احمد رضوی صاحب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

میری یہ دعا ہے کہ محترم سید جمیل احمد رضوی صاحب اور محترم چوہدری محمد حنیف صاحب کی اللہ تعالیٰ صحت کے ساتھ لمبی عمر اور ان کے علم و عمل میں برکات عطا فرمائے اور ان کے گھروں کو امن و سکون کا گہوارہ بنائے۔ آمین۔

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

☆......☆......☆

Marfat.com

تقریظ اوّل

□ زیر نظر کتاب بعنوان: "فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی" (یادداشتوں کے آئینے میں) سید جمیل احمد رضوی صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں مؤلف کی حضرت فخر المشائخؒ کے ساتھ ملاقاتوں کا حال تاریخ وار لکھا گیا ہے۔ گویا یہ ایک روزنامچہ قسم کی تالیف ہے۔ اس میں تیرہ سال (از ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۳ء) کے واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔ دادا جی حضرت فخر المشائخؒ نے اپنا ذخیرۂ کتب ۲۰۰۱ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔ اس کی فہرست سازی کا کام محترم رضوی صاحب کے ذمے لگایا گیا۔ اس فہرست کی پہلی جلد ۲۰۰۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے شائع کی گئی۔ اس کی افتتاحی تقریب یونیورسٹی کے سنٹر فار ساؤتھ ایشین سٹڈیز کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔ اس میں راقم بھی شریک ہوا۔ یہ تقریب بہت بھرپور تھی۔ میں نے اس میں جمیل احمد رضوی صاحب کو پہلی بار دیکھا اور ان سے مختصر ملاقات ہوئی۔

مجھے معلوم ہے کہ حضرت فخر المشائخؒ رضوی صاحب کی رہائش گاہ پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ ایک بار مجھے بھی ان کے مسکن پر ساتھ لے گئے۔ اس میں حضرت دادا جیؒ نے مجھے تلاوت قرآن مجید کرنے کے لیے فرمایا اور رضوی صاحب سے کہا کہ تلاوت کو غور سے سن کر بتانا کہ کیسی تلاوت کی ہے۔ تلاوت سن کر رضوی

Marfat.com

صاحب نے تحسین و توصیف کے کلمات ادا کیے۔ یہ میری ان سے دوسری ملاقات تھی۔ چونکہ حضرت فخر المشائخؒ اہلِ علم سے مسلسل رابطہ رکھتے تھے، اس لیے آپؒ رضوی صاحب سے بھی رابطے میں رہتے تھے۔

یہ خوش آئند امر ہے کہ رضوی صاحب اس حوالے سے یادداشتوں کو لکھتے رہے اور ان کو محفوظ رکھا۔ ان تیرہ سالوں میں شاہ صاحب (رضوی صاحب) کا علمی رابطہ حضرت فخر المشائخؒ کے ساتھ رہا۔ آپؒ کے وصال کے بعد شاہ صاحب نے ان یادداشتوں کو تاریخ وار مرتب کیا۔ ان کے ساتھ مبسوط حواشی بھی لکھے جو ان یادداشتوں کے متن کے کئی مقامات کی وضاحت کرتے ہیں اور کتابوں کے حوالے اس طرح لکھے ہیں کہ ان میں کتابیاتی تفصیل درج کر دی گئی ہے۔ آخر میں اشاریہ اشخاص کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ اس سے کتاب کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اس کتاب میں مذکورہ شخصیات کے متعلق معلومات کو تلاش کرنا آسان ہو گیا ہے۔

اس کتاب کی معنوی خوبیوں کو کئی انداز سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فخر المشائخؒ کتاب دوست اور علم پرور تھے۔ ان کو کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ ان کو پڑھتے تھے اورر پھر بعض کتابوں پر نوٹس (Notes) بھی لکھتے تھے۔ اس پہلو سے بھی آپؒ پر تحقیق ہونی چاہیے۔

زیر حوالہ کتاب میں ایسے واقعات بھی لکھے گئے ہیں جو آپ کی تفنن طبع اور شگفتہ بیانی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس میں ایسے ملفوظات کو بھی محفوظ کیا گیا ہے جو حضرت فخر المشائخؒ علمی مجالس میں بیان کرتے تھے۔ اس میں ان علمی منصوبوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن پر آپؒ کام کروانا چاہتے تھے۔ اس میں حوزۂ نقشبندیہ کی علمی مجالس

Marfat.com

کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔زیرِنظر تالیف میں ان شخصیات کے نام بھی ملتے ہیں جن سے آپ رابطہ رکھتے تھے۔الغرض اس تالیف کے بہت سے دیگر پہلوؤں کو بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔اس کو حضرت فخر المشائخؒ کے بارے میں بنیادی مآخذ میں شمار کیا جائے گا۔رضوی صاحب کی یہ کوشش لائق ستائش ہے۔

اس تالیف کے ناشر چوہدری محمد حنیف صاحب، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور ہیں۔انہوں نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے متعلق چار کتابیں اپنی ذاتی حیثیت میں پہلے شائع کی ہیں۔اب یہ پانچویں کتاب بھی چوہدری صاحب شائع کررہے ہیں۔حنیف صاحب کا آستانہ عالیہ سے خصوصی تعلق ہے۔انہوں نے حضرت فخر المشائخؒ سے ۲۰۰۱ء سے مسلسل رابطہ رکھا جو عقیدت اور نیاز مندی کے جذبات لیے ہوئے ہے۔حضرت فخر المشائخؒ ان کے خلوص کا ذکر بھی کرتے تھے۔

آخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ سید جمیل احمد رضوی صاحب اور چوہدری محمد حنیف صاحب دونوں کی سعی قابل تعریف و تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت فخر المشائخؒ کے بارے میں یادداشتوں کا ایک حسین گلدستہ تیار کیا اور پھر اس کو دیدہ زیب صورت میں شائع بھی کیا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی نعمتوں سے نوازے۔ان کو اور ان کے افراد خانہ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

☆......☆......☆

Marfat.com

تقریظ دوم

یہ کتاب بعنوان: ''فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (یادداشتوں کے آئینے میں)''، علم و ادب کی دنیا کے ایک معروف قلم کار جناب سیّد جمیل احمد رضوی کی ایک ایسی تصنیف ہے جس کی ورق گردانی کے بعد فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی متعدد علمی مجالس اور علمی مصروفیات کا نقشہ ایک بار پھر سامنے آجاتا ہے۔ چونکہ راقم الحروف اکثر و بیشتر ان علمی وروحانی مجالس میں موجود ہوتا تھا، اس لیے اس کتاب کے متن کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ زیرِ نظر کتاب سید جمیل احمد رضوی کی ان یادداشتوں پر مشتمل ہے جو انہوں نے فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے ساتھ پہلی ملاقات سے لے کر آخری ملاقات تک کا تذکرہ ان میں کیا ہے۔ زیرِ حوالہ کتاب تو سید جمیل احمد رضوی صاحب کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوریؒ کی فہرست سازی ہے جو انہوں نے فہرست کی پہلی دو جلدوں کو ترتیب دے کر سرانجام دیا۔ اس کام میں ان کی معاونت محمد معروف احمد شرقپوری نے کی۔ بطور چیف لائبریرین اور اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی نہ صرف رضوی صاحب نے پہلی دو جلدوں کی تیاری اور اشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا بلکہ بعد کی تین جلدوں کی نظرِ ثانی اور مقدمہ نویسی کا کام بھی

Marfat.com

کیا۔اس نے فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی اہمیت اور افادیت کو بڑھا دیا ہے۔

زیر نظر کتاب دراصل سید جمیل احمد رضوی صاحب کی یادداشتوں کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ ان علمی مجالس کی روداد بھی ہے جن کا اہتمام حضرت فخر المشائخؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف، اکثر و بیشتر لاہور میں اور کبھی کبھار شرقپور شریف میں کرتے تھے۔ان کے ایک حصے کو ''حوزہ نقشبندیہ'' کی مجالس کی روداد بھی کہا جا سکتا ہے' کیوں کہ ''حوزہ نقشبندیہ'' کی جو دستاویزات شائع ہوئی ہیں، ان میں حضرت فخر المشائخؒ کے زیر اہتمام چند علمی مجالس کا تذکرہ موجود ہے۔سید جمیل احمد رضوی صاحب کے پاس ہر اجلاس کے بعد کی ڈائری لکھی ہوئی صورت میں موجود تھی جو انہوں نے حضرت فخر المشائخؒ کے وصال کے بعد ترتیب دے کر جس عقیدت اور نیازمندی کا مظاہرہ کیا ہے' وہ قابل تقلید مثال ہے۔ان یادداشتوں میں رضوی صاحب کی حضرت فخر المشائخ کے ساتھ دیگر ملاقاتوں کا تذکرہ بھی شامل ہے۔

رضوی صاحب کے ساتھ چوہدری محمد حنیف صاحب، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور بھی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کو ممکن بنا کر بہت بڑا علمی کارنامہ انجام دیا ہے۔فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی چار جلدیں تو حضرت فخر المشائخؒ کی حیات مبارکہ میں مکمل ہو کر شائع ہوئی تھیں۔پانچویں جلد کے ساتھ ''حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی (توضیحی کتابیات و وضاحتی اشاریہ ''نور اسلام'' متعلقہ مقالات و مناقب)'' اور ''مختصر تذکرہ فخر المشائخ صاحبزادہ میاں

Marfat.com

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ ایسی کتب ہیں جن کی اشاعت حضرت فخر المشائخؒ کے وصال کے بعد ممکن ہوئی۔ مؤخر الذکر دو کتابوں کے ناشر بھی چوہدری محمد حنیف صاحب ہیں۔

چوہدری محمد حنیف صاحب اور سید جمیل احمد رضوی صاحب کا شمار حضرت فخر المشائخ کے قریب ترین نیاز مندوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ صرف فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی چار جلدوں کے کام کو ان کی زندگی میں مکمل کیا اور پانچویں جلد کا کام زیر تکمیل تھا کہ حضرت میاں صاحبؒ کا وصال ہو گیا۔ اس فہرست کی جلد سوم تا پنجم کے مرتب کرنے میں حامد علی انصاری صاحب، سینئر لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور بھی چوہدری محمد حنیف صاحب کے شریکِ کار رہے۔ مزید برآں حضرت میاں صاحبؒ کے وصال کے بعد بھی جب کبھی حضرت میاں صاحب کے صاحبزادگان میں سے بالخصوص صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی اور صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی ان (چوہدری صاحب اور رضوی صاحب) کو یاد کرتے ہیں یا کوئی علمی کام ان کے سپرد کرتے ہیں، تو وہ پہلی فرصت میں اس کو سرانجام دیتے ہیں۔

ذخیرۂ کتب کے حوالے سے ایک بات کا ذکر ضروری ہے کہ حضرت فخر المشائخؒ نے اپنا ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ سے متاثر ہو کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دیا۔ اور پھر حکیم صاحبؒ کے ذخیرۂ کتب کی فہرست مرتبہ سید جمیل احمد رضوی کو دیکھ کر اپنے ذخیرۂ کتب کی فہرست بھی رضوی صاحب سے مرتب کروانے کا آغاز کیا۔

زیر حوالہ کتاب کے حوالے سے یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ اس میں ان تمام شخصیات

Marfat.com

کا ذکر کیا گیا ہے جو ان مجالس میں موجود ہوتی تھیں یا ان میں جن برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ رضوی صاحب نے ''حواشی'' کے ذیل میں مزید معلومات دے کر کتاب کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے۔ اشاریہ اشخاص کے ترتیب دینے میں جدید اصولِ تحقیق کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

اپنی تحریر کے آخر میں راقم الحروف سید جمیل احمد رضوی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے کہ انہوں نے اس قابلِ ستائش تالیف کو تیار کیا۔ اس طرح اس کا افادۂ عام ممکن ہوا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب کی کوشش قابل قدر ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو صوری خوبصورتی کے ساتھ شائع کر کے گراں قدر کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی کاوش کو درجۂ قبولیت عطا کرے اور ان کو بہترین اجر سے نوازے۔

محمد شیراز فیض بھٹی

ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ

☆......☆......☆

Marfat.com

مقدمہ

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

لکھی ہوئی چیز محفوظ رہتی ہے، لکھنے والے کو کل کی امید نہیں ہوتی۔اس شعر میں تحریر کی اہمیت اور لکھنے والے کی ناپائیداری کا ذکر کیا گیا ہے۔

گذشتہ واقعات کا نام تاریخ ہے۔اس کو محفوظ کرنے سے آئندہ کے لیے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے۔علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:۔

ضبط کن تاریخ را پایندہ شو
از نفسہائے رمیدہ زندہ شو

اگر تصوف وعرفان کے حوالے سے بات کی جائے تو صوفیہ کے ملفوظات کو محفوظ کرنے کی قدیم روایت موجود ہے۔ان کو پڑھ کر زندگی گزارنے کی راہیں روشن ہوتی ہیں، فضائل اخلاق کا علم ہوتا ہے، رذائل اخلاق سے دامن بچایا جاسکتا ہے۔ صوفیہ کے ملفوظات پڑھنے سے ان کے حالات اور تعلیمات معلوم ہوتی ہیں۔اگر ان کو لکھا نہ جاتا اور شائع کر کے افادۂ عام کے لیے فراہم نہ کیا جاتا، تو یہ گراں قدر سرمایہ ضائع ہو جاتا یا زبانی باتیں ہوا میں اڑ جاتیں۔صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجالس درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کی صحبت سے انوار کی بارش ہوتی ہے جو دلوں

Marfat.com

کی کدورت کو دھو دیتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: "الصحبة مؤثرة" صحبت اثر انداز ہوتی ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ (وصال ۱۱۔ستمبر ۲۰۱۳ء) سے میرا تیرہ سال (از ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۳ء) تک علمی رابطہ رہا جس سے ان سے نیازمندی کا رشتہ استوار ہوتا گیا۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میری ان سے پہلی ملاقات ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م ۱۷۔ نومبر ۱۹۹۹ء) کے مطب میں ہوئی۔ میں نے اس کا ذکر اپنی کتاب "مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں)" میں کیا ہے۔ اس سے متعلقہ اقتباس ذیل میں جاتا ہے:۔

آج حکیم صاحب کے مطب کی بجلی بند تھی۔ حکیم صاحب تفسیر اور حدیث کی کتابیں الگ الگ کر رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ اس کام میں شریک ہوگیا۔ اسی دوران پروفیسر محمد اقبال مجددی آگئے۔ ان کے بعد ایک دراز قد چغہ پہنے ہوئے، سفید اور سیاہ ریش والے بزرگ بھی مطلب میں آگئے۔ ان سے بھی مصافحہ ہوا۔ انہوں نے آتے ہی حکیم صاحب کے بارے میں پوچھا۔ ان کو بتایا کہ وہ اوپر والے حصے (فسٹ فلور) میں گئے ہیں، آجاتے ہیں۔ اتنے میں حکیم صاحب آگئے۔ وہ صاحب واش روم میں جانے کے لیے آفتابہ

Marfat.com

میں مطب میں لگے نلکے سے پانی بھرنے لگے۔حکیم صاحب نے اپنے ملازم سے کہا کہ تم پانی بھرو۔انہوں (بزرگ صاحب) نے کہا کوئی بات نہیں۔ پھر وہ واش روم سے فارغ ہوکر واپس آ گئے اور پروفیسر محمد اقبال مجددی سے مصروف گفتگو ہو گئے۔

حکیم صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری ہیں۔ان سے کتاب ''ذکر مبارک'' (تذکرہ مشائخ السادات مکان شریف) کے بارے میں کہیں گے کہ اس کا ایک نسخہ آپ کے لیے بھجوا دیں۔تھوڑی دیر بعد جب اقبال مجددی صاحب جانے لگے تو حکیم صاحب نے ان سے کہا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کا تعارف میاں صاحب سے کروا دیں۔اس دوران میاں صاحب بھی ہمارے پاس آ گئے ۔اقبال مجددی صاحب نے میرا تعارف میاں صاحب سے کرایا۔صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سے مکان شریف کے حوالے سے بات شروع ہوئی۔میں نے ان کو بتایا کہ ہماری اس خاندان سے عزیزداری/ رشتہ داری ہے۔وہ کہنے لگے: کس قسم کی؟ میں نے کہا کہ میرے چچا کی شادی اس خاندان میں ہوئی ہے۔ان کی رہائش گاہ گوجرہ میں ہے۔دوسرے عزیزوں کے بارے میں بھی میاں صاحب کو بتایا۔میں نے میاں صاحب سے کہا کہ مجھے حضرت حاجی حسین مرحوم المتوفی ۱۶۶۳ء (مدفون میاں کوٹ نزد کلانور اکبری، ضلع گورداسپور) کے بارے میں مواد کی تلاش

Marfat.com

ہے۔اسی طرح مکان شریف کے بارے میں مواد چاہیے۔یہ تحقیق کے لیے مطلوب ہے۔میاں صاحب نے کہا کہ آئیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ سب کتب خانوں کی فہرستیں بنا رہے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔صرف حکیم صاحب کے کتب خانے کی فہرست سازی کر رہا ہوں۔انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ان کے نام کا ایک سیکشن لائبریری میں کھولیں گے اور ان کی لائبریری پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں شفٹ ہو جائے گی؟ میں نے جواب دیا:"جی ہاں"۔اس پر انہوں نے مسکرا کر کہا کہ اس طرح کہیں کہ ان کے نام کا ایک سیکشن پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں کھولا جا رہا ہے۔۔۔(۱)

حضرت میاں صاحب سے میری دوسری ملاقات ۲۴۔نومبر ۱۹۸۹ء کو ہوئی۔ اس کا حال بھی اس کتاب سے نقل کیا جاتا ہے:۔

آج جمعہ ہے۔رخصت کی وجہ سے فہرست سازی کا کام بند رہا۔آج مؤرخ لاہور میاں محمد دین کلیم مرحوم (م ۲۴۔اکتوبر ۱۹۸۹ء) کا چہلم ہے۔اس میں شرکت کے لیے میں تقریباً اڑھائی بجے بعد دوپہر ان کی رہائش گاہ ۱۶۔برنی سٹریٹ، گڑھی شاہو، لاہور پہنچا۔ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی میں شرکت کی۔بعد میں ختم پڑھا گیا۔ختم کے بعد وہاں پر حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری بھی وہاں آ گئے۔انہوں

Marfat.com

نے بھی فاتحہ خوانی کی۔ان سے بھی ملاقات ہوئی۔بعد میں ان دونوں نے کلیم صاحب کے بڑے بیٹے میاں محمد اقبال صاحب سے جانے کے لیے اجازت لے لی۔میں نے بھی ان سے اجازت لے لی۔حکیم صاحب اور صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے ساتھ ہی مرحوم کی رہائش گاہ سے روانہ ہوا۔حکیم صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو سواری کہاں سے ملے گی؟ میں نے پوچھا آپ کہاں جائیں گے؟ انہوں نے بتایا کہ میں میاں صاحب کے ساتھ وسن پورہ جاؤں گا۔میں نے کہا مجھے آپ اسٹیشن پر اتار دیں۔وہاں سے مجھے ویگن مل جائے گی۔چنانچہ میں ان کے ساتھ میاں صاحب کی کار میں سوار ہو گیا۔انہوں نے مجھے اسٹیشن کے قریب بوہڑ والے چوک پر اتار دیا۔وہاں سے میں با آسانی ویگن کے ذریعے گھر پہنچ گیا۔اس سفر کے دوران میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نے کہا کہ وہ حضرت حاجی حسین صاحبؒ (وفات ۱۶۶۳ء) کے بارے میں اس حوالے کی فوٹو کاپی چاہتے جو میں نے ان کو مطب میں پہلی ملاقات میں بتایا تھا اور اس سلسلے میں ''فرحت الناظرین'' کتاب دکھائی تھی۔وہ اس کتاب کے متعلقہ حصے کی فوٹو کاپی چاہتے ہیں۔ (۲)

میاں صاحب سے تیسری ملاقات لائبریری میں غالباً ۱۹۹۰ء کے عشرے میں ہوئی تھی۔اس کا اقتباس آپؒ کے ذخیرے کی ''فہرست'' (جلد اوّل) کے تعارف سے دیا جاتا ہے:۔

Marfat.com

(میاں صاحب سے) تیسری ملاقات اس وقت لائبریری میں ہوئی جب آپ محمد اقبال مجددی صاحب کے ساتھ امریکی سکالر آرتھر بوہلر کی کتاب:

Sufi Heirs of the Prophet, the Indian Naqshbandiyya and the Rise of Medidating Sufi Shaykh(3)

دیکھنے کے لیے لائبریری میں تشریف لائے (۴)

میاں صاحب سے چوتھی ملاقات بھی لائبریری میں غالباً ۲۰۰۱ء میں ہوئی تھی۔اس کا اقتباس بھی ''فہرست'' (جلد اوّل) کے تعارف سے لکھا جاتا ہے:۔

۔۔۔اس کے بعد آپ پھر لائبریری میں تشریف لائے اور میڈم خالدہ اختر (ڈپٹی چیف لائبریرین) کے کمرے میں ملاقات ہوئی۔اس کے بعد تو ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔۔۔ (۵)

میں کوشش کرتا رہا کہ جب میاں صاحب سے ملاقات ہوتی تھی اور اس میں علمی باتیں ہوتی تھیں تو ان کو اپنی ڈائری میں تاریخ وار لکھ لیتا تھا۔یوں میاں صاحب کے ساتھ تیرہ سالہ نیازمندی کا ریکارڈ محفوظ ہو گیا۔

حضرت میاں صاحبؒ سے ملاقاتیں عموماً دو قسم کی ہوتی تھیں۔آپؒ علمی اجلاس بلایا کرتے تھے۔ان میں علماء اور دانشور حضرات کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔علمی امور زیرِ بحث آتے تھے۔ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضرت میاں صاحبؒ کسی اسکالر کے اعزاز میں چائے یا دعوت کا اہتمام کسی ہوٹل میں کرتے تھے اور اپنے قریبی احباب اور

Marfat.com

نیاز مندوں کو اس میں بلا لیتے تھے۔ جب ڈاکٹر ساجدہ سلطانہ علوی صاحبہ کینیڈا سے تشریف لاتی تھیں تو ان کے اعزاز میں ایسی تقریب کا اہتمام کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی (م ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۸ء) کے اعزاز میں بھی "بیت النور" ہوٹل میں اسی قسم کی دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ ان مجالس میں جو علمی باتیں ہوتی تھیں، ان کو عام طور پر محبوب احمد تھابل صاحب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے ریکارڈ کر لیتے تھے۔ ایسی علمی مجالس کی کارروائی کو راقم السطور بھی تاریخ وار اپنے روزنامچے میں لکھ لیتا تھا۔ محمد عالم مختار حق صاحب (م ۶۔ مارچ ۲۰۱۴ء) حوزۂ نقشبندیہ کے سیکرٹری تھے۔ میاں صاحب کے فرمانے پر وہ ان علمی مجالس کی رودادوں کو ایڈٹ کرتے تھے اور پھر یہ حوزۂ نقشبندیہ کی طرف سے شائع کر دی جاتی تھی۔ اس سلسلے کی پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے عنوان اور سالِ اشاعت ذیل میں دیے جاتے ہیں:۔

۱۔ رودادِ حوزۂ نقشبندیہ (۲۰۰۳ء)، مطبوعہ ۲۰۰۴ء۔

۲۔ رودادِ حوزۂ نقشبندیہ (۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء)، مطبوعہ ۲۰۰۶ء۔

۳۔ ہفت مجالس علمیہ، مطبوعہ ۲۰۰۹ء۔

۴۔ مجالسِ جمیل (فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہٗ کی علمی مجالس کی روداد)، مطبوعہ ۲۰۱۰ء۔

۵۔ فیضِ جمیل (فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ، نقشبندی مجددی کی تبلیغی کاوشیں)، مطبوعہ ۲۰۱۱ء۔

ایسا بھی ہوتا تھا کہ محمد عالم مختار حق صاحب اور ان کے فرزند محبوب عالم تھابل صاحب کسی وجہ سے ایسی علمی مجالس میں شریک نہ ہو سکے، اس صورت میں کارروائی

Marfat.com

ریکارڈ نہ ہو سکی۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ میرے روزنامچے کی فوٹو کاپی عالم صاحب کو فراہم کر دی جاتی تھی۔وہ اس کو ایڈٹ کر دیتے تھے اور حوزۂ نقشبندیہ اس کو شائع کر دیتا تھا۔"ہفت مجالس علمیہ" کے "اظہاریہ" میں عالم صاحب لکھتے ہیں:۔

> ۲۰۰۶ء میں میری دونوں آنکھوں میں موتیا بند کے اپریشن کے سبب میرے لیے ممکن نہ تھا کہ میں مجالس کی کارروائی قلمبند کر سکتا یا مجالس میں شرکت کر سکتا۔البتہ مجھے خوشی ہے کہ عزیز محترم جناب سید جمیل احمد رضوی، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور ان مجالس کی کارروائی شغلاً از خود قلمبند کرتے رہے اور اب وقت آنے پر انہوں نے بلا حیل و حجت مطلوبہ سرمایہ "سپردم بتو مایۂ خویش را" کہہ کر راقم کے سپرد کر دیا جس کا اظہار متعلقہ مقامات پر بھی میں نے کر دیا ہے اور مجموعہ طور پر یہاں بھی۔بہر حال ان کے احسان پر ممنونیت ریز شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (۶)

ایسی مذکورہ مجالس کی تعداد چار ہے۔میاں صاحب کے ساتھ ملاقات کی دوسری قسم کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ وہ خود از راہِ کرم احقر کے مسکن پر تشریف لے آتے تھے۔ان سے جو باتیں ہوتی تھیں، ان کو میں اپنے روزنامچہ میں لکھ لیتا تھا یا ایسے بھی ہوتا تھا کہ وہ از رہِ شفقت ملاقات کے لیے شرقپور شریف بلا لیتے تھے۔وہاں بھی علمی باتیں ہوتی تھیں، ان کو بھی راقم احاطۂ تحریر میں لے آتا تھا، کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضرت میاں صاحبؒ سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ملاقات ہوتی تھی۔یہ طے شدہ پروگرام کے تحت ہوتی تھی یا اتفاقیہ طور پر ہوتی تھی۔ان ملاقاتوں

Marfat.com

کے اہم نکات بھی روزنامچے میں لکھتا رہا۔ ایک ملاقات قائداعظم لائبریری لاہور میں ہوئی تھی۔ میں نے اس کی کارروائی کو بھی ڈائری میں لکھ لیا تھا۔

حضرت میاں صاحبؒ نے ہماری (چوہدری محمد حنیف صاحب اور راقم السطور) آخری ملاقات یکم ستمبر ۲۰۱۳ء کو شرقپور شریف میں ہوئی تھی۔ اس کی روداد اس کتاب میں شامل ہے۔ غالباً ایک نکتہ لکھنے سے رہ گیا تھا۔ احقر نے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کی وساطت سے آپؒ سے پوچھ لیا تھا کہ میرے پاس قریباً تیرہ سال کی ملاقاتوں کا ریکارڈ ڈائریوں میں محفوظ ہے، کیا اس کو شائع کر دیا جائے۔ آپؒ نے فوراً اس کی اجازت دے دی تھی۔ آپ کا وصال ۱۱ ستمبر ۲۰۱۳ء کو ہو گیا۔ اس کے بعد میں سوچتا رہا کہ ان تمام ڈائریوں کو تلاش کر کے ترتیب وار رکھ لوں اور ان میں محفوظ یادداشتوں کو تاریخ وار صاف کر کے لکھ لوں۔ الحمدللہ یہ کام میں نے مختصر مدت کے اندر کر لیا۔

ایک روز میں لائبریری گیا وہاں چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین) سے ملاقات ہوئی۔ ان سے میں نے ان یادداشتوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے حسبِ سابق کہا کہ آپ اس منصوبے کو حتمی شکل دیں۔ اس کتاب کو میں شائع کروں گا۔ اس سے میری حوصلہ افزائی ہوئی۔ میں نے یادداشتوں کے متن کو حتمی شکل دے دی۔

یادداشتوں کے متن کے بعد حواشی کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ ان سے کئی اشخاص اور کتب وغیرہ کی وضاحت ہو گئی ہے۔ آخر میں اشاریہ اشخاص بھی شامل کر دیا ہے۔ اس سے شخصیات کے حوالے سے کتاب کے متن کو دیکھنا آسان رہے گا۔

اس مقدمہ کے آخر میں اظہار تشکر کا خوشگوار فریضہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس کی عطا کی ہوئی توفیق سے یہ کام ہو سکا۔ یہ

Marfat.com

رسمی الفاظ ہیں جو لکھ رہا ہوں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ خداوند عالم کا شکر ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ الفاظ کے دامن میں اتنی وسعت نہیں ہوتی کہ اس ذاتِ اقدس کا شکریہ ادا کیا جاسکے۔

چوہدری محمد حنیف صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی ذمہ داری لی اور پھر اس کو بطرز احسن پورا بھی کیا۔ ان کا آستانہ عالیہ شیر ربّانی شرقپور شریف سے خاص روحانی تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے چار کتابیں شائع کی ہیں جن میں سے ایک اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ کے متعلق ہے اور تین فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

محترم صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کا بھی ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے کتاب کے متن کو دیکھ کر اپنی تحریر عنایت کی جو ''پیش لفظ'' کے عنوان سے کتاب میں شامل ہے۔

جناب صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ازراہِ کرم کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات عنایت کیے جو تقریظ اوّل کے عنوان سے اس میں شامل ہیں۔

محترم محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کا بھی سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے منصوبے اور اس کی پیشرفت کے متعلق کئی بار پوچھا۔ مزید برآں انہوں نے اپنی ایک تحریر بھی دی جو اس کتاب میں تقریظ دوم کے عنوان سے شامل کی گئی ہے۔ بھٹی صاحب حضرت میاں صاحب کے بہت قریبی اور قابلِ اعتماد مرید ثابت ہوئے۔

Marfat.com

حضرت میاں صاحبؒ کو ان پر بہت اعتماد تھا۔

حامد علی انصاری صاحب، سینئر لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کتاب کے طباعتی مراحل کی نگرانی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

محمد عاصم صاحب اور ساجد محمود صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بہت محنت کے ساتھ اس کتاب کی کمپوزنگ کی۔ ساجد محمود صاحب کی فنی مہارت اور تکنیکی معاونت نے کئی مشکل امور کو آسان کر دیا۔ انہوں نے حضرت میاں صاحبؒ کی زیارت بھی کی ہوئی ہے۔ ساجد صاحب نے بہت محبت اور احترام کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں (عاصم صاحب اور ساجد صاحب) کو جزائے خیر عطا کرے۔

ندیم الحسن شاہ صاحب نے رابطہ کار کے فرائض بخوبی ادا کیے۔ ان کی خدمت بھی قابلِ تعریف ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا کرے۔

حواشی

۱۔ سید جمیل احمد رضوی، مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں) (لاہور: دارالفیض گنج بخش، ۲۰۰۳ء)، ص۔ ۳۴۔۳۶

۲۔ ایضاً، ص۔ ۴۵۔ ۴۶

Marfat.com

3-Buehler,Arthur. Sufi Heirs of the Prophet, the Indian Naqshbandiyya and the Rise of Medidating Sufi Shaykh.Columbia: University of the South Carolina press,1998.

۴۔ سید جمیل احمد رضوی، ''تعارف'' مشمولہ فہرستِ ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، مرتبہ سید جمیل احمد رضوی (و) محمد معروف احمد شرقپوری (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء)، جلد اوّل، ص۔ ۱۹۔ ۲۰

۵۔ ایضاً، ص۔ ۲۰

۶۔ محمد عالم مختار حق (مرتب)، ہفت مجالسِ علمیہ (باہتمام حوزۂ نقشبندیہ، لاہور) (لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۰۹ء)، ص۔ ۵

۱۸۔ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ/ ۱۷۔ جولائی ۲۰۱۴ء

سید جمیل احمد رضوی
سابق چیف لائبریرین،
پنجاب یونیورسٹی لائبریری،
لاہور۔

☆......☆......☆

Marfat.com

۱۰۔نومبر ۲۰۰۱ء

فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مجددی کے ذخیرۂ کتب کی فہرست سازی

راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور سے ۹۔اکتوبر ۲۰۰۱ء کو ریٹائر ہوا۔میاں صاحب کا ذخیرۂ کتب ۹۔اگست ۲۰۰۱ء کو لائبریری میں منتقل ہو چکا تھا۔میاں صاحب کی خواہش تھی کہ اس کی فہرست سازی کا کام راقم ہی کرے۔حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م ۱۷۔نومبر ۱۹۹۹ء) کے ذخیرۂ کتب کی فہرست سازی کا کام احقر نے کیا تھا۔اس کی چار جلدیں شائع ہو چکی تھیں [۱]۔حضرت میاں صاحب نے ان کو دیکھا ہوا تھا۔میں نے چوتھی جلد [۲] میاں صاحب کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں پیش کی تھی۔آپ نے اس کو بغور دیکھا تھا بلکہ خادم سے کہہ کر اپنی عینک منگوائی تھی اور چشمہ لگا کر اس کو دیکھتے رہے۔میں نے اس فہرست کے آخر میں اشاریوں کی جانب آپ کی توجہ دلائی تھی۔ان سے کتاب کی تلاش و جستجو میں آسانی رہتی ہے۔محقق یا لائبریری استعمال کرنے والے کا بہت سا قیمتی وقت بچ جاتا ہے۔فخر المشائخ حضرت میاں صاحب نے اس انداز سے فہرست سازی کی بات کی کہ میں نے ہامی بھر لی۔میں نے آپ سے کہا کہ ایک طویل سروس کے بعد میری ریٹائرمنٹ ہو رہی ہے۔بہت تھکا ہوا ہوں۔مجھے کچھ آرام کی ضرورت ہے۔کچھ دیگر معاملات بھی ہیں جن کو طے کرنا ہے۔آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ کچھ آرام کر لیں اور معاملات نمٹا لیں۔چنانچہ ریٹائرمنٹ کے بعد ایک ماہ گزر گیا۔میاں صاحب نے

Marfat.com

فون پر رابطہ رکھا اور فہرست سازی کے کام کے لیے پوچھتے رہے۔ بالآخر میں نے ۱۰۔نومبر ۲۰۰۱ء کو یہ کام شروع کرنے کا ارادہ کرلیا۔ میں نے حضرت میاں صاحب سے کہا تھا کہ اپنے مرید محمد معروف احمد شرقپوری صاحب کی ڈیوٹی میرے ساتھ لگا دیں۔ وہ مجھے گھر سے یونیورسٹی لے جایا کریں اور کام کرنے کے بعد گھر چھوڑ جایا کریں۔ آپ نے میری استدعا پر ان کی ڈیوٹی لگادی۔ طے یہ ہوا کہ وہ موٹر سائیکل پر مجھے یونیورسٹی لے جایا کریں گے اور کام ختم ہونے پر اسی سواری پر گھر چھوڑ جایا کریں گے[۳]۔ میں نے اپنی ڈائری میں جو نوٹ لکھا ہوا ہے وہ درج ذیل ہے۔ اس کی تاریخ ۱۰۔نومبر ۲۰۰۱ء ہے۔

> محترم میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے ذخیرۂ کتب کی فہرست سازی کا کام آج شروع کیا "السعی منی والاتمام من اللّٰہ"۔ دو گھنٹوں کے لیے اس کام کی غرض سے ہفتے میں چار روز لائبریری میں جانے کا پروگرام بنایا ہے۔ بعد میں چند روز کے بعد وقت تین گھنٹے، ساڑھے تین گھنٹے کر دیا اور ہفتے میں پانچ روز جانا شروع کر دیا۔ (ہم دونوں بروز جمعہ اس کام کے لیے لائبریری نہیں جاتے تھے)

یہاں پر اس امر کا بیان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے ذخیرے کی فہرست سازی کا کام ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو شروع کیا تھا۔ اس کام کے لیے ان کے مطب میں حاضر ہوتا تھا۔ یہ کام یونیورسٹی کی طرف سے مجھے تفویض کیا گیا تھا۔ حضرت حکیم صاحب اور فخر المشائخ صاحب کا بہت قریبی علمی رابطہ رہا تھا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ دونوں شخصیات کے ذخیرۂ کتب کی فہرست سازی کا کام ۱۰۔اکتوبر اور ۱۰۔نومبر کو شروع کیا گیا۔ اس امر کا بیان بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں

Marfat.com

ذخیرے لائبریری کے ایک ہی ہال میں رکھے ہوئے ہیں یعنی ان دونوں میں قرب مکانی بھی ہے۔ بالفاظ دیگر کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح ظاہری حیات میں ان دونوں شخصیات کا قریبی رابطہ تھا' اسی طرح ان کے ذخائر کتب کا آپس میں قرب مکانی بھی ہے۔ یہ ایسا روحانی قرب تھا جو ان کی ظاہری حیات کے بعد ان کے ذخائر کتب کے رکھنے کے مقام میں دیکھا جاسکتا ہے۔ حکیم صاحب کا ذخیرۂ کتب سلسلہ چشتیہ کے کتابی وسائل سے مالا مال ہے اور فخر المشائخ کا ذخیرۂ کتب سلسلۂ نقشبندیہ کے گراں قدر مآخذ ومصادر اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ یہ دونوں ذخائر کتب تصوف کے شعبے میں تحقیق کرنے والوں کے لیے بہت گراں قدر مآخذ رکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ ان میں تصوف کے بنیادی مصادر (Primary Sources) موجود ہیں۔ اصول تحقیق میں ان کی افادیت اور اہمیت تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی تحقیقی کام کو معتبر اور مستند سمجھا جاتا ہے جس میں بنیادی مآخذ (/Foundational Primary Sources) کو استعمال کیا گیا ہو۔ یہ بات صاحبان ذخائر کی علمی گہرائی اور بصیرت کو ظاہر کرتی ہے۔

۵۔ جنوری ۲۰۰۲ء

صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کی تشریف آوری اور ان سے علمی باتیں اس تاریخ کے ذیل میں راقم نے اپنی ڈائری میں ایک تفصیلی نوٹ لکھا ہے۔ اس کو نیچے درج کیا جاتا ہے:۔

آج فہرست سازی کا کام کیا (بروز ہفتہ)۔ آج قریباً سوا بارہ بجے لائبریری پہنچے۔ معروف صاحب نے فون پر اطلاع دی تھی کہ آج کچھ تاخیر سے آئیں گے۔ وہ

Marfat.com

پونے بارہ بجے قبل دوپہر آئے۔ انہوں نے کہا کہ گھر سے محدب عدسہ (Magnifying Glass) لے آئیں۔ چنانچہ میں لوٹا اور محدب عدسہ لے لیا۔اس کو معروف صاحب کے حوالے کر دیا۔ جب گلی کے باہر گاڑی کے قریب پہنچے تو حضرت میاں صاحب شرقپوری بھی گاڑی میں موجود تھے۔معروف صاحب نے مجھے پہلے آپ کی آمد کے متعلق بتا دیا تھا۔ میں نے میاں صاحب سے مصافحہ کیا اور کہا کہ آپ تشریف لے آتے۔ فرمانے لگے: چلانہیں جاتا' کیا تشریف لاتا۔

ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی اور ہم یونیورسٹی لائبریری کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں میاں صاحب نے راقم سے عربی لغاتوں کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ لائبریری میں عربی لغاتیں موجود ہیں۔انہوں نے نام پوچھے تو میں نے یہ نام بتائے۔

۱۔المنجد' عربی۔اردو

۲۔المورد (انگریزی۔عربی کی لغت)

۳۔لسان العرب (۱۸ جلدیں، نیا ایڈیشن) [۴]

حضرت میاں صاحب نے کہا کہ ایک علمی کام کے سلسلے میں ان کی ضرورت ہے۔ لغاتیں ایک ہفتے کے لیے مطلوب ہیں۔اگلے جمعہ کو واپس کر دی جائیں گی۔ میں نے کہا کہ لائبریری جا کر ملک محمد صدیق صاحب [۵] 'چیف لائبریرین' سے بات کر لیتے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں بھی ان سے مل لوں گا اور اس بارے میں بات کروں گا۔

میاں صاحب نے پوچھا کہ آپ کی اس لائبریری کی سروس کتنی رہی؟ میں نے کہا: قریباً سوا اڑتیس سال۔ پھر آپ نے پوچھا کہ ''ٹگا'' کا لفظ اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ میں نے کہا ''میرے علم میں نہیں''۔ میاں صاحب نے کہا کہ بعض اہل زبان

Marfat.com

''پنجابی ٹگا'' کہتے ہیں۔ میں نے کہا مہذب لکھنوی کی لغت: ''مہذب اللغات''[6] (۱۴ جلدیں) میں دیکھ لیں گے کہ کیا یہ لفظ اردو میں استعمال ہوتا ہے۔

لائبریری میں پہنچنے کے بعد حضرت میاں صاحب کو میڈم خالدہ اختر[7] سابق ڈپٹی چیف لائبریرین کے کمرے میں بٹھایا۔ ان کا یہ کیبن نما کمرہ لائبریری کے دروازہ کے قریب ہی ہے۔ میں نے ملک محمد صدیق صاحب کو فون کیا کہ حضرت میاں صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے دفتر (واقع فسٹ فلور) سے نیچے (گراؤنڈ فلور) پر آ گئے۔ اس دوران میڈم خالدہ اختر بھی اپنے کمرے میں آ چکی تھیں۔ میں نے عربی لغاتوں کے متعلق ملک صاحب سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ معروف صاحب لکھ دیں کہ میاں صاحب کو ان لغاتوں کی ضرورت ہے۔ میں خصوصی اجازت برائے اجراء دے دوں گا۔ چنانچہ معروف صاحب نے میرے بتانے پر ان لغاتوں کے نام لکھ دیے تا کہ یہ میاں صاحب کے نام جاری ہو سکیں۔

۱۔ المنجد، عربی۔ اردو

۲۔ المورد

۳۔ لسان العرب (۱۸ جلدیں، نیا ایڈیشن)

4۔ Arabic-English lexicon by E.W. Lane [8]

ملک صاحب نے ان لغاتوں کو جاری کرنے کی اجازت دے دی۔ میں نے اورینٹل سیکشن میں میڈم مسرت جبیں (سابق ڈپٹی چیف لائبریرین) کو فون بھی کر دیا تھا۔ اس کے نتیجے میں یہ کتابیں برائے اجراء فسٹ فلور سے گراؤنڈ فلور پر آ گئیں اور جاری کر دی گئیں۔ معروف صاحب نے ان کو وصول کر لیا۔

Marfat.com

ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب سے حضرت میاں صاحب کی ملاقات

اسی دوران میڈم خالدہ اختر نے میاں صاحب کو بتایا کہ آج حاجیوں کے لیے تربیتی کورس کا افتتاح شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب میں ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ معروف صاحب کے موبائل فون پر میڈم خالدہ نے جمیلہ شوکت صاحبہ (سابق ڈین، کلیہ علوم اسلامیہ و ادبیات شرقیہ، جامعہ پنجاب) سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ابھی دوپہر کے کھانے کا انتظار ہے۔ میاں صاحب تشریف لے آئیں، کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ اس طرح میاں صاحب کی ڈاکٹر محمد زمان صاحب سے ملاقات ہو جائے گی۔ میاں صاحب نے مجھے کہا: ''شاہ صاحب! آپ بھی ساتھ چلیں''۔ چنانچہ میں ان (معروف صاحب اور حضرت میاں صاحب) کے ساتھ شیخ زاید اسلامک سنٹر گیا۔ میاں صاحب نے کہا کہ میں گاڑی میں بیٹھتا ہوں۔ آپ ڈاکٹر صاحب کا پتہ کر لیں۔ میں اور معروف صاحب شیخ زاید اسلامک سنٹر کے اندر گئے۔ پہلی منزل پر واقع لائبریری میں جا کر اسلم صاحب (لائبریرین) سے پوچھا۔ انہوں نے خود پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ وہ اوپر (دوسری منزل) کھانے کے بعد ابھی فارغ ہوئے ہی تھے۔ ان کو میں نے پیغام بھیجا تو انہوں نے مجھے کمرے کے اندر بلا لیا۔ جمیلہ شوکت صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے کھانے کے لیے کہا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

میں نے میاں صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ اوپر نہیں آسکتے، نیچے (گراؤنڈ فلور) پر ملاقات ہو جائے۔ ڈاکٹر زمان صاحب نیچے آ گئے اور میڈم جمیلہ شوکت صاحبہ بھی۔

Marfat.com

ڈاکٹر زمان صاحب ہماری معیت میں باہر میاں صاحب کی گاڑی تک گئے۔ حضرت میاں صاحب گاڑی سے باہر نکلے اور ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آئیں کمیٹی روم میں بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ ہم کمیٹی روم کی طرف چل دیے۔ سیڑھیوں (دو تین زینے) پر جمیلہ شوکت صاحبہ نے بھی میاں صاحب کا استقبال کیا۔ ہم کمیٹی روم میں بیٹھ گئے۔ باتیں ہونے لگیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ کبھی شرقپور شریف آنے کا پروگرام بنائیں۔ تھوڑے سے توقف کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ابھی چلتے ہیں اور شام کو قبل از نماز مغرب واپسی ہو جائے گی کیوں کہ رات کو بہت زیادہ دھند ہوتی ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ ''تصرف'' ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے اس صورت حال میں ''تصرف'' کی وضاحت بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے۔ کچھ اور علمی باتیں بھی ہوئیں۔ ولی اور عالم کے فرق کے متعلق بھی بات ہوئی۔ میاں صاحب نے کہا کہ کیا ولی خود کو ولی کہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ عالم وعظ کرتا ہے اور ولی اپنے کردار اور عمل سے لوگوں کو متاثر کرتا ہے' وہ خود کو ولی نہیں کہتا۔ کشف المحجوب کے حوالے سے بھی ڈاکٹر صاحب نے طریقت اور شریعت کے بارے میں بات کی[۹]۔ میڈم جمیلہ شوکت صاحبہ نے تین کتابوں کے تین سیٹ منگوائے اور ہمیں دیے۔ اس کے بعد ہم اسلامک سنٹر سے باہر آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب اور میاں صاحب ڈاکٹر صاحب کی گاڑی میں شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور ہم میاں صاحب کی گاڑی میں لائبریری کے لیے روانہ ہو گئے۔ قریباً اڑھائی بجے بعد دوپہر وہاں پہنچے۔ پونے تین بجے تک فہرست سازی کا کام کیا۔ پھر معروف صاحب مجھے گھر چھوڑ گئے اور خود شرقپور شریف کے

Marfat.com

لیے روانہ ہو گئے۔

فہرست سازی کے دوران ذوالفقار صاحب (میاں صاحب کے نوجوان مرید) پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب[10]، (ساکن اعوان ٹاؤن) کے ہاں گئے اور عربی لغاتیں ان کو دے آئے۔ میاں صاحب ان سے ایک علمی کام کروا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کو لغاتوں کی ضرورت تھی۔

۹۔ جنوری ۲۰۰۲ء

میاں صاحب کے راقم سے چند ذاتی سوالات

آج (بروز بدھ) بھی فہرست سازی کا کام کیا۔ میاں صاحب، معروف صاحب اور ڈرائیور گاڑی میں موجود تھے۔ کل بتاریخ ۸ جنوری ۲۰۰۲ء بھی حضرت میاں صاحب ان کے ہمراہ آئے تھے۔ بڑی گلی کے کونے پر گاڑی کھڑی تھی۔ میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ آپ تشریف لے آتے۔ آپ نے فرمایا: چلا نہیں جاتا تشریف کیسے لاتا۔

آج راستے میں میاں صاحب نے مکان کے متعلق پوچھا۔ میں نے ایڈریس بتایا اور کہا کہ گلی نمبر ۳ میں ہے، زیادہ دور نہیں ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ آپ مکان شریف کے رہنے والے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ ہماری اصل رہائش کالا افغاناں (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب، انڈیا) میں تھی۔ ہمارے دادا جی حکیم سید غلام علی مرحوم (م۔۱۹۴۰ء)[11] موضع دلیل پور نزد کلانور اکبری (ضلع گورداسپور) میں آ گئے تھے۔ یہ وہ گاؤں ہے جس میں میاں محمد دین کلیم مرحوم (م ۱۹۸۹ء) کے والدین رہتے تھے۔[12] اس طرح کلیم صاحب مرحوم اور ہمارا ایک ہی گاؤں تھا۔ ۱۹۴۷ء میں وہ لاہور آ

Marfat.com

گئے اور ہم فیصل آباد کے گاؤں چک نمبر ۱۳۲، گ۔ب (گوگیرہ برانچ) میں رہائش پذیر ہو گئے۔ میری کالج تک کی تعلیم فیصل آباد میں ہوئی۔ میں نے گورنمنٹ کالج فیصل آباد (حال جی۔سی یونیورسٹی، فیصل آباد) سے ۱۹۶۱ء میں بی۔اے (آنرز) کیا۔ پھر ۱۹۶۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ لائبریری سائنس میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۳ء میں ڈپلوما ان لائبریری سائنس حاصل کیا۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ملازم ہو گیا۔ میری تمام سروس اسی لائبریری کی ہے۔ زندگی کا زیادہ حصہ لاہور میں گزار دیا اور یہاں سے بہت کچھ سیکھا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے ساتھ دس گیارہ سال تعلق رہا۔ ان سے تصوف اور روحانیت کے بارے میں بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ ان کا بہت فیضان تھا اور اب بھی ہے۔ میں نے یہ تمام باتیں لائبریری کی جانب جاتے وقت میاں صاحب سے کیں۔ ہم ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر کے قریب لائبریری پہنچ گئے۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ لائبریری کے اندر تشریف لائیں۔ فرمانے لگے کہ کل ان شاء اللہ ملاقات ہوگی۔ یہ بھی بتایا کہ تین بجے آپ کو لینے کے لیے ڈرائیور گاڑی لے کر آئے گا۔ ہم لائبریری سے چار بجے سہ پہر نکلے اور ساڑھے چار بجے کے قریب معروف صاحب مجھے گھر چھوڑ گئے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی تعریف

راستے میں مَیں نے میاں صاحب سے ان کی طبیعت کے متعلق پوچھا۔ کہنے لگے طبیعت ایسی ہی ہے، دل چھوٹا کرنے سے کچھ بنتا نہیں ہے۔ مجھے تو بشیر احمد صدیقی صاحب کو دیکھ کر حوصلہ ملتا ہے کہ وہ معذوری کے عالم میں بھی کام میں لگے رہتے ہیں۔ انہوں نے زندگی بھر علمی کاموں میں میرا بہت ساتھ دیا۔

Marfat.com

۱۷۔جنوری ۲۰۰۲ء

اعوان ٹاؤن میں بشیر احمد صدیقی صاحب کی رہائش گاہ پر میاں صاحب سے ملاقات

آج فہرست سازی کا کام کیا۔ پھر تین بجے بعد دوپہر کے قریب ہم میاں صاحب سے ملنے کے لیے اعوان ٹاؤن کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت میاں صاحب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے مسکن پر موجود تھے۔ ہم قریباً ساڑھے تین بجے وہاں پہنچ گئے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ وہاں نذیر احمد صدیقی (برادر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی) بھی موجود تھے۔ میاں صاحب نے اپنے خدام/مریدین کو کھانا لانے کے لیے کہا۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا لائبریری میں قرآن مجید کے لفظی تراجم اور قرآن کی لغاتیں موجود ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر فرمانے لگے کہ ایک کتاب بعنوان:Sufism in Soviet Union ہے۔ کیا یہ لائبریری میں موجود ہے؟ میں نے کہا کہ چیک (Check) کرنا پڑے گا۔ فرمانے لگے کہ مختلف لائبریریوں میں چیک کروائیں۔ پھر میاں صاحب نے ایک بیل گاڑی بان[13] کی بات سنائی کہ وہ ایک چیز (کڑاہی نما برتن) کا مختلف استعمال کیسے کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے بلوچستان کے لوگوں کا روٹی پکانے کا طریقہ بتایا کہ وہ آٹا گوندھ کر گرم پتھر پر لگا دیتے ہیں، پھر اس کو آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ جب روٹی پک جاتی ہے تو اس کو کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔ گفتگو کے اس ماحول میں راقم السطور نے کہا کہ ''پیر شو یا آموز (بوڑھا ہو جا سیکھتا رہ) والی بات ہے۔ میاں صاحب نے کہا کہ ہاں یہ درست ہے۔

کھانے کے بعد میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ پہلے چائے پئیں گے یا

Marfat.com

ہاتھ دھوئیں گے؟ میں نے کہا: پہلے ہاتھ دھو لیتا ہوں۔ پھر میں نے واش روم میں جا کر ہاتھ دھوئے۔ اس کے بعد چائے پی۔ بعد ازاں معروف صاحب مجھے گھر چھوڑنے کے لیے اٹھے۔ میں نے حضرت میاں صاحب اور دیگر حاضرین سے مصافحہ کیا۔ واپسی پر ہم بکر منڈی کی جانب سے گزرتے ہوئے گلشن راوی کی جانب چلے۔ میاں صاحب کے پاس ان کے نوعمر مرید ذوالفقار صاحب بھی آ گئے تھے۔ انہوں نے بھی کھانا کھایا یا دوسرے الفاظ میں لنگر کھا لیا۔ میاں صاحب نے میرا ان سے تعارف کروایا۔ میں نے کہا کہ کل ہم نے بعد دوپہر ان کی دکان پر چائے پی تھی۔

۲۶۔جنوری ۲۰۰۲ء

خوشی محمد صاحب کے دفتر میں میاں صاحب سے ملاقات

آج ہفتہ ہے۔ ہم نے فہرست سازی کا کام کیا۔ اس دوران معروف صاحب نے بتایا کہ میاں صاحب ملنا چاہتے ہیں۔ ہم دونوں چار بجے سہ پہر یونیورسٹی لائبریری سے روانہ ہوئے بابر ہوٹل کے قریب خوشی محمد صاحب[۱۴] کے دفتر پہنچ گئے۔ گیراج میں میاں صاحب کی گاڑی پارک کی ہوئی تھی۔ اس سے آگے آفس میں میاں صاحب کے خادم بیٹھے ہوئے تھے اور ڈرائیور بھی۔ معروف صاحب اس سے آگے والے کمرے میں گئے۔ انہوں نے کمرے کا دروازہ کھول دیا اور مجھے کہا کہ آ جائیں۔ فرنیچر سے آراستہ اس بڑے کمرے میں میاں صاحب موجود تھے۔ بہت تپاک سے ملے۔ مصافحہ کیا اور مجھے بیٹھنے کے لیے فرمایا۔ آپ نے مزاج پرسی کے بعد ایک چھوٹی میز میرے سامنے رکھوائی۔ اس پر پھل (فروٹ) رکھے گئے۔ معروف صاحب نے سیب کاٹا اور گاجر کی کھیر پلیٹ میں ڈال کر مجھے دی۔ پھر روسٹ مرغ کا ایک حصہ

Marfat.com

میرے سامنے رکھوایا۔ میاں صاحب نے فرمایا: منہ سلونا کر لو (منہ کا ذائقہ نمکین کر لیں)۔ جتنی طبیعت چاہتی ہے اتنا کھا لیں۔ میں نے تھوڑا سا کھا لیا۔ بعد میں چائے پی۔ اس دوران یہ علمی باتیں ہوئیں۔

۱) میاں صاحب نے معروف صاحب سے کہا کہ میری ڈائری لاؤ۔ آپ نے اس میں سے دیکھ کر فرمایا کہ ایک کتاب **Sufim in Soviet Union** ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کتاب ہماری لائبریری میں نہیں ہے۔ میں نے آج پتا کروایا ہے۔ فرمانے لگے کہ ایک صاحب نے کہا ہے کہ قائداعظم لائبریری میں ملنے کا امکان ہے۔ میں نے کہا کہ وہاں سے فون پر پتہ کر لیں گے۔ وہاں کے چیف لائبریرین محمد تاج صاحب میرے شاگرد ہیں۔ فرمانے لگے کہ اسی لیے تو آپ سے کہا ہے۔

۲) ہنس کر فرمایا کہ یونیورسٹی لائبریری میں چیف لائبریرین کس کو لگا رہے ہیں؟ معروف صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے بتایا ہے کہ اس پوسٹ کا اشتہار اخبار میں دوبارہ آ گیا ہے۔

۳) حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے بارے میں فرمانے لگے کہ وہ بہت اچھے انسان تھے۔ ان کی ایک خوبی یہ تھی کہ جیسے پہلے دن ملے، ویسے تعلقات آخر تک قائم رکھتے تھے۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ کون کون سے پرچوں کے خصوصی نمبر حکیم صاحب کے بارے میں شائع ہوئے ہیں[15]۔ میں نے ''جہان رضا'' اور ''کنز الایمان'' کے نام لیے۔ فرمایا کہ فاروقی صاحب (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی) کا پرچہ ''جہان رضا'' بہت اچھا ہے۔ آپ

Marfat.com

کے پاس ہوگا، مجھے چاہیے۔ میں نے کہا کہ اس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔ ''کنز الایمان'' کی ایک کاپی معروف صاحب کو دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ گھر میں پڑی ہے لے آؤں گا۔ پھر میں نے کہا کہ ایک پرچہ ''نوائے انجمن'' اسلام آباد سے شائع ہوتا ہے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے چہلم پر اس کا ایک خصوصی نمبر بھی شائع ہوا تھا۔

۴) میاں صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ معروف ایک کتاب لکھ رہا ہے۔ میں صبح کتنے بجے اٹھا، کیا کیا کام کیے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے ڈائری لکھنے کی بات کی تھی۔ بعد میں یہی ملفوظات بن جاتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ کھلا کھلا لکھے (یعنی) ایک لائن چھوڑ کر۔ میں نے کہا کہ اس سے اصلاح و ترمیم میں آسانی رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اصلاح تو کرنا پڑے گا۔[۱۶]

۵) میں نے معروف صاحب کے بارے میں کہا کہ یہ لائبریری میں فہرست سازی میں بہت محنت سے کام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو علم ہے کہ یہ کتنا پڑھا ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ جی، میں نے پوچھ لیا تھا۔ پھر فرمایا کہ اس نے میری بہت خدمت کی ہے۔ اس کے حق میں دعا کریں۔ میں نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ کی دعا ہی کافی ہے۔ فرمانے لگے کہ بزرگوں کی دعا سے میری زندگی اچھی گزر رہی ہے۔ میں تو کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کے ذخیرۂ کتب میں آپ کی تصانیف و تالیفات دیکھی ہیں۔ بہت علمی کام ہے۔ اس پر آپ نے بات کا رخ ہی موڑ دیا۔ فرمایا کہ بہاولپور

Marfat.com

یونیورسٹی میں ایک صاحب ایم۔اے (انگریزی) ہیں۔ بہت اچھی پوزیشن میں ہیں۔ ان سے (لکھنے کا) کام لیں گے۔ اسلام آباد میں محمد نذیر رانجھا صاحب ہیں۔ وہ فارسی کے ماہر ہیں۔ انہوں نے ایک کام کیا تھا۔ اس کو ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب نے تین ہزار کی تعداد میں چھپوایا اور اس کے پیسے بھی مجھ سے نہیں لیے۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر زمان صاحب بہت نفیس آدمی ہیں۔ آج کل اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد کے چیئرمین ہیں۔ میاں صاحب نے بھی ان کی نفاست طبع کا اعتراف کیا۔

(٦ ذخیرۂ کتب کی فہرست سازی کے بارے میں بھی بات ہوئی۔ فرمانے لگے کہ جب افغانستان کی جنگ شروع ہوئی تو مجھے یاد ہے کہ اس کام کا آغاز کیا گیا تھا۔ میں نے بتایا کہ ۱۰۔ نومبر ۲۰۰۱ء کو یہ کام شروع کیا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کتنا وقت اور لگے گا۔ میں نے کہا کہ فہرست سازی میں دو ڈھائی ماہ اور لگ جائیں گے۔ پھر اشاریہ بنے گا۔ معروف صاحب بھی میرے ساتھ کام کروا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا ایک سال لگ جائے گا؟ میں نے کہا کہ ان شاء اللہ یہ کام جلد ہو جائے گا۔ وقت بچانے کے لیے میں نے کہا تھا کہ اس کی کمپوزنگ شروع کروا دی جائے۔ میاں صاحب نے ''اچھا'' کہا۔ میں نے کہا کہ اس طرح یہ کام جلد ہو جائے گا۔ پھر میاں صاحب نے لائبریریوں کے پتوں (Addresses) کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا کہ میرے پاس ان کے ایڈریس ہیں (لائبریریوں کی ڈائریکٹری ہے)۔ معروف صاحب اس کی فوٹو کاپی کروا لیں گے۔ جب

Marfat.com

فہرست چھپ جائے' تو ان لائبریریوں کو بھجوا دی جائے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ حکیم صاحب کے بعد ان کے جانشینوں نے کام بہت اچھی طرح سنبھال لیا ہے۔ میں نے کہا کہ میاں زبیر احمد صاحب [17] اور محمد ریاض ھمایوں سعیدی صاحب [18] نے بہت اچھی طرح مطب سنبھال لیا ہے اور حکیم صاحب کے تصوف کے پہلو کو بھی۔ دراصل حکیم صاحب فرائض (Duties) کی ذمہ داریاں سونپ گئے تھے۔ اس طرح وہ کام خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں۔ اس کے بعد میاں صاحب نے فرمایا: معروف! شاہ صاحب (راقم) کو چھوڑ آؤ۔ چنانچہ معروف مجھے گاڑی پر گھر چھوڑ گئے۔

۳۱۔ جنوری ۲۰۰۲ء

قرآن مجید کے پاروں کے چار سیٹ کی واپسی

آج بروز جمعرات فہرست سازی کا کام کیا۔ آج معروف صاحب ذخیرۂ کتب سے قرآن پاک کے پاروں کے چار سیٹ واپس لے گئے۔ چیف لائبریرین کی طرف سے اس رائے کا اظہار کیا گیا تھا کہ ہم ان پاروں کا ایک سیٹ ذخیرے میں رکھ لیتے ہیں۔ باقی چار سیٹ صاحب ذخیرہ کے نمائندے واپس لے جائیں اور ان کو ایسی جگہ دے دیں جہاں ان کی تلاوت ہوتی رہے۔

۱۲۔ فروری ۲۰۰۲ء

میاں صاحب نے چار کتابوں کا تحفہ راقم کے لیے بھیجا

آج معروف صاحب نے میاں صاحب کی طرف سے چار کتابیں مجھے

Marfat.com

دیں۔ان کے عنوان ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

۱) تذکرہ میاں غلام اللہ شرقپوریؒ (حضرت ثانی لاثانی) از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی۔

۲) میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی اخبارات ورسائل کے آئینے میں از ماسٹر احمد علی شرقپوری نقشبندی مجددی۔

۳) آسان جدید عربی گرائمر و بول چال از میاں جمیل احمد شرقپوری۔

۴) آراء علماء الازھر الشریف فی فخر المشائخ میاں جمیل احمد الشرقپوری النقشبندی المجددی حفظہ اللہ تعالیٰ۔مرتبہ محمد اشرف آصف الجلالی۔

۲۲۔فروری ۲۰۰۲ء

فون پر میاں صاحب سے بات چیت

آج بروز جمعہ فہرست سازی کا ناغہ ہے۔آج معروف صاحب اور میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نے فون پر بات کی۔معروف صاحب نے فہرست کے لیے اشاریہ مصنفین کے بارے میں مشورہ کیا۔

۲۶۔فروری ۲۰۰۲ء

اشاریہ سازی کے لیے میاں صاحب نے معروف صاحب کو گوشہ تنہائی فراہم کیا

آج فہرست سازی کا کام جاری رہا۔معروف صاحب کو اشاریہ عنوانات بنانے کا طریق سمجھایا۔فہرست کے صفحہ ۱۰۱ سے وہ عنوانات کے کارڈ بنائیں گے۔صفحہ ا

Marfat.com

تا ۱۰۰ تک ان شاء اللہ میں بناؤں گا۔ عید کی چھٹیوں کے دوران میں نے یہ کام شروع کیا اور فہرست کے صفحہ ۴۰ تک کارڈز بنا لیے ہیں۔ معروف صاحب نے فہرست کے صفحہ ۱۶۷ تک اشاریہ مصنفین وغیرہ کے کارڈ بنا کر آج میرے حوالے کیے تاکہ میں ان کو چیک (Check) کروں۔ یہ کام معروف صاحب نے شرقپور شریف میں کیا۔ میاں صاحب نے ان کو گوشۂ تنہائی فراہم کر دیا تھا یعنی جس کمرے میں میاں صاحب تشریف رکھتے ہیں اس سے ملحقہ آخری کمرہ۔ وہ وہاں سے دوپہر کے کھانے کے لیے اٹھتے تھے۔ ظہر کی نماز ادا کرتے اور کھانا بھی کھا لیتے۔ پھر کام شروع کر دیتے۔ عصر کی نماز اسی کمرے میں ادا کرتے۔ پھر شام کو وہاں سے باہر آتے تھے۔ اس شیڈول کی وجہ سے انہوں نے اشاریہ مصنفین وغیرہ کے کارڈز فہرست کے صفحات ۱ تا ۱۶۷ بنا لیے۔

۳۔ مارچ ۲۰۰۲ء

میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات

آج مورخہ ۳ مارچ ۲۰۰۲ء کو ہم شرقپور شریف میاں صاحب کی دعوت پر گئے۔ شرکاء یہ تھے۔

۱) راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی)

۲) ملک محمد صدیق صاحب (قائمقام چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور)

۳) چوہدری محمد حنیف صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور)

پروگرام پہلے سے طے تھا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب اپنی گاڑی لے کر میری

Marfat.com

رہائش گاہ کے قریب واقع مسجد حمزہ کے نزدیک آ گئے۔ وقت ۹ بجکر ۱۲ منٹ کا تھا۔ میں ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پی ایم اے آفس (لوئر مال) کے قریب ملک صاحب بھی ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ہم قریباً دس بجے شرقپور شریف پہنچ گئے۔ گاڑی باہر درخت کے نیچے پارک کی۔

ایک کم عمر خادم (غالباً عطاء اللہ) ہمارے انتظار میں تھا (یہ نوعمر لڑکا ایک بار لائبریری میں بھی آیا تھا)۔ اس نے کہا کہ آئیے۔ ہم میاں صاحب کی رہائش گاہ کی طرف چلے، سامنے سے معروف صاحب بھی آ گئے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہمیں میاں صاحب کے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور پانچ دس منٹ باتیں کرتے رہے۔ پھر ہمیں میاں صاحب کے کمرے میں چلنے کے لیے کہا۔ میاں صاحب اپنے بیڈ (Bed) پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ آئیے! میں آگے تھا اور باقی دونوں حضرات ذرا پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ جب میں میاں صاحب کے قریب گیا تو فرمانے لگے: کرسی پر بیٹھیں، پیر صاحب! میں نے جلدی سے ان سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر دونوں حضرات بھی آ گئے اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ معروف صاحب نیچے قالین پر بیٹھ گئے۔ میاں صاحب نے معروف صاحب سے مخاطب ہو کر سوال کیا کہ ان کے پاس کتنا وقت ہے۔ اس کے بعد معروف صاحب کو قریب بلا کر سرگوشی کے انداز میں کہا کہ تین گلاب جامن کے ڈبے (پیکٹ) منگوا لیں۔

ملک محمد صدیق صاحب نے پوچھا کہ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس حوالے سے میاں صاحب نے اپنی بیماری کے بارے میں بتایا۔

۱) بلڈ پریشر تو ۲۰ سال سے ہے۔

Marfat.com

۲) اگست میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی' لاہور میں دو ہفتے تک داخل رہا۔

۳) پھر گردوں کی تکلیف ظاہر ہوئی۔ اس کا علاج ہوتا رہا۔

۴) اس کے بعد جلد کی تکلیف ہو گئی۔ اس کا علاج کرواتا رہا۔

۵) اس کے بعد بھگندر کی تکلیف ہو گئی۔ ایک ڈاکٹر نے کہا کہ اس عمر میں آپریشن نہ کروائیں۔ آخر ۵۔ فروری ۲۰۰۲ء کو اس کا آپریشن ہوا۔ اب علاج ہو رہا ہے۔ زخم ابھی تک پوری طرح مندمل نہیں ہوا۔ علاج جاری ہے۔ اس کے بعد آپ نے حافظ شیرازی کا ایک شعر پڑھا (یہ شعر میں اپنے روزنامچہ میں لکھ نہ سکا)۔

پھر میاں صاحب نے لغات القرآن کے حوالے سے سوال کیا۔ ایک کتاب بھی مجھے دکھائی۔ آپ نے فہرست سازی کے کام کے بارے میں بھی پوچھا۔ میں نے کہا کہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کام جلد ختم ہو جائے۔ میں نے ان کو یہ بھی بتایا کہ فہرست کی اشاریہ سازی کا کام بھی شروع کر دیا ہے اور یہ گھر میں کیا جا رہا ہے۔ فرمانے لگے کہ ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے تو لائبریری میں جانے کے حوالے سے پوچھا تھا' کیوں کہ معروف کو اس سلسلے میں لائبریری میں جانا پڑتا ہے۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور معروف صاحب کو بتا گئے کہ وہ ہمیں لے کر کتنی دیر کے بعد دستر خوان والے کمرے (ڈائننگ روم) میں آ جائیں۔ تھوڑی دیر بعد معروف صاحب ہمیں اندر مذکورہ کمرے میں لے گئے۔ ہم نے ناشتہ کیا اور چائے پی۔ میاں صاحب نے بھی تھوڑے سے چاول کھائے۔

Marfat.com

ناشتے کے وقت میاں صاحب نے ہمارے ساتھ یہ باتیں کیں۔ چونکہ یہ بہت دلچسپ اور معلومات افزا ہیں' اس لیے ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

۱) ہمارے ایک عزیز (غالباً اسحاق نامی) حکیم اجمل خاں کے طبیہ کالج میں داخل ہوئے۔ وہ وہاں ایک ٹیوشن پڑھانے لگے۔ اہل خانہ نے کہا: مولوی صاحب! آپ انگریزی بھی پڑھے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کل سے شروع کروادیں گے۔ واپس آکر انہوں نے پہلے اے بی سی سے انگریزی پڑھنا شروع کی اور اگلے روز جا کر بچے/بچیوں کو پڑھایا اور ان کو کہتے رہے کہ سبق کی طرف دھیان دو اور اس کو اچھی طرح یاد کرو تا کہ بچے کوئی اور سوال نہ پوچھیں۔ میں نے کہا کہ وہ استادی کا رعب دکھاتے رہے۔

۲) پھر میاں صاحب نے اے۔ کے۔ بروہی کی بات بتائی کہ وہ لندن پڑھنے کے لیے گئے۔ وہاں لوگ جاب (ملازمت) کرتے ہیں اور پڑھائی بھی جاری رکھتے ہیں' کیوں کہ پیسے کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اخبار میں فرانسیسی پڑھانے کے لیے ٹیوشن کا اشتہار آیا۔ انہوں (بروہی صاحب) نے کہا کہ میں پڑھاؤں گا۔ ان کے دوستوں نے کہا کہ تم نے تو فرانسیسی نہیں پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ میں خود پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور جا کر بچے کو پڑھا دیا کروں گا۔

۳) بعد میں میاں صاحب نے ''حصول پاکستان'' جیسی کتابوں کے بارے میں پوچھا کہ لائبریری میں ایسی کتابیں موجود ہیں۔ میں نے کہا کہ ''تحریک پاکستان'' کے متعلق کتب لائبریری میں موجود ہیں۔ ملک

Marfat.com

محمد صدیق صاحب نے پاکستان کلیکشن (Pakistan Collection) کی بات کی[19]۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ سے ایسی کتابیں برائے مطالعہ مستعار لیں گے۔

۴) جب ہم ناشتہ کر رہے تھے تو ملک محمد صدیق صاحب نے کہا کہ میں نمکین اور میٹھے چاول ایک ہی پلیٹ میں ڈال لیتا ہوں' لیکن معروف صاحب نے ایک چھوٹی پلیٹ ان کے آگے رکھ دی۔ اس موقع پر حضرت میاں صاحب نے فیروز گاڈی (گاڑی بان) کی حکایت سنائی۔ فیروز شرقپور شریف کے رہنے والے تھے۔ لاہور سے "گڈ" (بیل گاڑی) پر سامان وغیرہ لایا کرتے تھے۔ ان کے پاس لوہے کی کڑاہی نما ایک برتن تھا۔ اس سے وہ مختلف کام لیتے تھے۔ اس میں آٹا گوندھ لیتے' آٹے کو چادر میں ڈال لیتے۔ کڑائی کو الٹا کر کے آگ پر رکھ لیتے اور روٹی پکا لیتے۔ پھر اسی میں بیل کے لیے "گتاوا" (چارہ) تیار کر لیتے اور بیل کے آگے رکھ دیتے۔ اس طرح وہ ایک چیز سے کئی کام لے لیتے۔ جب چیزیں کم ہوں تو ان سے مختلف کام لینے کے حوالے سے میاں صاحب نے یہ بات سنائی (اگر اس پر غور کیا جائے تو اس سے قناعت کی تعلیم ملتی ہے)

پھر میاں صاحب نے معروف صاحب سے کہا کہ آپ ان کو لان میں لے جائیں اور وہاں بیٹھیں۔ میں ابھی آتا ہوں۔ ہم نے واش بیسن سے ہاتھ دھوئے اور لان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں صاحب بھی وہاں آ گئے اور ہمیں کہا کہ کرسیوں پر بیٹھیں۔ ہم دھوپ میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ذوالفقار صاحب بھی ہمارے

Marfat.com

ساتھ تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کھانا بھی کھایا تھا۔ اس نشست میں میاں صاحب نے تقریباً آدھ گھنٹے تک گفتگو کی۔ جس میں انہوں نے مختلف باتیں سنائیں۔

۱) آپ نے گلاب جامن کے تین کجے (پیکٹ) ہم تینوں کو معروف صاحب کے ہاتھ سے بطور تحفہ عطا کیے اور ان سے متعلقہ میاں شیر محمد صاحبؒ کا واقعہ بھی سنایا۔

۲) حکیم عبدالمجید عتیقی صاحب[۲۰] (نابینا) کا واقعہ بھی سنایا کہ وہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک بار آئے تو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ نے اپنے ایک مرید سے کہا کہ ان کو لاہور والی بس میں فرنٹ سیٹ پر بٹھا آؤ۔ چنانچہ اس نے بس کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا دیا۔ بعد میں تھانیدار آ گیا۔ بس والوں نے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ پیچھے بیٹھ جائیں۔ تھانیدار صاحب آ گئے ہیں' وہ اب فرنٹ سیٹ پر بیٹھیں گے۔ حکیم صاحب نے سیٹ سے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ جب بس والوں نے اصرار کیا تو حکیم صاحب ناراض ہو گئے اور بس سے اتر کر باہر سڑک کی ایک جانب کھڑے ہو گئے۔

جب بس بھر گئی تو ڈرائیور نے اسٹارٹ کی۔ اس کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ انہوں نے اس کو ٹھیک کروایا اور بس کو اسٹارٹ کیا تو پھر کوئی نقص پڑ گیا۔ اس طرح تین بار ہوا۔ اب بس والوں کو خیال آیا کہ چونکہ ہم نے ایک سواری کو ناراض کر دیا ہے' شاید اس وجہ سے بس بار بار خراب ہو رہی ہے۔ انہوں نے حکیم صاحب سے استدعا کی کہ آپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جائیں۔ حکیم صاحب نے انکار کر دیا۔ اب کشف کے ذریعے میاں شیر محمد صاحبؒ کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ انہوں نے اپنے مرید کو بھیجا کہ جا کر حکیم صاحب

Marfat.com

سے کہے کہ بس میں بیٹھ جائیں۔ چنانچہ مرید نے آ کر حکیم صاحب کو میاں صاحب کا پیغام دیا۔ اس کے بعد وہ بس میں بیٹھ گئے اور بس چلنے لگی۔

۳) میاں صاحب نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ لوگ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے پاس آیا کرتے تھے۔ پہلے تو کہہ دیتے کہ ہم آج ٹھہر جاتے ہیں۔ بعد میں انہیں اپنے کام یاد آ جاتے۔ اسی طرح ایک صاحب حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ سے ملنے کے لیے آئے۔ میاں صاحبؒ نے کہا کہ آج رات ٹھہر جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں نے کھیت کو پانی لگانا ہے۔ میاں صاحبؒ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ، نہر تو کبھی بند بھی ہو جاتی ہے لیکن اس نے اصرار کیا اور چل دیا۔ جب وہ نہر پر پہنچا تو وہ واقعاً بند تھی۔ پھر اس کو (نہ ٹھہرنے کا) افسوس ہوا۔

۴) پھر فخر المشائخ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نے یہ واقعہ سنایا کہ حکیم علی احمد نیرؔ واسطی[۲۱] کا میاں شیر محمد صاحبؒ کے پاس از راہ عقیدت آنا تھا۔ میاں صاحبؒ نے ان کو ایک پگ (پگڑی) اور ایک کلاہ دیا تھا۔ انہوں نے ان دونوں کو بہت احترام کے ساتھ رکھا۔ اس طرح ان کے مطب میں مریضوں کی لائنیں لگی رہتی تھیں۔ ایک اور حکیم صاحب (غالباً حکیم ظفر یاب) کو بھی میاں صاحبؒ نے یہی دو چیزیں دی تھیں۔ انہوں نے پگ (پگڑی) اور کلاہ کی کوئی قدر نہ کی۔ جب انہوں نے حکیم نیرؔ واسطی صاحب کے کام کو دیکھا تو وہ پھر شرقپور شریف آئے۔ اس وقت اعلیٰ حضرتؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت ثانی صاحبؒ کا زمانہ تھا۔ انہوں نے آ

Marfat.com

کر واقعہ سنایا۔ حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ تو ان ہی کا حصہ تھا۔

۵) پھر میاں صاحب نے ملازمت کے حوالے سے اتوار کی اہمیت کا ذکر کیا (یعنی ملازمین کو اس روز کئی کام کرنا ہوتے ہیں)۔ اس پر ملک محمد صدیق صاحب اور چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہم کچھ دیر اور بیٹھتے ہیں۔ ایسے لمحات تو کبھی کبھی میسر آتے ہیں۔

چند لمحوں کے بعد راقم السطور نے کہا کہ ہم نے ابھی ''وڈے میاں صاحبؒ '' (میاں شیر محمد صاحبؒ) کے مزار پر سلام کرنے کے لیے جانا ہے۔ اس کے بعد محمد حنیف صاحب کو لاہور پہنچ کر ایک شادی میں شریک ہونا ہے۔ اس لیے ہم اجازت لیتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے ہمیں اجازت دے دی اور ہم سلام کر کے واپسی کے لیے چلے۔

جب ہم میاں صاحب کی رہائش گاہ سے باہر آئے تو چوہدری محمد حنیف صاحب اور ملک محمد صدیق صاحب نے صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور معروف صاحب سے کہا کہ ان کا پتا کروائیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ میاں خلیل احمد صاحب سے مل لیں اور میں میاں ابوبکر صاحب کا پتا کرواتا ہوں۔ ہم دائیں جانب ایک بڑی حویلی نما چار دیواری والے احاطے میں چلے گئے۔ وہاں میاں خلیل احمد صاحب کرسی پر بیٹھے تھے اور ان کے مریدین صف پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھ کر میاں صاحب نے اپنے مریدوں سے کہا: ''جلدی سے چارپائی لاؤ' بزرگ آئے''۔ آپ کے اس ارشاد پر ایک مرید اٹھا اور ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ چارپائی لایا اور صف کے قریب ڈال دی۔ میاں خلیل احمد صاحب

Marfat.com

نے ہمیں چارپائی پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ پھر وہ باتیں کرتے رہے۔ میں نے اگست ۲۰۰۱ء میں جو ان سے ملاقات ہوئی تھی اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں مجھے یاد ہے۔ پھر انہوں نے مخدوم حمید الدین کے بارے میں بات کی اور چوہدری غلام احمد صاحب (ملازم پنجاب پبلک لائبریری) کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب سے اپنی ملاقات کا ذکر بھی کیا۔ اس کے بعد ہم نے میاں خلیل احمد صاحب سے اجازت لی اور باہر آ گئے۔ معروف صاحب کی نشاندہی پر ہم میاں ابوبکر صاحب کی نشست گاہ کی طرف چلے۔ ہم نے دیکھا کہ میاں صاحب کرسی پر بیٹھے تھے اور ان کے سامنے مریدین صف پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ہم ان کے قریب گئے تو وہ ہمیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہمیں ملے اور کہا کہ آؤ بیٹھتے ہیں۔ مریدوں سے انہوں نے کہا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ انہوں نے اپنا ڈرائنگ روم کھلوایا اور ہمیں بٹھایا۔ میاں صاحب ملک محمد صدیق صاحب کے شاگرد رہے تھے۔ ملک صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ایم۔ اے (لائبریری سائنس) کیا ہوا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں ۹۵۔۱۹۹۳ء ان کا سیشن تھا۔ انہوں نے اصرار کے ساتھ ہمیں پر تکلف چائے پلوائی۔ شعبۂ لائبریری سائنس، جامعہ پنجاب، لاہور کی باتیں کرتے رہے۔ آدھ گھنٹے کے بعد ہم نے اجازت لی۔

پھر معروف صاحب ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ہم ان کے ساتھ ''وڈے میاں صاحبؒ'' (حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کو سلام کرنے کے لیے ان کے مزار پر حاضر ہوئے۔ سلام پیش کیا' دعا پڑھی۔ کچھ دیر ان کے مزار کے سامنے بیٹھے رہے۔ پھر واپس ہونے کے لیے گاڑی کی طرف آئے۔ معروف صاحب نے

Marfat.com

اس بَیل کا ذکر کیا جس کی پیشانی پر محمد ﷺ لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم اس بیل کو دیکھنے کے لیے میاں صاحب کے کھوہ (کنوئیں) پر گئے۔ اس کو دیکھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ اب اس کو جوتا نہیں جاتا۔ وہاں سے ہم واپس ہوئے۔ معروف صاحب کو میاں صاحب کے دولت خانہ کے قریب اتارا اور ہم لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ پون گھنٹے میں ہم لاہور پہنچ گئے۔ ملک محمد صدیق صاحب کو سول سیکریٹریٹ کے سٹاپ پر اتارا' پھر چوہدری صاحب مجھے مسجد حمزہ کے قریب اتار گئے۔ پونے دو بجے میں گھر واپس آ گیا۔

۲۹۔ مارچ ۲۰۰۲ء

میاں صاحب نے فہرست سازی کے کام کے حوالے سے شکریہ ادا کیا

آج بروز جمعہ معروف صاحب نے آٹھ بجے صبح فون پر شرقپور شریف سے بات کی اور اشاریہ مصنفین وغیرہ کے آخری کارڈ کا نمبر پوچھا۔ پھر میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب نے بھی بات کی۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے بڑی محنت سے کام کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا عطا کرے۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ پھر میاں صاحب نے معروف صاحب کی محنت کا ذکر بھی کیا کہ انہوں نے بھی جانفشانی سے کام کیا۔ میں نے تائید کی کہ معروف صاحب نے بڑی محنت سے کام کیا اور کر رہے ہیں۔ آخر میں میاں صاحب نے فرمایا کہ ملاقات کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد معروف صاحب نے دوبارہ بات کی۔

۸۔ اپریل ۲۰۰۲ء

میاں صاحب نے فون پر بات کی

آج صبح ۸ بجے کے قریب معروف صاحب نے فون پر بات کی۔ انہوں نے

Marfat.com

رات والے فون کے بارے میں بتایا۔ رات میں جاوید طفیل صاحب (مدیر نقوش' لاہور) کی والدہ ماجدہ کے چہلم کے سلسلے میں ان کے ہاں گیا ہوا تھا۔ عزیز عقیل احمد سلمہ' نے فون سن لیا تھا اور مجھے واپسی پر بتایا تھا۔

آج بات کرتے ہوئے معروف صاحب نے کہا کہ پہلے میاں صاحب سے بات کرلیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ نے بڑی محنت سے کام کیا ہے اور کر بھی رہے ہیں۔ اب فہرست کو چھپوا کر بھی آپ ہی دیں' جیسا کہیں گے ویسا کرلیں گے۔ شکریہ کا مکتوب بھی کمپوز کروادیں۔ میں نے کہا کہ آپ محمد صدیق صاحب (چیف لائبریرین) کو فون کریں کہ وہ جلدی کاغذات وغیرہ مکمل کروادیں (یعنی اشاعت کے حوالے سے دفتری کارروائی مکمل کرلیں)۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ان کو بھی فون کریں گے۔ پھر معروف صاحب نے لائبریری میں جانے کے وقت کے متعلق بات کی۔

آج میاں صاحب سے بات کر کے ایک خاص روحانی کیفیت کا احساس ہوا جس کو صرف محسوس ہی کیا جاسکتا ہے' الفاظ میں اس کا اظہار مشکل ہے۔

۲۹۔ اپریل ۲۰۰۲ء

میاں صاحب سے فون پر بات

آج معروف صاحب سے بات ہوئی۔ حضرت میاں صاحب سے بھی بات ہوئی۔ آپ نے فہرست کی افتتاحی تقریب کے حوالے سے شیخ زاید اسلامک سنٹر' جامعہ پنجاب کے آڈیٹوریم کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا: اچھا وسیع ہال ہے۔ میاں

Marfat.com

صاحب نے دوسرا سوال کیا کہ کیا برتن وغیرہ سنٹر کے پاس ہوں گے؟ میں نے کہا: ٹھیکیدار فراہم کر دیتا ہے۔فرمانے لگے کہ معروف کہہ رہا تھا کہ آپ (راقم) نے کتاب کے افتتاح کے بارے میں بات کی ہے۔ پھر پوچھا کہ کتاب کی ڈمی (Dummy) کب تک بن جائے گی؟ میں نے کہا کہ پوری کوشش ہے کہ کتاب جلد چھپ جائے۔ میاں صاحب کتاب کی ڈمی ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب کو اسلام آباد میں بھیجنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس کو دیکھ کر کچھ لکھ دیں[۲۲]۔اس کو کتاب میں شامل کر دیا جائے۔ میں نے کہا کہ فہرست کی تقریب افتتاح کے موقع پر ڈاکٹر صاحب کو بلا لیا جائے۔ فرمانے لگے: اچھا ہے۔۹۰ فیصد امید ہے کہ وہ آجائیں گے۔اس کے بعد معروف صاحب سے اور باتیں ہوئیں۔

۳۰۔اپریل ۲۰۰۲ء

میاں صاحب سے فون پر بات

آج سوا آٹھ بجے صبح معروف صاحب نے شرقپور شریف سے فون کیا۔میاں صاحب سے بھی بات ہوئی۔ پھر معروف صاحب سے فہرست کے متعلق تفصیل سے بات کی۔آج میں ان کو فون کرنے کے لیے نمبر تلاش کر رہا تھا کہ معروف صاحب کا فون آ گیا۔کیسا حسن اتفاق ہے۔اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔یہ تو کمال حسنِ اتفاق کی بات معلوم ہوتی ہے (دراصل یہ حضرت میاں صاحب کا روحانی فیضان ہے)۔

معروف صاحب فہرست کی اس جلد (اوّل) میں شامل کرنے کے لیے ایک

Marfat.com

مضمون لکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس کو میں دیکھ لوں گا اور اس میں ضروری ترمیم کر دی جائے گی۔ انہوں نے ترمیم و اصلاح کی اجازت دے دی۔ ان کے الفاظ یہ تھے ''آپ کی ورکشاپ سے ہو کر گزرے گا' تو بہتر ہوگا''۔ یہ مضمون ان کے نام سے شائع ہوگا[۲۳]۔ کتاب میں میرا ''تعارف'' بھی شامل ہوگا۔ اس طرح فہرست کے شروع میں دو مضامین شامل ہوں گے۔

۱۔ کتاب کے صفحہ ۲۳۷ کے خلا (GAP) کی بھی بات کی۔

۲۔ رسائل و جرائد والے حصے کی فوٹو کاپی بھی طلب کی تا کہ پروف پڑھے جاسکیں۔

۳۔ معروف صاحب اشاریہ عنوانات کو ترتیب دے رہے ہیں۔ ان کو میں چیک کرلوں گا۔

۴۔ اس کے بعد اشاریہ مصنفین کو مرتب کریں گے۔

۵۔ کتاب کی کمپوزنگ پروف خوانی اور طباعت وغیرہ کے بل پیش کرنے کی بھی بات کی۔ میں نے کہا کہ چیف لائبریرین سے بات کریں اور ان سے ملاقات کا وقت لے کر مجھے بتائیں تا کہ ان کو پروف دکھائے جاسکیں (اس طرح رواں مالی سال میں بروقت بل پیش کیا جاسکے گا)

۲۰۔ مئی ۲۰۰۲ء

صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کی راقم کے مسکن پر تشریف آوری

آج بروز سوموار ۶ بجکر ۲۵ منٹ کے قریب معروف صاحب نے دروازے پر بیل (Bell) دی اور کہا کہ میاں صاحب گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کو لے آتے ہیں۔ چنانچہ میں میاں صاحب کے پاس بڑی گلی میں کھڑی گاڑی تک گیا۔

Marfat.com

علیک سلیک کے بعد میاں صاحب نے ایک کیک والا شاپر پکڑتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ کی نیاز ہے۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ خود تشریف لائیں۔ معروف صاحب نے کار کا دروازہ کھولا اور میاں صاحب نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے فرمایا کہ مجھ سے اوپر کی منزل میں جانا ممکن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ نہیں اوپر بٹھانے کا انتظام نہیں کیا۔ میں معروف صاحب کو بتا کر جلد مکان کی طرف آیا' بیٹھک کا دروازہ کھولا' میاں صاحب اور معروف صاحب اندر تشریف لائے۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب باتیں کرتے رہے۔ آپ نے تھوڑی سی پیپسی کی بوتل پی' پھر تشریف لے گئے۔

۲۹۔ مئی ۲۰۰۲ء

میاں صاحب کی صبح کے وقت تشریف آوری اور خوردنی اشیاء کا تحفہ

آج بھی میاں صاحب صبح سات بجے کے قریب تشریف لائے۔ بڑی گلی میں گاڑی میں بیٹھے رہے۔ معروف صاحب نے کتاب کے پروف کے متعلق بات کی۔ میاں صاحب کی آمد کے فوراً بعد معروف صاحب اور میاں صاحب کا خادم لڑکا دونوں مکان کی بیٹھک میں آئے اور کچھ خوردنی اشیاء دے گئے۔ معروف صاحب نے بتایا کہ ایک صاحب میاں صاحب کے لیے تحفہ لائے تھے۔ میاں صاحب یہ آپ کے لیے لے آئے۔

۲۔ جولائی ۲۰۰۲ء

حضرت میاں صاحب کی آمد اور کتاب کی تقریب افتتاح کے متعلق بات چیت

آج سات بجے صبح کے قریب دروازے پر گھنٹی بجی۔ عزیز عقیل احمد باہر گیا اور

Marfat.com

آ کر بتایا کہ معروف صاحب آئے ہیں اور میاں صاحب بھی گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ میں جلدی سے باہر گیا اور میاں صاحب سے مصافحہ کیا۔ میں عجلت سے مکان کی طرف واپس آیا اور بیٹھک کا دروازہ کھولا۔ میاں صاحب تشریف لے آئے۔ دروازے کے سامنے اندر نماز والی چوکی تھی' اسی پر بیٹھ گئے۔ میں نے دو تکیے ٹیک کے لیے ان کے پہلو میں رکھ دیے۔ آپ نے کتاب کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ کتاب پریس میں ہے' چھپ رہی ہے۔ یہ بھی کہا کہ ہم نے جون کا ہدف مقرر کیا تھا۔ اس کے مطابق کام کیا ہے۔ تین اشاریوں کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ کمپیوٹر میں ان کی اغلاط معروف صاحب لگوا رہے ہیں۔

پھر میاں صاحب نے کتاب کی تقریب افتتاح Book Launching Cermony کے بارے میں سوالات کیے۔ اس تقریب کے لیے بجٹ کے متعلق بھی پوچھا۔ میں نے کہا کہ چائے وغیرہ پر تقریباً مبلغ چار ہزار روپے خرچ ہوں گے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ شیخ زاید اسلامک سنٹر' جامعہ پنجاب کے آڈیٹوریم کی بھی بات ہوئی۔ میں نے کہا کہ اس تقریب کے لیے کوئی سپانسر تلاش کر لیا جائے گا۔ فرمانے لگے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ قریباً آدھ گھنٹے کے بعد تشریف لے گئے۔ آج میاں صاحب نے ٹیم کی بوتل پی۔ معروف صاحب اور راقم نے بھی اس مشروب کو پیا اور بوتلوں کا کچھ پانی باہر گاڑی میں بیٹھے خادم کے لیے بھی معروف صاحب کی وساطت سے میاں صاحب نے بھجوایا۔ میں نے اصرار کیا کہ عزیز عقیل احمد سلمہٗ خادم کو بھی پانی دے آتا ہے۔ لیکن پہلے میاں صاحب نے فرمایا کہ رہنے دیں' آپ خود پی لیں۔ پھر جو بچا تھا' میاں

Marfat.com

صاحب نے اپنے ہاتھ سے اس کو گلاس میں ڈالا اور خادم کے لیے بھجوایا۔

۳۱۔ جولائی ۲۰۰۲ء

میاں صاحب سے ملاقات کے لیے شرقپور میں حاضری

میاں صاحب نے شرقپور شریف بلایا تھا۔ معروف صاحب سے پروگرام بنا۔ وہ آج سات بجے صبح گاڑی لے کر آ گئے۔ ان کے ساتھ ذوالفقار صاحب بھی آئے۔ ہم تینوں شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ بجے وہاں پہنچ گئے۔ پہلے دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ گئے۔ وہاں کمپیوٹر لیب دیکھی۔ مولانا منصب علی شرقپوری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ ہمیں وہاں پہنچ کر معلوم ہو گیا تھا کہ میاں صاحب ''کھوہ'' (کنوئیں) پر گئے ہوئے ہیں۔ معروف صاحب نے کہا کہ وہاں ہی چلتے ہیں۔ اس دوران میاں صاحب کا ایک خادم بائیسکل پر ''کھوہ'' کی طرف چلا گیا۔ معروف صاحب نے گاڑی موڑی اور کہا کہ یہ جا کر میاں صاحب کو بتا دے گا۔ معروف صاحب نے ہمیں گاڑی سے اتارا اور خود شاید وہاں چلے گئے۔ ہمیں میاں صاحب کے کمرے میں بٹھایا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں صاحب بھی آ گئے۔ آپ بہت تپاک سے ملے۔ اس کے بعد ناشتہ کے لیے ہمیں بلایا گیا۔ ہم نے ناشتہ کیا۔ میاں صاحب نے خود لسی کا ایک گلاس پیا۔ اس ناشتے میں دیہاتی اور شہری ماحول کی آمیزش تھی۔ مکھن، شہد، گوشت، دہی، چاول، روٹی، حلوہ پوری، لسی اور چائے وغیرہ۔

ناشتہ کرنے کے بعد ہم واپس میاں صاحب کی نشست والے کمرے میں آ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے، ان کے ساتھ صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب بھی تھے۔ ان کے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں۔ میاں

Marfat.com

صاحب نے میرا ان سے تعارف کرایا۔ میں نے کہا کہ ایک بار ان سے پہلے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیولوجی' لاہور میں ملاقات ہو چکی ہے۔ ان کو میاں صاحب نے مطبوعہ فہرست کا ایک نسخہ دکھایا۔ وہ کچھ دیر اس کو دیکھتے رہے۔ پھر میاں صاحب سے اجازت لے کر چلے گئے۔ جو کتابیں صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب اٹھا کر لائے تھے' ان میں سے ایک کتاب میاں صاحب نے مجھے عطا کی۔ اس کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

خالد اطہر۔ برطانیہ میں علماء اہلسنت اور مشائخ اور دیگر دینی شخصیات۔ اسلام آباد: پی پی اے پبلی کیشنز' ۲۰۰۱ء۔ جلد سوم۔

[اس میں حضرت میاں صاحب کے حالات بھی درج ہیں۔ بعد میں تحقیقی کام کرتے ہوئے میں نے اس سے بھی استفادہ کیا۔ یہ بہت اہم حوالے کی کتاب ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی نظر بہت دور تک دیکھتی ہے۔]

بعد میں حضرت میاں صاحب نے مجھے تحائف دیے جن میں چاول کا تحفہ بھی شامل تھا۔ پھر ہم نے جانے کے لیے اجازت لی۔

پھر میں اور ذوالفقار صاحب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ بعد میں وہاں معروف صاحب بھی آ گئے۔ وہاں بیٹھ کر ہم دعائیں کرتے رہے۔ بعد ازاں ہم وہاں سے واپسی کے لیے اٹھے۔ اس وقت گیارہ بج رہے تھے۔ جب ہم لاہور کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں سڑک کے قریب امرودوں کے باغات تھے (یہ باغات اب بھی ہیں)۔ ایک جگہ برلب سڑک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر ایک امرود فروش بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے معروف صاحب نے ایک کلو امرود

Marfat.com

خریدے اور کہا کہ کھائیں۔ ان کو صراحی امرود کہتے ہیں۔ واقعاً بہت لذیذ تھے۔ ان میں بیج کے دانے بھی کم تھے۔ قریباً بارہ بجے ہم لاہور واپس آ گئے۔ معروف صاحب اور ذوالفقار صاحب مجھے گھر کے قریب چھوڑ کر چلے گئے۔

اس ملاقات میں میاں صاحب نے حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے حوالے سے بہت سی باتیں کیں۔ فرمایا کہ میں نے ۱۹۵۵ء میں نور اسلام نکالنا شروع کیا۔ حکیم صاحب کے مشورے اور مدد سے اس کے کئی خصوصی نمبر نکالے[24] جیسے حضرت مجدد الف ثانیؒ نمبر، امام اعظم نمبر وغیرہ۔ پھر اس کی تفصیل بتائی کہ انہوں نے مضامین کے لکھوانے میں بہت مدد کی۔ میاں صاحب نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار حکیم صاحب نے کہا کہ آپ نے حساب رکھا ہے کہ کتنی مالیت کی کتابیں آپ تقسیم کر چکے ہیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ میں نے تو کبھی حساب نہیں رکھا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ میرے اندازے کے مطابق دو کروڑ روپے کی کتابیں آپ بلا قیمت تقسیم کر چکے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں اب اس طرح تو نہیں کر سکتا۔ لوگ حضرت مجددؒ نمبر، امام اعظم نمبر کا تقاضا کرتے ہیں۔ معروف چھپوانے کے لیے کہتا رہتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ معروف صاحب کو یہ کام تفویض کر دیں۔ وہ ان کو چھپوائیں اور مارکیٹنگ بھی کریں۔ لوگ خریدنا چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ وہ کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی (M.Sc.) ہے۔ اب کاروبار شروع کرنے والا ہے۔ آپ نے اس طرح کی اور بہت سی باتیں کیں۔

Marfat.com

۲۷۔اگست ۲۰۰۲ء

میاں صاحب سے ہوٹل حرفاان میں ملاقات

آج میاں صاحب نے ہوٹل حرفا ان میں ملاقات کے لیے بلایا تھا۔راقم وہاں حاضر ہوا' آپ سے ملاقات ہوئی۔میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ اور حضرت احمد فاروقی سرہندی (مجدد الف ثانیؒ) پر کتابوں کی فہرست بنا دیں۔آپ نے ان کتابوں کی عکسی نقول حازم صاحب (مصری اسکالر) کو دینا تھیں۔میں نے اسی روز اور اگلے روز کتابوں کی فہرست تیار کر دی۔دونوں شخصیات پر تقریباً چالیس کتابوں کی فہرست بنی۔اس فہرست کے لیے آپ کے ذخیرۂ کتب' ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰؒ اور لائبریری کے عمومی ذخیرہ میں موجود کتب کو شامل کیا گیا تھا۔

۱۸۔جنوری ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی طرف سے مزید کتابوں کا عطیہ

آج میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری ۸ بجے صبح تشریف لائے۔ان کے ساتھ معروف صاحب اور ڈرائیور دونوں تھے۔میں حسب پروگرام تیار اور ان کے انتظار میں تھا۔ہم گاڑی میں لائبریری کے لیے روانہ ہو گئے۔۸ بج کر ۲۰ منٹ پر وہاں پہنچ گئے۔میاں صاحب کو عزیز صاحب (شیخ عبدالعزیز صاحب[۲۵]، انچارج سرکولیشن) کے کمرے میں بٹھایا۔عبدالوحید صاحب' چیف لائبریرین' کو فون پر میاں صاحب کی آمد کی اطلاع دی۔انہوں نے کہا کہ میں آ رہا ہوں۔وہ تھوڑی دیر بعد آ گئے۔میاں صاحب سے ان کا تعارف کروایا۔میاں صاحب لنگر ساتھ لے کر آئے تھے۔انہوں نے معروف صاحب سے لنگر اور چائے وغیرہ پیش کرنے کے لیے کہا۔

Marfat.com

انہوں نے گاجر کا حلوہ اور چائے سب کو پیش کی۔ وہاں پر موجود میاں صاحب' چیف لائبریرین صاحب' چوہدری محمد حنیف صاحب' ذوالفقار صاحب' ملک عارف صاحب[۲۶] اور راقم السطور کو لنگر پیش کیا گیا۔ میاں صاحب نے فوٹو کاپی کرنے والے کو بھی یاد فرمایا۔ اس کا ملازم لنگر لے گیا۔ آپ نے منیر الدین صاحب (لائبریرین) کو بھی یاد فرمایا' مگر ان کی ڈیوٹی شام کی تھی۔

پھر میں نے چیف لائبریرین سے میاں صاحب کی طرف سے بات کی کہ آپ اپنے ذخیرۂ کتب کے لیے مزید کتابیں دینا چاہتے ہیں۔ قریباً ایک ہزار نئی کتابیں شرقپور شریف میں جمع ہیں۔ ۵۰۳ کتابیں پہلے ہی لائبریری میں ان کے ذخیرے کے ساتھ موجود ہیں جو وقت کی کمی کی وجہ سے فہرست (جلد اوّل) میں شامل نہ ہو سکیں۔ میاں صاحب ایسی نئی کتابیں بھی خرید کر دینا چاہتے ہیں جن کی لائبریری کو ضرورت ہو یعنی جو میاں صاحب کے ذخیرے میں موجود نہ ہوں۔ چیف لائبریرین صاحب کو بتایا گیا کہ جن شرائط کے ساتھ اس ذخیرۂ کتب کو لائبریری میں بطور عطیہ دے گیا تھا' ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ میاں صاحب مزید کتب لائبریری میں اپنے ذخیرے کے لیے بھجواتے رہیں گے اور ان تمام شرائط کی منظوری وائس چانسلر صاحب پہلے ہی دے چکے ہیں۔ چیف لائبریرین صاحب نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح آپ کہیں گے کر لیں گے۔ ان کی طرف سے مطلوبہ کتب کی فہرست بنا کر دی جائے گی اور اس میں سے جس تعداد میں ممکن ہوگا' میاں صاحب کتب خرید کر دیں گے۔

تقریباً نو بجے ہم اجازت لے کر لائبریری سے چلے۔ چوہدری محمد حنیف

Marfat.com

صاحب نے نئے سال کی چار ڈائریاں مہمانوں کو پیش کیں۔ مجھے ساڑھے نو بجے کے قریب مسجد حمزہ کے قریب ڈراپ کیا اور میاں صاحب دیگر ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے گئے۔ نیو کیمپس میں میاں صاحب کا خادم (عطاء اللہ) بھی شریک ہو گیا تھا۔ ذوالفقار بھی وہیں لائبریری سے شریک ہوئے تھے۔ واپسی پر ذوالفقار صاحب اپنے کام کی جگہ کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔

۳۰۔ جون ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی طرف سے مزید ۳۵۰۰ کے قریب کتب کا عطیہ

آج میاں صاحب نے قریباً ۳۵۰۰ کتب لائبریری کو بطور عطیہ دیں۔ یہ ان کے ذخیرۂ کتب کے لیے ہیں۔ معروف صاحب نے فون پر مجھے گھر میں اطلاع دی۔ انہوں نے بتایا کہ پونے دس بجے قبل دوپہر یہ کتب لائبریری میں پہنچا دیں۔ محترم میاں صاحب بھی ساتھ تھے۔ وہ گاڑی میں بیٹھے رہے۔ یہ کتابیں چوہدری محمد حنیف صاحب' ڈپٹی چیف لائبریرین' کے سپرد کیں۔ آج میاں صاحب نے بھی فون پر مجھ سے بات کی اور کتابوں کو پہنچانے کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ یہ کتابیں لائبریری میں پہنچ گئی ہیں۔

۷۔ جولائی ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی لائبریری میں تشریف آوری

آج میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری اور معروف صاحب لائبریری گئے۔ چیف لائبریرین (عبدالوحید صاحب) سے ان کی گراؤنڈ فلور پر واقع ریفرنس کے شعبے

Marfat.com

میں ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات ڈپٹی چیف لائبریرین (ریفرنس) کے کیبن میں ہوئی۔ بعد میں چوہدری محمد حنیف صاحب بھی وہاں آ گئے اور میاں صاحب کے عطیہ کتب (تعداد ۳۵۰۰) کے متعلق بات ہوئی۔ چوہدری صاحب نے بعد میں فون پر مجھے بتایا کہ کل معروف صاحب آپ (راقم السطور) سے رابطہ کریں گے۔

۸۔ جولائی ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی آمد اور ان کے ساتھ لائبریری جانا

آج طے کیے گئے وقت کے مطابق ساڑھے نو بجے معروف صاحب آئے۔ مجھے ان کے ساتھ لائبریری جانا تھا۔ جب میں ان کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھا' تو انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ باہر مسجد حمزہ کے قریب گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہاں جا کر میاں صاحب کو سلام کیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ میاں صاحب نے معروف صاحب کو احتیاط کے ساتھ بائیک چلانے کی ہدایت کی' فرمایا: بے شک تیز چلائیں لیکن دیکھ کر۔ پھر مجھے فرمایا کہ اس کو آپ بھی سمجھائیں۔ راستے میں فرمانے لگے کہ معروف نے میری بہت خدمت کی ہے۔ یہ بھی بتایا کہ میری کل چیف لائبریرین (عبدالوحید) سے ملاقات کے بعد امید ہے کہ وہ اب کچھ تعاون کریں گے یعنی فہرست سازی کے معاملے میں۔ میں بھی آتا رہوں گا۔

پھر میاں صاحب نے مجھ سے فدا حسین فدا[27] (ایڈیٹر مہر و ماہ) کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں ان کو جانتا ہوں۔ میری حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے مطب میں ان سے ملاقاتیں رہی ہیں۔ پھر محمد عالم مختار حق[28] کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ ان کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ اب بھی بروز ہفتہ حکیم صاحب کے

Marfat.com

مطب میں آتے ہیں۔ یہ ان کا معمول ہے۔ پھر میاں صاحب نے بتایا کہ وہ ایک کتاب کی پروف خوانی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس کے پانچ سو صفحات پڑھ لیے ہیں۔ میں نے ان کی پروف خوانی کے متعلق بتایا کہ وہ بہت احتیاط کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں۔ باخبر احباب کا کہنا ہے کہ اگر ان کی پڑھی ہوئی کتاب دوبارہ ان کے پاس پروف خوانی کے لیے بھیج دی جائے تو وہ اس کی اغلاط بھی نکال دیں گے۔ جاوید طفیل صاحب' مدیر نقوش' نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہجے کر کے پروف خوانی کرتے ہیں۔

پھر میں نے ایک کتاب کا ذکر کیا جو اس وقت کمپوز ہو رہی ہے۔ اس میں مذکورہ حضرات کا ذکر بھی شامل ہے اور حضرت میاں صاحب کا بھی تذکرہ بھی کئی مقامات پر اس میں شامل ہے۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ اس کو کس نے ایڈٹ (Edit) کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کو میں نے ایڈٹ/ ترتیب دیا ہے۔ یہ ایک روزنامچہ قسم کی کتاب ہے [بعد میں یہی کتاب مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ (یادداشتوں کے آئینے میں) کے عنوان سے شائع ہوئی]۔ اسی دوران میاں صاحب نے میاں محمد دین کلیم صاحب کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔ میں نے کہا کہ انہیں ''مؤرخ لاہور'' کہتے ہیں۔ میاں صاحب فرمانے لگے کہ وہ بائیسکل پر سارے لاہور شہر میں گھومے پھرے اور انہوں نے تاریخ لاہور کے مختلف پہلوؤں پر لکھا۔

ہم لائبریری پہنچ گئے۔ میاں صاحب گاڑی میں بیٹھے رہے۔ لائبریری کے اندر نہیں گئے۔ آپ نے معروف صاحب سے کہا کہ وحید صاحب (عبدالوحید صاحب) کو میرا اسلام کہنا اور بتانا کہ میں جلدی میں تھا۔ اس لیے لائبریری کے

Marfat.com

اندر نہیں آیا۔ میاں صاحب نے چوہدری محمد حنیف صاحب سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا، لیکن وہ اس وقت لائبریری سے باہر کہیں گئے ہوئے تھے۔ بعد میں حنیف صاحب نے مجھے بتایا کہ جب میاں صاحب کی گاڑی جا رہی تھی تو میں اپنی گاڑی پارک کر رہا تھا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ڈرائیور کو رکنے کا اشارہ کر دوں۔

پھر میں نے اور معروف صاحب نے عبدالوحید صاحب سے میٹنگ کی۔ اس میں چوہدری محمد حنیف صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی بات چیت میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ پرویز اختر قاضی صاحب[۲۹] (ڈپٹی چیف لائبریرین ڈاکومینٹیشن) رخصت پر ہیں۔ ستمبر میں ڈیوٹی پر آئیں گے۔ آپ (راقم السطور) فہرست سازی (جلد دوم) کا کام ان کے کمرے میں بیٹھ کر کریں۔ طارق محمود صاحب آپ کے پاس کمپیوٹر پر بیٹھیں گے اور اندراجات اس میں فیڈ (Feed) کرتے جائیں گے۔ (لیکن کمپیوٹر میں فیڈ کرنے کا کام نہ ہو سکا)۔

عبدالوحید صاحب نے یہ بھی کہا کہ اگر مجھ سے پوچھا جاتا تو میں کہتا کہ یہ ذخیرۂ کتب گورنمنٹ کالج (حال جی سی یونیورسٹی، لاہور) کی لائبریری کو دیا جاتا (لیکن یہ ان کی ذاتی خواہش تھی، وہ تو ذخیرے کے آنے تک اس لائبریری میں آئے ہی نہیں تھے)۔ عبدالوحید صاحب نے مزید کہا کہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب[۳۰] کا ذخیرۂ کتب گورنمنٹ کالج کی لائبریری میں آ گیا ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا یہ ذخیرہ خریدا گیا ہے یا بطور عطیہ وصول ہوا ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ عطیہ کے طور پر آیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا ذخیرۂ کتب ای ایم ای سوسائٹی (E.M.E.) کی انتظامیہ کے حوالے کر دیا تھا۔ انتظامیہ نے گورنمنٹ کالج، لاہور کے حوالے کر دیا۔

Marfat.com

اس طرح یہ ذخیرۂ کتب وہاں پہنچا (بعد میں ڈاکٹر صاحب کو جی سی یونیورسٹی میں پروفیسر امیر یطس بنا دیا گیا تھا)۔

اس کے بعد عبدالوحید صاحب نے ذاتی حوالے سے باتیں کیں۔ مزید برآں انہوں نے لائبریری سٹاف کے متعلق اپنے کچھ تاثرات بیان کیے۔ فہرست سازی کے حوالے سے کہا کہ روایت کے ساتھ جدت بھی آتی چاہیے۔ فہرست سازی کا ڈیٹا (Data) کمپیوٹر میں ساتھ ساتھ فیڈ (Feed) کرنا چاہیے۔ میں نے جدت کے متعلق ان سے اتفاق کیا۔ انہوں نے اس کام کے لیے طارق محمود صاحب کی ڈیوٹی لگانے کا کہا تھا (لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ یہ امر صرف گفتگو کی حد تک ہی رہا)۔ پھر ہم نے ان سے اجازت لی۔

اس کے بعد ہم دونوں (راقم السطور اور معروف صاحب) لائبریری کے اورینٹل سیکشن میں آ گئے۔ مجھے دو کتابیں دیکھنا تھیں اور مولانا رومؒ کے وہ اشعار جو علامہ اقبالؒ نے ''اسرارِ خودی'' کے شروع میں نقل کیے ہیں' ان کا ترجمہ غلام رسول مہر کی شرح سے دیکھا اور ان کی فوٹو کاپی کروائی۔ یہ اشعار درج ذیل ہیں۔

دی شیخ با چراغ ھمی گشت گردِ شہر
کزدام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہانِ سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستم دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست [31]

Marfat.com

۱۶۔ جولائی ۲۰۰۳ء

فہرست (جلد دوم) کی فہرست سازی کا کام شروع کرنا اور میاں صاحب کا لائبریری میں آنا

آج لائبریری میں فہرست (جلد دوم) کا کام شروع کیا۔ ساڑھے نو بجے صبح معروف صاحب کے ساتھ موٹر سائیکل پر گھر سے روانہ ہوا۔ قریباً پونے دس بجے لائبریری پہنچ گئے۔ چوکیدار (بشارت) کو میاں صاحب کے آنے کے بارے میں بتایا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب' انچارج سرکولیشن سیکشن' سے بات کی کہ میاں صاحب ان کے کیبن میں آکر بیٹھیں گے۔ یہ لائبریری کے دروازہ کے قریب ہی ہے۔ ابھی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوکیدار نے آکر بتایا کہ وہ (میاں صاحب) آگئے ہیں۔ چنانچہ میں لائبریری سے باہر گیا اور ان کا استقبال کیا۔ معروف صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ میاں صاحب کو شیخ صاحب کے کمرے میں بٹھایا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب کو اطلاع دی۔ وہ آگئے۔ عبدالوحید صاحب (چیف لائبریرین) کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ میاں صاحب چوہدری حنیف صاحب کے سیکشن (Acquisition Section) میں تشریف لے گئے۔ وہاں چار پانچ منٹ تک بیٹھے رہے۔ اسی سیکشن میں ان کی کتابیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان سے کتابوں کے بارے میں بات ہوئی۔ پھر وہ تشریف لے گئے۔

راقم اور معروف صاحب نے چوہدری محمد حنیف صاحب سے کتابچوں کے متعلق بات کی اور طے کیا گیا کہ ان کی موضوع وار سارٹنگ (Sorting) کی

Marfat.com

جائے۔ پھر ان کی جلد بندی کروائی جائے۔ ہم نے کتابچوں کو موضوع کے اعتبار سے الگ الگ کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے قریباً پونے ایک بجے بعد دوپہر تک کام کیا۔ پھر معروف صاحب مجھے گھر چھوڑ گئے۔ میاں صاحب نے ایک بجے بعد دوپہر غالباً جناح ہسپتال میں ڈاکٹر سے ملنا تھا۔ وہ خوشی محمد صاحب کے دفتر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

۷۔اگست ۲۰۰۳ء

کتابوں کی موضوع وار درجہ بندی

آج بھی میں نے کتابوں کی سارٹنگ (Sorting) کا کام جاری رکھا اور معروف صاحب نے کتابوں کو موضوع وار رکھنا شروع کیا۔ آج میں نے اپنی سیف (Safe) بھی اٹھوا کر پہلی منزل پر شعبہ دستاویز سازی کے آفس میں رکھوائی تا کہ چیزیں رکھنے میں آسانی رہے۔ آج چوہدری محمد حنیف صاحب کو کہہ کر میاں صاحب کے ذخیرے کی گیارہ پلیٹیں (Name Plates) بھی سیف سے نکلوائیں اور ان کو چوہدری صاحب کی وساطت سے الیکٹریشن (محمد سلیمان) کو الماریوں پر لگوانے کے لیے دیا۔ یعقوب صاحب، کاشف صاحب اور بدرالحق صاحب[۳۲] (اورینٹل سیکشن کا پروفیشنل سٹاف) سے بھی اس بارے میں بات ہوئی۔ الماریوں کے متعلق بھی بات ہوئی۔

آج ۸۴ مجلدات کی جلد بندی کا کام مکمل ہوا۔ جلد ساز نے ان کو ہمارے کمرے میں پہنچا دیا۔ ان میں کتابچے زیادہ تعداد میں ہیں۔ کچھ کتابیں بھی ہیں۔ کتابیں بھی جلد ساز کو جلد بندی کے لیے دی جائیں گی۔

پھر راقم السطور (معروف صاحب کے ساتھ) لائبریری کے گراؤنڈ فلور پر آ

Marfat.com

گیا اور شعبہ خریداری کتب (Acquisition Section) میں آ گیا۔ اس شعبہ کے اس وقت کے انچارج چوہدری محمد حنیف صاحب نے بتایا کہ ان کے سیکشن کا متعلقہ سٹاف ہفتہ عشرہ میں میاں صاحب کی کتابوں پر بک پلیٹ' بک پاکٹ اور emboss کرنے کا کام وغیرہ مکمل کر لے گا۔ پھر آپ فہرست سازی کا کام شروع کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً ایک بجے بعد دوپہر معروف صاحب مجھے گھر چھوڑ گئے۔

۱۸۔ اگست ۲۰۰۳ء

میاں صاحب سے چوہدری خوشی محمد صاحب کے آفس میں ملاقات

آج میاں صاحب سے چوہدری خوشی محمد (مرحوم) کے آفس (واقع نزد بابر ہوٹل' ملتان روڈ' لاہور) میں ہوئی۔ حسب پروگرام میں سات بجے صبح وہاں پہنچ گیا۔ کچھ لوگ آفس کے بیرونی حصہ میں بیٹھے تھے۔ چوہدری صاحب پراپرٹی ڈیلر ہیں۔ بابر ہوٹل بھی ان کا ہے۔ میاں صاحب کے خاص مرید ہیں۔

معروف صاحب آفس کے اندرونی حصہ سے باہر آئے اور مجھے ساتھ لے گئے۔ میاں صاحب سامنے تشریف فرما تھے۔ ان کی بائیں جانب چوہدری محمد حنیف صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین) اور محترم محمد عالم مختار حق صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جب دروازے سے اندر داخل ہوا تو میاں صاحب نے پہلے ہی سلام کر دیا۔ میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ پھر عالم صاحب نے معانقہ کیا۔ حنیف صاحب سے بھی مصافحہ کیا۔

جب میں بیٹھا تو میاں صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب! حنیف صاحب

Marfat.com

کے لیے دعا کریں۔ میں نے کہا کہ آج کی حاضری اسی مقصد کے لیے ہے کہ آپ دعا فرمائیں۔ (افسوس کہ اس ملاقات کی پوری روداد اپنے روزنامہ میں نہ لکھ سکا)۔ اس نشست کے حوالے سے اتنا یاد پڑتا ہے کہ میاں صاحب اپنے میمن مریدین کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ ایک مرحلے پر بات عمل کے بارے میں ہو رہی تھی۔ میں نے اس وقت علامہ اقبالؒ کا یہ شعر پڑھا۔

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر[۳۳]

میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ شعر ایک کاغذ پر لکھ دیں۔ میں نے حسب ارشاد یہ شعر کاغذ پر لکھ دیا۔ پھر میں سوچنے لگا کہ دوسرے مصرع میں جن ضمیروں کا ذکر ہے ان کے مراجع کون ہیں؟ شاید میاں صاحب یہ سوال پوچھ لیں۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ میاں صاحب نے اس بارے میں یہ سوال پوچھ لیا۔ میں نے کہا کہ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ اب بات کو دوسرا رخ دینے کے لیے آپ نے فرمایا کہ یہ تو آپ کو ''کشف'' ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی نسبت تو آپ کی طرف جاتی ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اس شعر کی شرح کو دیکھا جائے گا تاکہ مراجع کا علم ہو سکے۔

۵۔ ستمبر ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی لائبریری میں تشریف آوری

آج جمعہ ہے۔ فہرست سازی کا کام بند رہا۔ لیکن میاں صاحب لائبریری میں تشریف لے گئے۔ معروف صاحب ان کے ساتھ تھے۔ آپ وہاں تقریباً دو گھنٹے

Marfat.com

تک بیٹھے رہے۔عبدالوحید صاحب' چوہدری محمد حنیف صاحب اور شیخ عبدالعزیز بھی وہاں موجود تھے۔اس کی روداد مجھے معروف صاحب نے اگلے روز بتائی۔اس روز میاں صاحب نے تمثیلی زبان میں بہت سی باتیں کی تھیں۔ان کا مطلب یہ تھا کہ لائبریری کی انتظامیہ کی طرف سے فہرست سازی کے کام میں تعاون کیا جائے تاکہ یہ کام جلد مکمل ہو جائے۔میاں صاحب نے اس جانب اشارہ کیا تھا۔

۸۔ستمبر۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی راقم السطور کے مسکن پر تشریف آوری

آج حضرت میاں صاحب ۹ بج کر ۱۰ منٹ صبح کے قریب راقم کے مسکن پر تشریف لائے۔ان کے ساتھ معروف صاحب تھے۔آپ نے بیٹھک (ڈرائنگ روم) میں بیٹھ کر فرمایا کہ یہ لائبریری کی کتاب ہے' مجرم کون؟ ۱۸۔اپریل ۱۹۹۳ء سے ۱۹ جولائی ۱۹۹۳ء تک سیاسی بحران کی اندرونی کہانی۔ (لاہور: انٹراپوسٹ پبلی کیشنز' ۱۹۹۳ء)۔اس کے Verso پر فوٹو کاپی کروانے کی ممانعت کا لکھا تھا۔میاں صاحب نے اس کتاب کے حصول کی بات کی۔میں نے کہا کہ چوہدری محمد حنیف صاحب سے بات کر لیتے ہیں۔اگر بازار (مارکیٹ) میں دستیاب ہوئی تو منگوا لیں گے۔

پھر میں نے کل فون پر جو محمد حنیف صاحب سے بات ہوئی تھی' اس کی تفصیل بتائی۔اس حوالے سے یہ نکتہ اہم ہے کہ ابھی تک میاں صاحب کی دی گئی کتابیں فرش پر رکھی ہوئی تھیں یعنی قالین پر۔ان کو الماریوں میں نہیں رکھا گیا تھا۔چوہدری صاحب کے بقول وہ (وحید صاحب) دو ماہ کے لیے واپس گورنمنٹ کالج (حال جی۔سی یونیورسٹی لاہور) جا رہے ہیں۔اس دوران میاں صاحب کی کتابیں الماریوں میں

Marfat.com

رکھوادی جائیں گی۔اس پر میاں نے اطمینان کا اظہار کیا۔

میاں صاحب نے یہ بھی بتایا کہ میں بروز جمعہ لائبریری میں گیا تھا اور وہاں پر وحید صاحب سے تمثیلی انداز میں کافی باتیں کی تھیں۔لیکن وہ میرے سامنے کوئی ایسی بات نہیں کرتے (یعنی مئودب رہتے ہیں)۔

آج میاں صاحب نے میری استدعا پر صرف سادہ پانی کے چند گھونٹ پیے۔ مشروب کی بوتل نہیں پی۔میں نے کہا کہ مشروب کی بوتلیں گھر میں موجود ہیں۔اس پر آپ نے فرمایا اگر گھر میں ہیں تو انہیں رکھیں (کام آجائیں گی)۔

میاں صاحب نے فہرست سازی کے کام کے لیے شکریہ بھی ادا کیا۔میں نے کہا کہ ہم تو آپ کے خادم ہیں۔پھر میاں صاحب معروف صاحب کو ساتھ لے کر چلے گئے۔دس پندرہ منٹ کے بعد معروف صاحب دوبارہ آئیں گے۔میں ان کے ساتھ فہرست سازی کے کام کے لیے لائبریری میں جاؤں گا۔

آج میاں صاحب نے کہا کہ آپ نے پمفلٹ چھاپنے کا کہا تھا (خیال تھا کہ اس میں فہرست کی جلد اوّل کی افتتاحی تقریب کی روداد شائع کی جائے گی)۔میں نے کہا کہ اس کی مووی ابھی تک نہیں ملی۔باقی کام تو مکمل ہے۔پھر میاں صاحب نے اس بارے میں معروف صاحب سے پوچھا۔انہوں نے وضاحت کی کہ مووی ابھی تک نہیں ملی۔میں نے کہا کہ حازم صاحب (مصری اسکالر) کا بیان تو کتاب سے لے لیں گے۔باقی خورشید رضوی صاحب اور وی۔سی صاحب کا خطاب رہتا ہے۔ وی۔سی صاحب کے خطاب کے نکات بھی لکھوا لیے جائیں گے۔اس طرح یہ کام مکمل ہو جائے گا (دوسرا خیال یہ ہے کہ اس روداد کو فہرست کی جلد دوم میں شامل کر دیا

Marfat.com

جائے۔ پھر ایسا ہی ہوا)[۴۴]

۱۰۔ ستمبر ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی لائبریری میں تشریف آوری

آج سوا نو بجے معروف صاحب آئے اور انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب آئے ہوئے ہیں اور گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ گاڑی مسجد حمزہ کے قریب کھڑی ہے۔ انہوں نے مجھے ناشرین کی فہارس (Publishers Catalogues) دیں اور کہا کہ آپ ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کرلیں۔ میں نے کہا کہ دو منٹ میں آ جاتا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ وہ میاں صاحب کے پاس گاڑی میں جا کر میرا انتظار کریں گے۔ میں جب دو تین منٹ کے بعد باہر نکلا تو دیکھا کہ معروف صاحب باہر کھڑے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھ جاتے۔ آپ کو کھڑے رہنے میں زحمت ہوئی۔ انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں۔ پھر ہم دونوں میاں صاحب کے پاس پہنچے۔ سلام کرنے کے بعد میں بھی گاڑی (پجارو) میں بیٹھ گیا۔ معروف صاحب گاڑی چلا رہے تھے۔ عطاء اللہ میاں صاحب کا خادم بھی ساتھ تھا۔ ہم لائبریری کے لیے روانہ ہوئے۔ قریباً دس بجے وہاں پہنچ گئے۔ میاں صاحب کو ڈپٹی چیف لائبریرین (سرکولیشن) کے دفتر میں بٹھایا۔ پہلے میں نے چوہدری محمد حنیف صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین) کو اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ میں آ رہا ہوں۔ پھر عبدالوحید صاحب (چیف لائبریرین) کو میاں صاحب کی آمد کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ میں پانچ منٹ میں آتا ہوں۔

آج معروف صاحب چائے کا سامان (راشن) بھی لائے تھے جو میاں

Marfat.com

صاحب نے بھجوایا تھا۔ یہ حنیف صاحب کے سیکشن میں رکھوانا تھا☆۔

اس مقصد کے لیے معروف صاحب گاڑی کی طرف چلے گئے تاکہ یہ سامان متعلقہ سٹاف کے حوالے کر دیا جائے۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد میں بھی باہر چلا گیا اور ان سے کہا کہ حنیف صاحب کو بتا کر یہ سامان ان کے سیکشن میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حنیف صاحب معروف صاحب کے ساتھ گئے اور میاں صاحب کی طرف سے یہ راشن ان کے سیکشن میں رکھوا دیا۔

بعد ازاں عبدالوحید صاحب بھی آ گئے۔ میاں صاحب نے ان کو مبارک باد دی (غالباً تقرری میں مزید توسیع پر) اور فرمایا کہ میں مبارک باد کے لیے اتنی دور سے آیا ہوں۔ حنیف صاحب دوبارہ وہاں آ گئے۔ شیخ عبدالعزیز بھی موجود تھے۔

☆۔ جب ہم نے فہرست سازی کا کام شروع کیا تھا تو حنیف صاحب نے کہا تھا کہ آپ کو اس دوران چائے روزانہ میری طرف سے پیش کی جایا کرے گی۔ اس بارے میں ہم دونوں نے (راقم اور معروف صاحب) آپس میں مشورہ کیا۔ پھر معروف صاحب نے میاں صاحب سے بات کی ہوگی۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ چائے کے لیے سامان میاں صاحب کی طرف سے معروف صاحب لایا کریں گے اور یہ حنیف صاحب کے علم میں لا کر ان کے سیکشن کے متعلقہ سٹاف کے حوالے کر دیا جایا کرے گا۔ فہرست سازی کے دوران یہ معمول رہا کہ معروف صاحب مناسب وقفے سے چائے کا سامان لے کر آ جاتے۔ حنیف صاحب کے سیکشن سے چائے بنوا کر ہمارے لیے بھیج دی جاتی۔

Marfat.com

سیف الرحمان عتیق صاحب[۳۵] بھی میاں صاحب کو سلام کرنے کے لیے آ گئے تھے۔ وہ آپ کو سلام کر کے چلے گئے۔ پھر میاں صاحب نے عبدالوحید صاحب سے کہا کہ ٹھنڈے کمرے میں بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ ہم شعبہ ریفرنس (Reference Section) میں انچارج کے کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ میاں صاحب آج ناشتہ کے لیے سامان تیار کروا کر لائے تھے۔ معروف صاحب ناشتہ کا سامان گاڑی سے لے کر آ گئے اور میاں صاحب کی طرف سے حاضرین کو ناشتہ پیش کیا گیا۔ ڈبل روٹی کے سلائسز انڈہ لگے ہوئے اور چائے۔ عبدالوحید صاحب نے بتایا کہ میری طبیعت (خصوصاً گلا) دو ہفتے سے خراب ہے' بولا نہیں جاتا۔ کل بخار بھی ہو گیا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ بولنا تو ضروری ہے۔ اس پر میں (راقم السطور) نے کہا کہ کلام کرنا (بولنا) تو سنت الٰہی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے ''کلم اللہ موسیٰ تکلیما''۔ اس کا پنجابی ترجمہ مولوی ہدایت اللہ نے اس طرح کیا ہے: اللہ نے موسیٰ نال گلاں کیتیاں بول کے''[۳۶]۔ (اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے بول کر باتیں کیں)' تو بولنا سنت الٰہی ہے۔ پھر کہا گیا ہے: کلموا الناس علی قدر عقولھم۔ یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو (تا کہ وہ سمجھ پائیں)۔ نظامی عروضی سمرقندی نے چہار مقالہ میں ایک جگہ لکھا ہے۔ " خیر الکلام ماقل و دل"یعنی بہترین کلام وہ ہوتا ہے جو مختصر اور با دلیل ہو۔

اس پر عبدالوحید صاحب نے کہا کہ عربی اور فارسی کا ذوق رکھنے والے لوگ کم ہوتے جا رہے ہیں۔ میاں صاحب کی گزشتہ نشست (بروز جمعہ) میں معلوم ہوا کہ ان کا فارسی ذوق بہت اعلیٰ ہے۔ اس پر میاں صاحب نے فارسی کا ایک شعر پڑھا اور ایک اخباری مضمون کا حوالہ بھی دیا۔ یہ شعر مثنوی مولانا رومؒ کا ہے۔ پھر آپ نے مثنوی

Marfat.com

کی ایک حکایت سنائی جس میں بھیڑیا' گائے اور لومڑی کے شکار کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب شکار کے حصے کرنے کی باری آئی تو بھیڑیے نے کہا کہ خرگوش تو لومڑی کا حصہ ہے اور جب گائے کی باری آئی تو بھیڑیے نے ایک تھپڑ مارا اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ اس پر لومڑی نے کہا کہ یہ خرگوش بھی آپ ناشتہ میں کھالیں۔ اس پر بھیڑیے نے کہا کہ یہ عقل تمہیں کیسے آئی؟ اس نے کہا کہ گائے کو لگائے گئے تھپڑ سے۔ اس پر حاضرین خوب کھل کھلا کر ہنسے۔ اس تمثیلی زبان کا اشارہ تو کسی اور طرف تھا جس کو باخبر حضرات سمجھ گئے۔

پھر میاں صاحب نے کہا کہ عبدالوحید صاحب! آپ نے میاں ولید احمد[۳۷] (میاں صاحب کے پوتے) کے بارے میں کیا کہا تھا (غالباً گزشتہ نشست بروز جمعہ)۔ انہوں نے میاں ولید احمد صاحب کی بہت تعریف کی اور کہا کہ وہ خاموش سامع ہیں۔ یہ تربیت کا اثر ہے۔ میں (راقم السطور) نے کہا کہ وہ بچہ کس خاندان کا ہے۔ پھر میاں صاحب نے عبدالوحید صاحب سے سوال کیا کہ کیا آپ نے جو بات میاں ولید احمد میں دیکھی' مجھ میں بھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے اور میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ بہت حیران کن سوال تھا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ آج سے ۲۸ سال پہلے آپ ہمارے قصبے میں آئے تھے۔ آپ تانگے پر سوار تھے۔ میں تانگے کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ اس وقت میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا تھا۔ اس پر راقم نے کہا کہ کیا آپ نے تانگے کو پکڑ لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس وقت میں بچہ تھا اور بہت تیز بھاگتا تھا۔ پھر میاں صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیا میری کتابیں الماریوں میں رکھی ہیں یا زمین پر پڑی ہیں (یعنی قالین پر)۔ عبدالوحید صاحب نے کہا کہ کچھ کتابیں (سات آٹھ سو کے قریب) وی۔ سی آفس (وائس چانسلر آفس) سے

Marfat.com

بھی آئی ہوئی ہیں۔ یہ ایک انجینئر کی ملکیت تھیں۔ ان کے لیے وی۔ سی صاحب کو بلانا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میاں صاحب کی کتابوں کی فہرست سازی کا کام مکمل ہو جائے تو ایک ہی بار ان کو بلایا جائے اور دکھایا جائے کہ یہ کتابیں میاں صاحب نے پہلی قسط (I lot) میں دی تھیں اور یہ دوسری قسط (II lot) میں دی ہیں۔ میں (راقم) نے کہا کہ دکھانے سے پہلے ان کو منظم طور پر الماریوں میں رکھنا ہوگا' ان پر سٹکرز لگانا ہوں گے۔ یہ کام تو شروع ہو جائے۔ فہرست سازی کا کام مکمل کرنے کے لیے تو دو ماہ مزید لگ سکتے ہیں۔ پھر میں نے فہرست (جلد اوّل) کے بارے میں کہا کہ اس کی افتتاحی تقریب کیسے ہوئی۔ سنٹر فار ساؤتھ ایشین سٹڈیز کا آڈیٹوریم بھرا ہوا تھا۔ عبدالوحید صاحب نے فوراً کہا کہ اب اس فہرست (جلد دوم) کی افتتاحی تقریب اس سے بھی بڑی ہوگی۔ میں نے کہا کہ کتاب چھپے گی تو تقریب بڑی ہوگی۔ آپ نے طارق محمود صاحب سے اس کو کمپوز کرانے کے لیے کہا تھا۔ کہنے لگے فہرست کی فوٹو کاپی فسٹ فلور سے ادریس صاحب[۳۸] سے کروالیں اور مجھے دے دیں۔ میں خود ان کو کمپوز کرنے کے لیے دوں گا۔ (لیکن ان الفاظ کو عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا)۔

پھر ہم (راقم السطور اور معروف صاحب) میاں صاحب سے اجازت لے کر فہرست سازی کے لیے فسٹ فلور پر شعبہ دستاویز سازی Documentation Section میں چلے گئے۔ فہرست کی فوٹو کاپی کروائی اور فہرست سازی کا کام بھی کیا۔ ہم سوا بارہ بجے کے قریب میاں صاحب کے پاس واپس آ گئے۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ آپ آ گئے ہیں۔ میں نے آپ کو آدھ گھنٹہ زیادہ کام کرنے کے لیے کہا تھا۔ میں نے کہا کہ معروف صاحب نے آنے کے لیے کہا تھا۔ میں نے تو کہا تھا کہ

Marfat.com

میاں صاحب نے آدھ گھنٹہ زیادہ کام کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس پر میاں صاحب نے ازراہ تفنن طبع کہا کہ اس (معروف صاحب) کے کان کھینچنے والے ہیں۔ یہ میاں صاحب کا معروف صاحب کے ساتھ شفقت کرنے کا ایک انداز تھا۔ ویسے میاں صاحب معروف صاحب کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ اس نے میری بہت خدمت کی ہے۔ اس کے بعد ہم لائبریری سے روانہ ہوئے اور مجھے مسجد حمزہ کے قریب ڈراپ کر دیا۔ گاڑی معروف صاحب چلا رہے تھے۔

۱۴۔ ستمبر ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی لائبریری کے باہر آمد اور عبدالوحید صاحب سے بات چیت

آج میاں صاحب قریباً ساڑھے دس بجے قبل دوپہر لائبریری کے باہر تشریف لائے اور گاڑی میں بیٹھے رہے۔ معروف صاحب نے آ کر بتایا کہ میاں صاحب آئے ہیں۔ میں ملاقات اور سلام کے لیے فسٹ فلور سے نیچے آیا۔ میں نے دیکھا کہ میاں صاحب گاڑی میں بیٹھے ہیں اور گاڑی کے قریب چوہدری محمد حنیف صاحب کھڑے ہیں۔ میں نے آ کر میاں صاحب کو سلام پیش کیا۔ معروف صاحب نے عبدالوحید صاحب کو انٹر کام پر بتا دیا تھا کہ میاں صاحب آئے ہیں۔ وہ بھی آ گئے۔ ابھی وہ سرکولیشن کے ہال میں آ رہے تھے تو میاں صاحب نے فرمایا کہ وہ وحید صاحب آ رہے ہیں۔ ہم نے کہا ''جی ہاں''۔ انہوں نے آ کر میاں صاحب کو سلام کیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ مومن وہ ہوتا ہے جو وعدہ کرے تو پورا کرے۔ پھر فرمایا کہ میں شیخوں، خوجوں اور میمنوں کا پیر ہوں۔ آخر کوئی بات تو مجھ میں ہے تو وہ پیر مانتے ہیں۔ اس پر وحید صاحب نے کہا کہ آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ میاں صاحب نے

Marfat.com

حضرت مجددؒ صاحب اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے استفادے کی بات کی۔ نیز فرمایا کہ استفادہ تو اپنے ظرف کے مطابق ہوتا ہے۔ وحید صاحب نے میاں صاحب کی دست بوسی کی اور پھر دعا کے لیے کہا اور یہ بھی کہا کہ میں آپ کی بات سمجھ گیا (یعنی کتابوں کو الماریوں میں رکھنے کے بارے میں)۔

میاں صاحب نے وحید صاحب سے کہا کہ لاہور میوزیم (عجائب گھر) جانا ہے۔ وحید صاحب نے کہا کہ ہفتے کو چلیں گے۔ میاں صاحب نے فرمایا یہ کیا بات ہوئی۔ ٹائم طے کریں۔ انہوں نے کہا کہ وقت آپ بتا دیں۔ میاں صاحب نے کہا دس بجے (قبل دوپہر) کے بعد۔ اس پر وحید صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس کے بعد میاں صاحب چلے گئے۔ ہم دونوں (راقم اور معروف صاحب) فہرست سازی کا کام کرنے کے لیے فسٹ فلور میں مقررہ مقام پر چلے گئے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب اور وحید صاحب نیچے کوئی دفتری بات کرنے لگے۔ آج میں یونیورسٹی ہیلتھ سنٹر میں ایک کام کی وجہ سے نو بجے صبح اکیلا ہی یونیورسٹی آ گیا تھا۔ اس سلسلے میں معروف صاحب سے پہلے ہی بات ہو گئی تھی۔

۱۷۔ ستمبر ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی تشریف آوری کی اطلاع لیکن راستے سے گاڑی میں خرابی کی وجہ سے واپس شرقپور شریف چلے گئے

آج نو بجے صبح کے قریب میاں صاحب نے فون پر بتایا کہ ہم دس بجے (قبل دوپہر) کے قریب آئیں گے۔ ان کے ساتھ معروف صاحب بھی تھے۔ انہوں نے فون ملایا تھا۔ بعد میں معروف صاحب نے سوا دس بجے فون پر بتایا کہ آدھ گھنٹے کے بعد آؤں گا۔ معروف صاحب پونے گیارہ بجے موٹر سائیکل پر اکیلے آئے۔ انہوں نے

Marfat.com

بتایا کہ میاں صاحب راستے میں ہیں۔ ان کی گاڑی میں کچھ خرابی تھی۔ اس وجہ سے وہ ابھی راستے میں ہیں۔ پھر جب ہم لائبریری جا رہے تھے تو موبائل پر میاں صاحب نے معروف صاحب سے بات کی۔ میاں صاحب نے مجھے (راقم) سلام کہنے کے متعلق بھی معروف صاحب سے کہا۔ پھر وہ غالباً شرقپور شریف چلے گئے۔ لاہور میں انہیں کسی عزیز کے ہاں جانا تھا۔

۱۸۔ اکتوبر ۲۰۰۳ء

شرقپور شریف میں حضرت ثانیؒ صاحب کے عرس میں شرکت اور میاں صاحب سے دوبار ملاقات

معروف صاحب نے کہا تھا کہ آپ حضرت ثانی صاحبؒ کے عرس پر شرقپور آئیں اور عرس کی تقریبات کی وسعت کو دیکھیں۔ چنانچہ حسب پروگرام ہم (چوہدری محمد حنیف صاحب' ان کی کم سن بیٹی کرن اور راقم السطور) صبح کے وقت شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ ہم نے معروف صاحب سے ملاقات کی۔ وہ ہمیں زائرین کی بنی ہوئی قطار سے الگ راستے سے میاں صاحب کے پاس لے گئے۔ آپ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ بہت سے زائرین آپ کے سامنے غالباً صفوں پر بیٹھے تھے۔ ہم نے میاں صاحب کو سلام پیش کیا۔ میاں صاحب نے بچی کو پیار دیا۔ میں نے اپنی نئی شائع شدہ کتاب بعنوان ''مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں)'' کے دس نسخے آپ کے قریب رکھ دیے۔ میاں صاحب نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کتاب کا عنوان بتایا۔ میاں صاحب نے معروف صاحب سے کہا کہ ان کو ڈرائنگ روم میں لے جائیں اور لنگر کھلائیں۔

Marfat.com

معروف صاحب ہمیں اسی وقت میاں صاحب کے اس کمرے میں لے گئے جہاں آپ عام دنوں میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہمیں لنگر کھلایا اور لے جانے کے لیے ساتھ بھی دیا۔ ''منبع انوار''۳۹ کتاب بھی دی۔ ''ماہنامہ نور اسلام'' کا شمارہ برائے اکتوبر بھی دیا۔ ہم نے عرس مبارک کی وسعت اور اس کی مختلف النوع تقریبات کا مشاہدہ بھی کیا۔ پھر ہم نے دربار شریف میں حاضری دی۔ دعا مانگی اور دربار شریف سے واپس آ گئے۔ معروف صاحب نے کہا کہ جب آپ فارغ ہو جائیں تو مجھے مل کر جانا۔ جب ہم اعلیٰ حضرتؒ کے دربار سے واپس آئے تو ہمارے ایک جاننے والے صاحب (ماسٹر صاحب) سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان سے کہا کہ معروف صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے مل کر جانا۔ وہ کہنے لگے کہ وہ آپ کو اب نہیں مل سکتے۔ میں نے ان کو اس مقام پر دیکھا ہے جہاں علماء تقریریں کر رہے ہیں۔ ان کی بات ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ کسی نے پیچھے سے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ دیا۔ میں نے جب مڑ کر دیکھا تو وہ معروف صاحب تھے۔ اس واقعہ سے میں بہت حیران ہوا۔ معروف صاحب کہنے لگے کہ آئیں آپ کو دوبارہ میاں صاحب سے ملواتا ہوں۔ آپ جانے کی اجازت لے لیں۔ اندر جانے کا دروازہ بند تھا۔ معروف صاحب نے اس کو کھلوایا۔ جب ہم اس احاطے میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ میاں صاحب چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور ایک صاحب فرش پر بیٹھے ہوئے ان سے سرگوشی کر رہے ہیں۔ اس وقت غالباً وقفہ تھا۔ زائرین میں سے کوئی اور صاحب وہاں موجود نہیں تھے۔ ہم نے میاں صاحب سے اجازت لی اور سلام کر کے اس احاطے سے باہر آ گئے۔ معروف صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ ہم قریباً سوا بارہ بجے دوپہر واپس لاہور آ گئے۔ ہم پونے نو بجے شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

Marfat.com

۲۴۔دسمبر ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کا عید کے موقع پر تحفہ

آج میاں صاحب ساڑھے سات بجے صبح کے قریب تشریف لائے۔ معروف صاحب میاں صاحب کی طرف سے کیلے اور عید کے لیے پھیونیاں کا تحفہ لے کر آئے۔ میں ان کے ساتھ گاڑی تک گیا۔ ان کو سلام پیش کیا اور اس تحفہ کے لیے ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ بھی تو بہت محبت کرتے ہیں۔ پھر میاں صاحب تشریف لے گئے۔

۱۱۔دسمبر ۲۰۰۳ء

میاں صاحب کی تشریف آوری

آج میاں صاحب بھی تشریف لائے لیکن گاڑی میں مسجد حمزہ کے قریب بیٹھے رہے۔ عزیز زائر مہدی (میرا کم سن نواسہ) بھی گھر میں کام کرنے والی بچی کے ساتھ گاڑی تک گیا۔ میں نے میاں صاحب کو اس بچے کے متعلق بتایا۔ آپ نے اس کو پیار دیا۔ پھر وہ بچی اس کو گھر لے گئی۔ میں میاں صاحب کے ساتھ گاڑی (پجارو) میں بیٹھ گیا اور خوشی محمد صاحب کے دفتر پر گاڑی سے اتر گیا اور فہرست سازی کے لیے معروف صاحب کے ساتھ موٹر سائیکل پر لائبریری کی جانب چلا گیا۔

۱۹۔جنوری ۲۰۰۴ء

فہرست سازی (جلد دوم) کا کام مکمل ہو گیا

آج جلد دوم کی فہرست سازی کا کام مکمل ہو گیا۔ ہم نے دس بجے سے لے کر

Marfat.com

۲ بجے بعد دوپہر تک کام کیا۔ الحمدللہ اس طرح زیر حوالہ جلد کا کام اختتام کو پہنچا۔ اس پر ۱۱۰ روز (Working Days) صرف ہوئے۔ پہلے ہر روز دو ڈھائی گھنٹے کام کرتے تھے۔ بعد میں تین گھنٹے روزانہ صرف کرتے رہے۔ کل (۲۰ جنوری ۲۰۰۴ء) کو چیف لائبریرین کے آفس میں پریس سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ اس کی اشاعت کے سلسلے میں میٹنگ ہے۔

اس دوران میاں صاحب نے اپنی طرف سے رسائل اور کتابچوں کی جلد بندی کا انتظام بھی کروایا۔ جلد بندی کے لیے مطلوبہ سامان میاں صاحب کی طرف سے فراہم کیا جاتا رہا اور ان کی جلد بندی لائبریری کے دفتری خانہ (Bindery) میں ہوتی رہی۔ ان کی تعداد درج ذیل ہے:۔

تعداد رسائل جن کی جلد بندی کروائی گئی	۶۲۱	(مجلدات)
کتابچے جن کی جلد بندی کروائی گئی	۸۴	(مجلدات)
میزان	۷۰۵	(مجلدات)

۲۰۔ جنوری ۲۰۰۴ء

چیف لائبریرین کے آفس میں میٹنگ

آج چیف لائبریرین کے آفس میں پریس سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ اس میں طے پایا کہ اس کتاب کی کمپوزنگ اور پروف خوانی باہر سے کروائی جائے اور کاپی پیسٹنگ سے لے کر طباعت کے مراحل یونیورسٹی پریس میں طے ہوں گے۔ اس سلسلے میں معروف صاحب ضروری کارروائی کریں گے اور رابطہ کار کے فرائض سرانجام دیں گے۔

Marfat.com

۱۱۔اپریل ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی راقم السطور کے مسکن پر تشریف آوری

آج میاں صاحب تشریف لائے۔ان کے ساتھ معروف احمد صاحب بھی تھے۔ایک اور صاحب جو ایک اسکول میں پڑھاتے ہیں یا ان کا اپنا اسکول ہے (غالباً امام علی صاحب) بھی ساتھ تھے۔عزیز عقیل احمد نے آپ کی آمد کی اطلاع دی۔ میں ڈرائنگ روم کے دروازہ سے باہر نکلا اور میاں صاحب کی طرف چلا۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ ہم آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے وقت آپ نے فرمایا کہ آپ کے پیچھے کون پڑ گیا ہے۔آپ خود سید ہیں فائر کریں☆۔پھر اس حوالے سے یہ بات کی کہ ایک صاحب جو ایک کیبن میں بیٹھ کر بڑی فیس لیتے تھے اور لوگوں کو شکار کرتے تھے۔

پھر میاں صاحب نے سید محمد عبداللہ قادری کی مرتبہ کتاب مولانا محمد بخش مسلمؔ بی۔اے مجھے دی اور اس کا ''مقروض قوم'' والا حصہ پڑھنے کے لیے فرمایا۔یہ میں نے پڑھا۔اس میں کچھ حوالوں کا ذکر ہے۔آپ نے فرمایا کہ ان حوالوں کو لائبریری سے

☆۔ میں نے اس سے پہلے آپ سے گزارش کی تھی کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک روز خون کے چھینٹے پڑے ہیں اور ایک دن گوشت کا لوتھڑا گرا ہے۔میں نے دعا کی درخواست کی تھی۔اس حوالے سے میاں صاحب نے بات کی تھی۔اس کے بعد آپ دو تین روز آتے رہے۔الحمدللہ آپ کی تشریف آوری سے اس کا بوجھ ذہن سے اتر گیا۔

Marfat.com

تلاش کیا جائے۔

اس کے بعد آپ نے فہرست (جلد دوم) کی اشاعت کی بات کی۔ معروف صاحب کی مصروفیات کا ذکر کیا۔ میں نے بھی اشاریہ موضوعات کی تکمیل کا بتایا۔ معروف صاحب نے اشاریہ مصنفین کو الفبائی ترتیب دینے کے بارے میں بتایا۔ میں نے کہا کہ آپ اس اشاریہ کو مکمل کر لیں۔ پھر اشاریہ عنوانات بنانا ہے۔ اس کتاب کو جون تک چھپنا ہے۔ جو حصہ کمپوز ہو چکا ہے اس کا پرنٹ بھی نکالیں اور لائیں تا کہ چیف لائبریرین (عبدالوحید صاحب) کو دکھا دیا جائے اور ان کے مطالبہ کے مطابق جزوی بل بنا دیا جائے۔ باقی حصے کا بل بعد میں بن جائے گا۔

آخر میں مَیں نے استدعا کی کہ آپ میرے مسئلے کے بارے میں توجہ فرمائیں میں جو کچھ کر سکتا ہوں کر رہا ہوں۔ آپ کی توجہ کی بھی ضرورت ہے۔ ہنس کر فرمانے لگے دیکھا آپ کچھ کر رہے ہیں۔ باقی رہی میری بات میں تو دعا گو ہوں۔ میں سب لوگوں سے کہتا ہوں کہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ آپ لاہور جا کر فٹ پاتھ پر بیٹھنے والے سے لے کر بڑے سے بڑے پروفیسر سے پوچھیں تو وہ آپ کو آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے بارے میں بتائیں گے۔ پھر میاں صاحب تشریف لے گئے۔ اس نشست کے دوران آزاد کشمیر سے آپ کو ایک فون بھی آیا وہ بھی آپ نے سنا۔

میاں صاحب کے تشریف لانے سے افسردگی (Depression) میں بہت کمی محسوس ہوئی۔ کام کرنے کے لیے ایک قسم کی توانائی کا احساس ہوا گویا ایک قسم کی راحت اور مسرت کی فضا پیدا ہو گئی جس نے تحریری کام کرنے کی ہمت دلائی۔ آنکھ کی تکلیف اور نزلے کی وجہ سے یہ کام قریباً ایک عشرہ سے رکا ہوا تھا۔ اس کے بعد میں

Marfat.com

نے تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا۔

۲۰۔اپریل ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی آمد لیکن ملاقات نہ ہوسکی

آج پونے نو بجے صبح میاں صاحب احقر کے مسکن پر تشریف لائے۔ان کے ساتھ معروف صاحب اور دیگر افراد تھے۔معروف صاحب نے بیل (Bell) دی تو اہلیہ نے کہا کہ شاہ صاحب تو گھر پر نہیں ہیں۔ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ آپ میاں صاحب کو ڈرائنگ روم میں بٹھائیں۔اہلیہ نے حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے مطب پر فون کیا اور مجھے اطلاع دی۔ میں مطب سے جلدی سے واپس آ گیا۔لیکن میاں صاحب جا چکے تھے۔میں نے موبائل پر معروف صاحب سے بات کی۔انہوں نے کہا کہ میں آدھ گھنٹے کے بعد فون کرتا ہوں۔اس وقت تقریباً ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر کا وقت تھا۔لیکن انہوں نے رات پونے نو بجے فون کیا اور معذرت کی۔ انہوں نے بتایا کہ دراصل اس روز میاں صاحب کے پاؤں میں تکلیف تھی' ڈاکٹر کو دکھانا تھا۔وہاں دیر ہوگئی۔ بعد میں وہ فون کرنا بھول گئے۔پھر رات کو انہیں یاد آیا تو انہوں نے فون کیا۔میں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ لاہور سے۔میں نے پوچھا کیا میاں صاحب شرقپور شریف واپس چلے جائیں گے۔انہوں نے بتایا کہ نہیں۔رات کے وقت میاں صاحب سفر کرنا نہیں چاہتے۔ ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے۔یہ بھی کہ میاں صاحب پاؤں لٹکا کر نہ بیٹھیں۔ابھی تک پاؤں لٹکا کر بیٹھنے کی اجازت نہیں۔اگلے روز اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کا عرس شروع ہونا تھا۔میاں صاحب واپس تشریف لے جائیں گے۔

Marfat.com

۳۰۔اپریل ۲۰۰۴ء

حضرت میاں صاحب کی تشریف آوری

آج قریباً آٹھ بجے صبح میاں صاحب تشریف لائے۔ان کے ساتھ ان کا خادم عطاء اللہ تھا۔ڈرائنگ روم میں تقریباً ۲۰،۲۵ منٹ تک بیٹھے رہے۔آپ نے فرمایا کہ میں نے معروف احمد سے کہہ دیا ہے کہ پہلے کتاب (فہرست جلد دوم) کے کام کو مکمل کیا جائے۔ میں نے آپ کو معروف صاحب سے فون پر بات چیت کے متعلق بتایا۔پھر میں نے اپنی آنکھ کی تکلیف کے متعلق بتایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے شیخ زاید ہسپتال سے Electropelation کروائی ہے۔میں نے معذرت کی کہ جب آپ ۲۰۔اپریل کو ۲۰۰۴ء کو تشریف لائے تھے تو میں گھر پر موجود نہیں تھا۔حکیم صاحب کے مطب گیا ہوا تھا۔وہاں گھر سے مجھے فون پر اطلاع کی گئی۔میں جلدی میں وہاں سے لوٹا۔میاں صاحب نے فرمایا کہ کیا وہاں پر فون لگ گیا ہے۔میں نے اثبات میں جواب دیا۔آپ نے فرمایا کہ وہاں کا فون نمبر لکھ دیں۔میں نے نمبر لکھ دیا۔میاں صاحب کے فرمانے پر اپنا فون نمبر بھی لکھ دیا۔

اس نشست میں میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اب وحید صاحب (عبدالوحید صاحب' چیف لائبریرین) بظاہر کتاب کی اشاعت میں دلچسپی لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس سے میں نے بھی اتفاق کیا اور بتایا کہ آج معروف صاحب لائبریری جائیں گے اور ان (وحید صاحب) سے اس سلسلے میں (بل کے متعلق) بات کریں گے۔پھر مجھے بتائیں گے۔میں نے یہ بھی بتایا کہ شیر ربانی ڈائجسٹ[40] (شمارہ ۲) کا ایک پرچہ

Marfat.com

محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب کو حکیم صاحب کے مطب میں دے آیا ہوں۔ میاں صاحب نے استفسار کیا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے بتایا کہ انہوں نے رسالے کو پسند کیا ہے۔ میں نے میاں صاحب سے پوچھا کہ آپ نے حوزہ نقشبندیہ کے بارے میں کوئی پمفلٹ شائع کیا ہے؟ میاں صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے اس کے دو نسخے آپ سے مانگے' ایک اپنے لیے اور ایک ہمایوں صاحب کے لیے۔ اس کے بعد میاں صاحب تشریف لے گئے۔

یکم مئی ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی تشریف آوری اور حوزہ نقشبندیہ کے متعلق پمفلٹ کے تین نسخے عطا کیے

آج بھی نو بجے صبح کے قریب بیل (Bell) ہوئی۔ عزیز عقیل احمد سلمہٗ نے معلوم کر کے بتایا کہ میاں صاحب آئے ہیں۔ میں باہر گیا تو میاں صاحب کے خادم عطاء اللہ کھڑے تھے۔ میں نے میاں صاحب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بڑی گلی میں کھڑی گاڑی کے قریب گیا۔ میاں صاحب سے مصافحہ کیا اور تشریف لانے کو کہا۔ فرمایا: آپ جو آگئے ہیں۔ عطاء اللہ نے میاں صاحب کے کہنے پر ایک لفافہ میرے ہاتھ میں دیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس میں حوزہ نقشبندیہ کے بارے میں پمفلٹ کی کاپیاں ہیں۔ پھر میاں صاحب تشریف لے گئے۔ میں نے گھر آ کر دیکھا تو اس کے اوپر والے حصے میں ''حوزہ نقشبندیہ'' پمفلٹ کی تین کاپیاں تھیں۔ اس کے نیچے نیسلے دودھ

Marfat.com

کے چار پیکٹ، مینگو جام کی ایک شیشی اور تپال دانے دار چائے کا ایک پیکٹ تھا۔ یہ ان کی شفقت کے انداز ہیں۔ پچھلی بار (۳۰۔اپریل ۲۰۰۴ء) دو کلو مٹھائی کا ڈبہ لے کر آئے تھے۔ یہ ان کا خاص انداز ہے جو وہ ان کے لیے علمی کام کرنے والے احباب سے روا رکھتے ہیں۔

۱۴۔مئی ۲۰۰۴ء

فہرست (جلد دوم) کی کمپوزنگ کی تکمیل

آج فہرست (جلد دوم) کی کمپوزنگ کا کام مکمل ہو گیا۔ کل نو بجے صبح معروف صاحب میاں صاحب کے ساتھ آئیں گے۔ کل ۱۰ بجے قبل دوپہر لائبریری میں وحید صاحب سے ملنا ہے۔ یہ پروگرام آج ترتیب دیا گیا۔ کتاب کے ساتھ بل بھی تیار کر کے لے جانا ہے۔ کتاب کی پروف ریڈنگ (قریباً پونے تین سو صفحات) ہو چکی ہے۔

۱۵۔مئی ۲۰۰۴ء

چیف لائبریرین صاحب کے ساتھ میٹنگ

آج معروف صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ چلیں۔ جب ہم گلی سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حاجی محمد حیات نقشبندی مجددی[۴۱] گاڑی میں بیٹھے تھے۔ میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور معروف صاحب پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ہم نے کتاب (فہرست) ساتھ لے لی۔ میاں صاحب خوشی محمد صاحب کے آفس میں بیٹھے تھے۔ ہم ان کے دفتر پہنچے۔ راستے میں معروف صاحب نے کتاب کا بل مجھے دکھایا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس پر اپنے دستخط کر لیں۔ جب ہم خوشی محمد صاحب کے دفتر میں پہنچے تو میاں

Marfat.com

صاحب واش روم میں تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آ گئے اور ہم چاروں لائبریری کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ عبدالوحید صاحب کی تقرری اور چوہدری صاحب کی طرف سے ہائی کورٹ میں رٹ وغیرہ کے متعلق۔ میاں صاحب نے کہا کہ نیو کیمپس پہنچ کر کسی کینٹین سے ٹھنڈا مشروب شاہ صاحب (راقم) کو پلانا ہے۔ ہم آئی۔ ای۔ آر کے سامنے یونیورسٹی کی بڑی کینٹین کے سامنے رکے۔ معروف صاحب مشروب بنوا کر چار گلاس لائے۔ میں نے معروف صاحب سے کہا کہ آپ جلدی آ جائیں، دس بج چکے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں عبدالوحید صاحب کو بتا دوں گا کہ ہم دس بجے پہنچ گئے تھے۔ راستے میں مَیں نے ان کو تھوڑی دیر کے لیے روک لیا تھا۔

جب ہم کینٹین سے مشروب پی کر چلے تو راستے میں میاں صاحب نے پوچھا کہ آپ کا بیٹا (عزیز عقیل احمد سلمہٗ) لائبریری میں کام کرتا ہے۔ کیا اس کی ترقی کے یہاں مواقع ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ ایم۔ اے لائبریری سائنس (شام کی کلاس) کر رہا ہے۔ اس کا آخری یعنی چوتھا سمسٹر شروع ہے۔ اس کے بعد وہ لائبریرین کی آسامی کے لیے امیدوار ہو سکتا ہے اور ان شاء اللہ آپ کی دعا سے اسے اچھی سروس مل جائے گی۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ وہ کہاں پڑھتا ہے۔ میں نے کہا کہ اسی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ شام کی کلاسز ہوتی ہیں۔ میں نے کہا کہ تمام مضامین کی شام کی کلاسز یہاں موجود ہیں۔

ہم لائبریری پہنچے۔ میاں صاحب کو سرکولیشن سیکشن کے انچارج کے دفتر میں بٹھایا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب اس سیکشن کے انچارج تھے۔ انہوں نے وحید صاحب کو میاں صاحب کے آنے کی اطلاع کر دی۔ چوہدری محمد حنیف صاحب کو بھی فون پر بتا

Marfat.com

دیا۔ میں نے فوٹو کاپی کے لیے کتاب دی اور میاں صاحب کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ جب عبدالوحید صاحب، محمد حنیف صاحب اور آصف صاحب[42] آ گئے تو میاں صاحب نے مجھے بات کرنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ کتاب کی کمپوزنگ کا پورا کام مکمل ہو گیا ہے۔ پروف خوانی کا کام بھی قریباً آدھا ہو چکا ہے۔ بل بن گیا ہے۔ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے کل صفحات ۶۶۰ شمار کیے۔ ویسے اس وقت صفحات ۶۶۲ ہیں۔ دو تین صفحات اور بن جائیں گے۔ کام کے مکمل کرنے کی بیس مئی آخری تاریخ تھی۔ کام پانچ روز پہلے مکمل کر دیا ہے۔ وحید صاحب سے کہا کہ اب آپ دفتری کارروائی مکمل کر لیں۔ آصف صاحب کو معروف صاحب نے بل دکھایا۔ وحید صاحب نے بھی دیکھا۔ آصف صاحب نے بل کی ایک کاپی پر وصولی ڈالی اور یہ بحیثیت رسید معروف صاحب کو دے دی۔

میں نے کہا کہ ان شاء اللہ پروف ریڈنگ وغیرہ کا کام مئی کے آخر تک مکمل ہو جائے گا اور کتاب کی ٹریسنگ یکم جون تک آپ (عبدالوحید صاحب) کے حوالے کر دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ٹریسنگ سے پہلے میں فائنل پروف کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ دکھا دیا جائے گا۔ میں نے کہا کہ ابتدائی قریباً ۵۰ صفحات ہیں جو آپ دیکھنا چاہیں گے، باقی تو کتاب کے اندراجات ہیں۔ وحید صاحب نے کہا کہ اس میں کوئی ایسی (قابل اعتراض) بات نہ ہو۔ میں نے کہا کہ آپ ابتدائی صفحات (تعارف اور روداد افتتاحی تقریب جلد اوّل) دیکھ لیں۔ بعد میں اس کی ٹریسنگ نکلوا لیں گے۔ پھر جون کا پورا مہینہ آپ کے پاس ہے تاکہ آپ یونیورسٹی پریس میں کتاب چھپوا لیں۔ میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اب آپ کتاب کب تک

Marfat.com

چھپوا رہے ہیں۔ میں نے کتاب کے ٹائٹل کی بات کی۔ معروف صاحب کے پاس کمپیوٹر میں پہلی جلد کا ٹائٹل محفوظ ہے۔ اس پر جلد دوم لکھوا لیں۔ بہتر یہی ہوگا۔ وحید صاحب نے اس بات سے اتفاق کیا اور کہا کہ معروف صاحب کو اس مرحلے پر شریک کر لیں گے۔ تا کہ جو میٹریل' ٹائٹل کے حوالے سے ان کے پاس ہے اس سے ہی ٹائٹل کو حتمی شکل دے دیں۔

میں نے کہا کہ اس بل کی ادائیگی کے بعد جو رقم اس بجٹ ہیڈ (اشاعت) میں بچتی ہے اس سے آپ کاغذ اور ٹائٹل کے لیے کارڈ/ کاغذ خرید سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا خالد خان صاحب' پریس سپرنٹنڈنٹ' سمجھدار ہیں۔ اس بارے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ بل کے پاس کروانے میں وحید صاحب نے چوہدری محمد حنیف صاحب کی طرف اشارہ کیا اور کتاب چھپوانے کے لیے بھی ان کی طرف اشارہ کیا اور میاں صاحب سے اپنی اور ان کی نیازمندی کا اظہار بھی کیا۔

اس کے بعد ہم نے میاں صاحب سے دس پندرہ منٹ کے لیے اجازت لی تا کہ چند کتابوں کو چیک کر لیں۔ ان کتابوں کے نمبر میں نے بدست عزیز عقیل احمد سلمہ' صبح ہی لائبریری میں بھجوا دیے تھے۔ ہم اورینٹل سیکشن میں گئے۔ کتابیں بدر الحق صاحب کے پاس پڑی تھیں۔ ان کو دیکھ کر میں نے ضروری معلومات لکھ لیں۔ اسی دوران بدر الحق صاحب نے مخطوطات کے بارے میں مطلوبہ معلومات کے حوالے سے بتایا کہ چیف لائبریرین صاحب کو مطلوب تھیں۔ ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب [۴۳] نے وائس چانسلر صاحب کو خط لکھا ہے کہ لائبریری میں مخطوطات کے بارے میں کسی کو کوئی علم نہیں اور نہ ہی وہ ان کی تفصیل بتا سکتے ہیں۔ اس کا جواب لکھنے کے لیے بدر الحق صاحب نے مجھے رقعہ

Marfat.com

لکھا تھا اور میں نے اس کا مفصل جواب ان کو بھجوایا تھا۔ انہوں نے اس کی فوٹو کاپی چیف لائبریرین صاحب (عبدالوحید صاحب) کو دی تھی۔ انہوں نے اس کو دیکھ کر کہا تھا کہ اس (تحریر میں) تمام مطلوبہ معلومات موجود ہیں۔ انہوں نے شیر ربانی ڈائجسٹ کا شمارہ (جنوری، مارچ، ۲۰۰۴ء) بھی منگوا کر دیکھا۔ اس میں مخطوطات کے متعلق میرا انگریزی میں ایک مفصل مضمون شائع ہوا ہے۔[۴۴]

اس کے بعد ہم گراؤنڈ فلور پر آ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ عبدالوحید صاحب، شیخ عبدالعزیز صاحب، منیر الدین صاحب وہاں (میاں صاحب کے پاس) بیٹھے ہوئے تھے۔ جلد ہی میاں صاحب اٹھے اجازت لی اور ہم حاجی محمد حیات نقشبندی مجددی کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ منیر الدین صاحب بھی ساتھ بیٹھ گئے۔ انہوں نے استدعا کی تھی کہ میاں صاحب یونیورسٹی میں ان کی رہائش گاہ پر تشریف لائیں۔ چنانچہ ہم ان کی رہائش گاہ ۵۹۔ ای (E) میں گئے۔ وہاں انہوں نے ہمیں چائے پلائی اور ساتھ شیرینی بھی۔ ان کی خواتین بھی میاں صاحب کے پاس سلام کے لیے آئیں۔ منیر الدین صاحب نے میاں صاحب سے دعا کی درخواست کی جو میاں صاحب نے کی۔ ہم سب بھی اس دعا میں شریک ہوئے۔ پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ منیر الدین صاحب کو لائبریری سے باہر گاڑی سے اتارا۔ ہم گھر کے لیے روانہ ہوئے۔ معروف صاحب نے راستے میں کہا کہ وہ پڑھے ہوئے صفحات کو لے جاتے ہیں تاکہ کمپوز کرنے والا غلطیاں لگا دے۔ میں نے کہا کہ اس کام پر قریباً دس منٹ لگیں گے تاکہ جونئ معلومات حاصل کی ہیں ان کو شامل کیا جا سکے۔ معروف صاحب نے کہا کہ آپ کی رہائش گاہ پر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائیں گے۔ اس دوران آپ ضروری کام کر لیں۔ پھر ہم پروف آپ

Marfat.com

سے لے لیں گے۔ راستے میں معروف صاحب نے میاں صاحب سے بات کی کہ آپ خوشی محمد صاحب کے دفتر میں بیٹھیں اور ہم شاہ صاحب (راقم السطور) کے گھر سے پروف وغیرہ لے آئیں۔ میاں صاحب نے اس بات سے اتفاق کیا اور وہ خوشی محمد صاحب کے دفتر میں چلے گئے۔ انہوں نے معروف صاحب سے کہا کہ آپ پونے ایک بجے بعد دوپہر آ جائیں گے؟ اس وقت دوپہر کے بارہ بجنے والے تھے۔ بارہ بجنے میں تقریباً دس منٹ باقی تھے۔ معروف صاحب نے کہا کہ ہم آ جائیں گے۔ چنانچہ ہم گھر آ گئے۔ کتاب کا ضروری کام کیا گیا۔ پھر محترم حاجی محمد حیات نقشبندی مجددی اور معروف صاحب پروف لے کر چلے گئے۔ اس طرح آج کتاب کی اشاعت کے حوالے سے کافی کام ہو گیا۔ میں نے یونیورسٹی سے واپسی پر معروف صاحب سے کہا کہ وحید صاحب سے کہیں کہ وہ اس کتاب کے لیے ایک یا دو صفحے لکھ دیں تا کہ وہ کتاب میں شامل کیے جا سکیں۔ یہ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیف لائبریرین ہیں اور کتاب یونیورسٹی شائع کر رہی ہے۔ اس کی روایت پہلے سے موجود ہے۔ میاں صاحب نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں "صلح مار لو" یعنی ان سے پوچھ لیں' اچھا ہے۔ معروف صاحب نے کہا کہ میں آج رات ہی ان سے بات کرتا ہوں۔ اگر وہ اپنی تحریر دے دیتے ہیں تو اس کو بھی کمپوز کروا لیا جائے۔

۱۵۔ جون ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی تشریف آوری

آج میاں صاحب تشریف لائے۔ معروف صاحب بھی ساتھ تھے۔ معروف

Marfat.com

صاحب کتاب کی ٹریسنگ کا باقی حصہ اغلاط لگوانے کے لیے کاتب کے پاس لے گئے۔

۱۶۔جون ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی تشریف آوری اور میاں خلیل احمد صاحب کا تذکرہ

آج سات بجے صبح کے قریب معروف صاحب حسب پروگرام ٹریسنگ لے کر آ گئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب بھی آ رہے ہیں۔ پانچ سات منٹ کے بعد میاں صاحب تشریف لے آئے۔ بسکٹ' پیزا وغیرہ کا پیکٹ خود میاں صاحب نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔۱۵، ۲۰ منٹ تک ڈرائنگ روم میں بیٹھے رہے اور بے تکلفی سے پیروں کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ کہنے لگے کہ آپ نے تو یہ کام (پیری مریدی) چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ہم تو پیر ہیں اور پیری مریدی کرتے ہیں۔ پھر دوسرے پیروں کی باتیں شروع کر دیں۔ فرمانے لگے کہ لاہور میں ایک پیر کے دورے پر ڈھائی لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ایک ہوٹل میں ۴۰۰ روپے فی کس کا کھانا ۲۰۰ شرکاء کے لیے تیار کروایا گیا (یا کھلایا گیا)۔ پھر میاں صاحب نے گولڑہ شریف کے متعلق معلوماتی گفتگو فرمائی۔

پھر اپنے بڑے فرزند میاں خلیل احمد صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ مجذوب قسم کا انسان ہے۔ ہر مرید کے پاس چلا جاتا ہے۔ کھانا ملے یا نہ ملے اس کو پرواہ نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کہ آپ کے ہاں (درگاہ شرقپور شریف) کا انتظام بہت اچھا ہے۔ میں نے گزشتہ سال عرس حضرت ثانی صاحبؒ کے موقع پر دیکھا ہے۔ فرمانے لگے بظاہر ہمارے ہاں کا انتظام ابھی ٹھیک لگتا ہے۔ میں نے کہا: میاں

Marfat.com

صاحب! آپ نے بہت محتاط فقرہ کہا ہے۔ مسکرا کر فرمانے لگے: ''ہاں''۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ آپ کام کریں۔ معروف صاحب میاں صاحب کو گاڑی تک چھوڑ کر آ گئے اور وہ گاڑی میں واپس چلے گئے۔

۱۷۔ جون ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی لائبریری آمد اور کتاب کی اشاعت کے لیے میٹنگ

حسب پروگرام معروف صاحب کتاب (فہرست' جلد دوم) کی ٹریسنگ لے کر آ گئے۔ ہم اس کو لے کر لائبریری چلے گئے۔ میاں صاحب بھی آ گئے۔ ڈپٹی چیف لائبریرین (ریفرنس) کے کمرے میں میٹنگ شروع ہوئی۔ اس میں شرکاء کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب

۲۔ محمد معروف احمد شرقپوری صاحب

۳۔ راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی)

۴۔ عبدالوحید صاحب (چیف لائبریرین)

۵۔ خالد خان صاحب (یونیورسٹی پریس سپرنٹنڈنٹ)

چیف لائبریرین صاحب کو ان کے دفتر میں فون پر اطلاع دی گئی تھی وہ اور ان کے ساتھ خالد خان صاحب دونوں گراؤنڈ فلور پر مذکورہ دفتر میں آ گئے تھے۔ کتاب کی طباعت کی ذمہ داری خالد خان صاحب نے لی اور کہا کہ ہم اگلا ہفتہ اس کتاب کی طباعت پر لگا دیں گے۔ انہوں نے چیف لائبریرین سے کہا کہ آپ کاغذ دیں۔ طباعت کا کام شروع ہو جائے گا۔ معروف صاحب ان کے ساتھ اس کام میں شریک رہیں گے۔ عبدالوحید صاحب نے کہا کہ کاغذ جلد ہی یونیورسٹی پریس میں پہنچ جائے گا

Marfat.com

(۶۸ گرام' ہائی فنش)۔ پھر میاں صاحب تشریف لے گئے۔ ان کے مہمان آئے ہوئے تھے۔ ہم (راقم السطور اور معروف صاحب) کچھ دیر کے لیے لائبریری کے اورینٹل سیکشن میں بیٹھے' ضروری کام کیا۔ معروف صاحب نے اپنے بل کا چیک بھی وصول کرلیا۔

۲۔ نومبر ۲۰۰۴ء

ہوٹل حرفاان میں میاں صاحب نے افطار پارٹی دی

آج صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نے منتخب افراد کو حرفا ان ہوٹل میں افطار پارٹی دی۔ اس میں درج ذیل حضرات شریک ہوئے۔

۱۔ محمد عالم مختار حق صاحب

۲۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب

۳۔ پروفیسر علیم تفضّل صاحب

۴۔ چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین)

۵۔ محمد منیر الدین صاحب (سینئر لائبریرین)

۶۔ سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین)

ان کے علاوہ چند دیگر حضرات بھی شریک ہوئے۔ افطاری کے دوران میاں صاحب بھی آگئے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد کھانا کھایا۔ پھر میاں صاحب نے لائبریری سے متعلق حاضرین کو بلایا یعنی چوہدری محمد حنیف صاحب' محمد منیر الدین صاحب اور راقم السطور۔ معروف صاحب بھی اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔ اس میٹنگ میں فہرست (جلد دوم) کی افتتاحی/تعارفی تقریب کے متعلق بات ہوئی۔ یہ

Marfat.com

عبوری فیصلے ہوئے۔

مقررین

۱۔ ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب

۲۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب

۳۔ محمد شہزاد مجددی صاحب

۴۔ چیف لائبریرین (استقبالیہ کلمات کے لیے)

۵۔ سید جمیل احمد رضوی

۶۔ صدارت: وائس چانسلر صاحب، جامعہ پنجاب، لاہور (لیکن یہ تقریب منعقد نہ ہوسکی)

چوہدری محمد حنیف صاحب نے ذخیرۂ کتب میاں محمد دین کلیم مرحوم کی فہرست (اشاریہ نما) مرتبہ سید بدرالحق، میاں صاحب کو پیش کی۔ دیگر ذاتی ذخائر کتب کا ذکر بھی آیا۔ مثلاً ذخیرۂ کتب میاں عطاء اللہ ساگر وارثی [45] (ذخیرۂ الوارث)، ذخیرۂ روحی (علامہ اصغر علی روحی [46]) ودیگر۔ میاں صاحب نے ان ذخائر کتب کی فہارس کی عکس نقول فراہم کرنے کے بارے میں کہا بالخصوص ذخیرۂ روحی کی فہرست کے متعلق کہا کہ اس کی نقل مل جائے اور اس کے شروع میں ان (روحی صاحب) کے حالات شامل کر دیے جائیں اور اس کی چند کاپیاں کروا کر صاحب ذوق حضرات میں تقسیم کر دی جائیں، کیوں کہ ان کا آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف سے خاص تعلق تھا۔ پھر میاں صاحب نے ان کے یہ واقعات سنائے۔

۱۔ علامہ اصغر علی روحی اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ، لاہور میں پڑھاتے تھے۔

Marfat.com

ایک طالب علم نے رخصت مانگی کہ وہ شرقپور شریف جانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ آخر وہ (روحی صاحب) شرقپور شریف گئے اور دیکھا کہ حضرت میاں صاحبؒ (حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ) کتوں کو روٹیوں کے ٹکڑے ڈال رہے تھے۔ ایک کمزور کتیا تھی۔ ایک طاقتور کتے نے اس کا ٹکڑا اٹھالیا' میاں صاحب نے ''ہونہہ'' کہا یعنی ایسا نہ کرو' تمہیں تمہارا حصہ مل جائے گا۔ اس نے وہ ٹکڑا اس ضعیف کتیا کے آگے رکھ دیا اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔ یہ واقعہ روحی صاحب کے سامنے رونما ہوا تھا۔ اس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔

۲۔ میاں صاحب نے دوسرا واقعہ یہ بیان کیا کہ شاید ان (روحی صاحب) کا ایک بیٹا دہریہ خیالات رکھتا تھا۔ اس کو لے کر وہ اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیٹھک میں اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے بالواسطہ طور پر اس نوجوان لڑکے سے کہا کہ نماز پڑھا کرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ نمازی بن گیا اور جماعت بھی کروانے لگا۔

۳۔ تیسرا واقعہ ان (روحی صاحب) کی بیماری کا سنایا۔ انہوں نے اپنے بیٹوں (ضیاء الحق صوفی یا دیگر) سے کہا کہ حضرت میاں صاحبؒ (اعلیٰ حضرتؒ) کو بلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو رات ہوگئی ہے۔ صبح ان سے رابطہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ آتے ہیں یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو میاں صاحبؒ کھڑے تھے۔ انہوں نے روحی صاحب کی مزاج پرسی کی اور فرمایا کہ مولانا گھبرائیں نہیں۔ آپ کو ان شاءاللہ شفا ہو

Marfat.com

جائے گی۔ابھی آپ کی عمر باقی ہے۔پھر اعلیٰ حضرتؒ نے واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔روحی صاحب نے کہا کہ اب رات کا وقت ہے۔آپ رات ٹھہر جائیں۔میاں صاحب نے کہا کہ جانا ضروری ہے' کیوں کہ میں اپنی اماں (والدہ صاحبہ) کو بتا کر نہیں آیا۔اعلیٰ حضرتؒ نے مزید فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے یہاں اس وقت لایا ہے وہ واپس بھی لے جانے کا انتظام کر دے گا۔چنانچہ میاں صاحبؒ چلے گئے۔

اس پر میں (راقم) نے کہا ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب نے یہ واقعہ اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے جو مخزن' لاہور میں شائع ہوا ہے۔میاں صاحب نے کہا کہ فہرست ذخیرۂ کتب روحی میں روحی صاحب پر ایک مقدمہ لکھا جائے۔اس میں اس کا حوالہ بھی دیا جائے۔

۴۔ یہ واقعہ بھی سنایا کہ چند علمی سوالات ذہن میں لے کر روحی صاحب اعلیٰ حضرتؒ کے پاس گئے۔میاں صاحبؒ (اعلیٰ حضرتؒ) نے آکر فرمایا کہ علامہ صاحب! آپ کو جلدی ہے۔ان کے ہاتھ میں ''کشف المحجوب'' کتاب تھی۔اعلیٰ حضرتؒ نے مولانا صاحب کو یہ کتاب دے کر فرمایا کہ آپ کے سوالات کے جوابات اس میں موجود ہیں۔جب انہوں نے دیکھا تو متعلقہ مقامات پر نشانات بھی لگے ہوئے تھے۔

یہ چار واقعات میاں صاحب نے ہمیں سنائے۔پھر میاں صاحب نے فرمایا کہ ان (شاہ صاحب) کو آرام بھی کرنا ہے۔معروف صاحب سے آپ نے فرمایا کہ ان کے جانے کا انتظام بھی کریں۔میں (راقم السطور) نے کہا کہ منیر الدین صاحب

Marfat.com

کے ساتھ موٹر سائیکل پر چلا جاتا ہوں۔

چوہدری محمد حنیف صاحب نے افطاری کے لیے میاں صاحب سے وقت لینے کی استدعا کی۔ میاں صاحب نے اپنی صحت کی بنا پر معذوری کا اظہار کیا اور فرمایا کہ افطاری کو چھوڑیں۔ کام وغیرہ کی بات کریں۔

اسی مجلس میں میاں صاحب نے میری طرف مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ حنیف صاحب کی تقرری کی کتنی مدت باقی رہ گئی ہے؟ میں نے بتایا کہ قریباً ڈیڑھ ماہ گزر گیا ہے۔ حنیف صاحب نے اس کی تصدیق کی۔ میں نے آپ (میاں صاحب) سے دعا کے لیے کہا کہ حنیف صاحب کا اس پوسٹ پر باقاعدہ تقرر ہو جائے۔ آپ دعا فرمائیں۔

آخر جب ہم آنے کے لیے اٹھے تو میں نے آخر میں اپنے لیے بھی التماس دعا کے الفاظ دہرائے۔

آج میں عزیز عقیل احمد سلمہٗ کی شادی کے حوالے سے گورمے کی دکان سے شیرینی میاں صاحب کے لیے لے گیا تھا۔ اس کو معروف صاحب کے سپرد کر دیا۔ جب میاں صاحب تشریف لائے تو انہوں نے یہ مٹھائی آپ کو پیش کی اور بتایا کہ یہ شاہ صاحب (راقم السطور) لے کر آئے ہیں۔ میاں صاحب نے معروف صاحب سے کہا کہ اس ڈبے کو کھولیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ سب کے سامنے (دس پندرہ لوگ ہوں گے جو میاں صاحب کے کمرے میں سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے) پیش کریں۔ سب نے اس میں سے تھوڑی تھوڑی مٹھائی کھائی۔ یہ افطاری کے وقت کی بات ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ان حضرات کے سامنے رکھیں، جو کھانا چاہے کھالے۔ چنانچہ ایک صاحب نے ایک پیس (Piece) لیا۔ کافی بچ گئی۔ میاں صاحب کے

Marfat.com

اشارے پر یہ شیرینی والا ڈبہ جاتے وقت محمد اقبال مجددی صاحب کے بیٹے کو پیش کر دیا گیا۔ اقبال مجددی صاحب نے اپنے بیٹے سے کہا کہ لے لو' یہ میاں صاحب کا تبرک ہے۔ چنانچہ بچے نے ڈبہ پکڑ لیا۔

اس طرح یہ مجلس ختم ہوئی۔ معروف صاحب ہمیں الوداع کہنے کے لیے ہوٹل کے باہر تک آئے۔ منیر الدین صاحب نے کہا کہ میں شاہ صاحب (راقم) کے گھر چھوڑ دوں گا۔ اس وقت معروف صاحب نے کہا کہ علیم تفضّل صاحب شاہ صاحب کے پاس رہتے ہیں۔ یہ آپ کو گاڑی میں لے جاتے ہیں۔ اور گھر کے قریب ڈراپ کر دیں گے۔ معروف صاحب نے ان سے بھی تاکیداً کہا کہ شاہ صاحب کو گھر چھوڑ کر جائیں۔ چنانچہ میں علیم صاحب کی گاڑی میں واپس آ گیا۔ انہوں نے مجھے مسجد حمزہ کے قریب اتار دیا۔ ان کی رہائش گلشن راوی کے ای بلاک میں ہے۔ پھر وہ اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے۔

تحریر مابعد: اس مجلس میں شیر ربانی ڈائجسٹ (ماہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۴ء) کے شمارے حنیف صاحب اور منیر الدین صاحب کو معروف صاحب نے پیش کیے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب کو بھی یہ شمارہ دیں۔ میں نے کہا کہ مجھے بذریعہ ڈاک مل چکا ہے۔ معروف صاحب نے اس کی تصدیق کی۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ شیر ربانی ڈائجسٹ کا ہر پرچہ نئی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ غالباً میاں صاحب نے میرا وہ خط دیکھ لیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! اگر آپ اس خط کو انگریزی میں لکھ دیں تو وہ شائع کر دیا جائے۔ میں نے معروف صاحب سے کہا کہ میرے پاس اس خط کی نقل نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ نقل

Marfat.com

آپ کو مل جائے گی۔ اس پر میں نے کہا کہ میں اس کو انگریزی میں لکھ دوں گا۔

اس مجلس میں یہ بات بھی ہوئی کہ جو مقالے فہرست (جلد دوم) کی افتتاحی تقریب میں پڑھے جائیں گے، ان کو ایڈٹ (Edit) کر کے کتابچے کی شکل میں شائع کر دیا جائے اور اس کو معروف صاحب شائع کریں گے۔ معروف صاحب نے اس کو ایڈٹ کرنے کے بارے میں استفسار کیا۔ میں نے کہا کہ یہ کام میں کر دوں گا۔ (لیکن اس کتاب کی افتتاحی تقریب منعقد نہ ہوئی اور نہ ہی کتابچہ مرتب ہو سکا)۔

۲۰۔ دسمبر ۲۰۰۴ء

میاں صاحب کی تشریف آوری اور کتابوں کے انتخاب کے بارے میں بات چیت

آج میاں صاحب ساڑھے چھ بجے شام کے قریب تشریف لائے۔ ان کے ساتھ امام علی صاحب تھے اور ایک خادم بھی۔ آپ گاجر کا حلوہ بطور تحفہ لائے۔ بیٹھتے ہی آپ نے فرمایا کہ فہرست کی جلد اول لائیں۔ میں فہرست لے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کتابوں کے نمبر اس میں سے دیکھ کر لکھ دیں۔ یہ کتابیں میاں صاحب کی اپنی لکھی ہوئی ہیں:۔

(۱) صدائے حق (۲) آسان جدید عربی گرامر (۳) ارشادات مجدد[۴۷]۔ میں نے ان کے نمبر ایک کاغذ پر لکھ دیے۔

پھر آپ نے پوچھا کہ میاں زبیر احمد صاحب کس طرح کتابیں اکٹھی کرتے ہیں اور ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے لیے بھجواتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کچھ کتابیں تو حکیم صاحب کے مطب میں مصنفین / مؤلفین دے جاتے ہیں اور کچھ کتابیں بازار سے خرید کر بھجواتے ہیں۔ پھر میاں صاحب نے کتب کے موضوعات

Marfat.com

کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ موضوعات جن میں حکیم صاحب کی دلچسپی تھی مثلاً تصوف و دیگر علوم اسلامیہ (بشمول تاریخ امرتسر)۔

پھر آپ نے پوچھا کہ ہم کن موضوعات کا انتخاب کریں اور کتابیں منتخب کرنے کا طریقہ کار کیا ہو؟ (Selection) میں نے کہا کہ ناشرین اپنی اپنی فہرستیں شائع کرتے ہیں۔ ان سے کتابوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اور موضوعات میں تصوف اور دیگر علوم اسلامیہ شامل ہوں۔ وہ موضوعات جو آپ کے ذخیرے کی فہرست میں پہلے آ چکے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ فہارس کے لیے تو ''لاثانی'' والوں سے کہہ دیا جائے گا۔ میں نے کہا کہ ان کو دیکھ کر کتب کا انتخاب میں کر دوں گا۔ پھر آپ اس کو ملاحظہ فرما لیں اور بازار سے کتابیں ''لاثانی'' والوں کی معرفت خرید لی جائیں۔ اس طرح سستی مل جائیں گی۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ کتابیں بھجوانے اور ان کی فہرست سازی کے بارے میں معروف صاحب سے تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ اگر اس سلسلے میں میرے ذمے کوئی کام لگایا جائے گا تو میں بھی حاضر ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ہاں اب تو معروف بھی اس کام میں ماہر ہو گیا ہے۔

پھر میاں صاحب نے انگریزی۔ اردو ڈکشنری کے بارے میں استفسار کیا۔ میں نے فیروز سنز کی انگریزی۔ اردو ڈکشنری کا نام لکھ دیا اور ڈاکٹر جمیل جالبی کی مرتبہ قومی انگریزی۔ اردو ڈکشنری کا نام بھی لکھ دیا[48]۔ پھر میاں صاحب نے فرانسیسی ابتدائی کتب کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ یونیورسٹی اور سینٹرل کالج میں فرانسیسی کا شعبہ ہے جس میں ایم۔ اے کروایا جاتا ہے۔ وہاں سے پتہ کر لیا جائے گا۔

ڈکشنری میاں صاحب کو گھر کے لیے مطلوب ہے' غالباً اپنی پوتی صاحبہ کو گھر

Marfat.com

میں پڑھانے کے لیے۔ میاں صاحب فرمانے لگے کہ بچی اقراء اسکول میں پڑھتی تھی۔ اب ان کو گھر میں پڑھانا ہے۔ میں نے کہا کہ چند سال پہلے خالدہ اختر صاحبہ (ریٹائرڈ ڈپٹی چیف لائبریرین) نے مجھے بتایا کہ آپ کے ہاں بچیوں کو گھر میں پڑھایا جاتا ہے۔ میاں صاحب ہنس کر فرمانے لگے کہ خالدہ صاحبہ نے کیا کہا تھا کہ ہم Backward ہیں۔ میں نے کہا کہ میں تو یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ آپ نے کہا کہ خالدہ نے کیا کہا تھا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ انہوں نے کہا کہ آپ کے گھر کی بہوئیں بھی تعلیم یافتہ ہیں۔ میاں صاحب فرمانے لگے کہ ہاں، لیکن انہیں خود کو ہمارے گھریلو ماحول کے مطابق ڈھالنا پڑا ہے۔

پھر میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کی بہت تعریف کی بالخصوص ان کی انگریزی دانی کی۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ وہ شیر ربانی ڈائجسٹ کو ایڈٹ کرتے ہیں۔ ان کی عمر ۸۲ سال ہے، یہ بھی بتایا کہ میں ان کے ہاں کبھی کبھی چلا جاتا ہوں جس سے وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے مرض اور شہد والا واقعہ بھی سنایا جو میاں صاحب نے اس سال افطاری کی تقریب کے دوران سنایا۔ یہ میاں صاحب کے والد حضرت ثانی صاحبؒ کے بارے میں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے پروفیسر صاحب کا وہ مضمون شیر ربانیؒ ڈائجسٹ میں پڑھا ہے[۴۹]۔ انہوں نے بہت اچھا لکھا ہے۔ اس کے بعد میاں صاحب قریباً آدھ گھنٹے کے بعد امام علی صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اس روز کافی بارش ہوئی تھی اور سردی بھی بہت تھی، لیکن میاں صاحب اس شدید موسم میں بھی تشریف لے آئے۔ بہت باہمت اور پختہ عزم کے مالک ہیں۔

Marfat.com

۲۔فروری ۲۰۰۵ء

میاں صاحب کی قائداعظم لائبریری میں آمد

آج مورخہ ۲۔فروری ۲۰۰۵ء بروز بدھ، معروف صاحب کا قریباً ساڑھے سات بجے صبح فون آیا کہ آج میاں صاحب سوا گیارہ بجے قبل دوپہر قائداعظم لائبریری میں آئیں گے۔چوہدری محمد حنیف صاحب، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور بھی وہاں آئیں گے۔انہوں نے کہا کہ آپ (راقم السطور) بھی وہاں پہنچ جائیں۔چنانچہ میں قریباً ساڑھے گیارہ بجے وہاں محمد تاج صاحب چیف لائبریرین، قائداعظم لائبریری، لاہور کے دفتر میں پہنچ گیا۔تاج صاحب کے لیے ڈاکٹر نسیم فاطمہ (استاد جامعہ کراچی) سے مرسلہ ایک کتاب لے گیا۔یہ ان کے حوالے کر دی۔مشورے کے بعد انہوں نے کہا کہ اس کتاب کا ایک نسخہ قائداعظم لائبریری کے لیے بھی مل جائے تو بہتر ہوگا۔ڈاکٹر نسیم فاطمہ نے اپنے مکتوب بنام راقم اس کی پیشکش کی تھی۔

قریباً پونے بارہ بجے معروف صاحب پروفیسر جاوید صدیق صاحب (استاد، نیشنل کالج آف آرٹس، لاہور) آ گئے اور انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ہم (چوہدری محمد حنیف صاحب، محمد تاج صاحب، معروف صاحب، پروفیسر جاوید صدیق صاحب اور محمد ہارون عثمانی صاحب[۵۰]) پہلی منزل پر واقع اورینٹل سیکشن میں مطلوبہ کتابیں دیکھنے کے لیے چلے گئے۔یہ کتابیں اسلامی خطاطی کے متعلق تھیں۔یہ کتابیں میاں صاحب اور پروفیسر جاوید صدیق صاحب کو دیکھنا تھیں۔لیکن وہ کتابیں وہاں نہ ملیں۔محمد تاج صاحب نے کہا کہ کچھ ایسی کتابیں منسٹر

Marfat.com

ایجوکیشن، پنجاب کے لیے مخصوص کمرے میں رکھی ہوئی ہیں۔ ہم وہاں چلے گئے۔ ایک الماری میں وہ کتابیں مل گئیں، لیکن الماری بند تھی۔ بہت کوشش کے باوجود اس کا تالا نہ کھل سکا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ میاں صاحب کو لائبریری کے اندر بٹھا دیا جائے۔ اگر الماری نہ کھلی تو شام کی شفٹ کا سٹاف اس کو کھول سکتا ہے، کیوں کہ متعلقہ سٹاف ممبر کی ڈیوٹی شام کی شفٹ میں ہے۔

میرے کہنے پر محمد تاج صاحب نے محمد ہارون عثمانی صاحب (لائبریرین قائد اعظم لائبریری، لاہور) سے کہا کہ مخزن کا شمارہ ۸ ان کے حصے سے میاں صاحب کو اعزازی طور پر پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ اس مجلّے کا شمارہ لے کر تاج صاحب اور عثمانی صاحب میرے ساتھ چل دیے۔ میں نے تاج صاحب سے کہا کہ آیئے! میں آپ کا تعارف میاں صاحب سے کراتا ہوں۔ ہم میاں صاحب کے پاس ان کی گاڑی کے قریب گئے۔ میں نے ان کا تعارف میاں صاحب سے کروایا۔ تاج صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ ہم آپ کو چائے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے میاں صاحب نے مجھے اور معروف صاحب سے کہا تھا کہ چائے حرفاان ہوٹل میں اکھٹے پی لیں گے۔ تاج صاحب بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ بہر حال تاج صاحب کے کہنے پر میاں صاحب نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور معروف صاحب ان کو اسی کمرے منسٹر روم (Ministers Room) میں لے گئے اور وہاں بٹھایا۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ چائے پیش کی گئی۔ امام علی صاحب بھی آ گئے تھے۔ وہ بھی چائے میں شریک ہوئے۔ اسی دوران الماری کا تالا بھی کھل گیا۔ میں نے حنیف صاحب سے کہا کہ دیکھیں میاں صاحب کی تشریف آوری سے تالا بھی کھل گیا ہے۔ حنیف صاحب نے کہا کہ کیوں نہ

Marfat.com

کھلتا۔

پروفیسر جاوید صدیق صاحب نے اسلامی خطاطی کی ایک کتاب پسند کی۔ میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تاج صاحب سے پوچھیں کہ اس کتاب سے کیمرے سے مطلوبہ تصاویر لی جا سکتی ہیں۔ میں نے تاج صاحب سے اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ ممکن ہے۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ یہ کتاب لائبریری کا کوئی ملازم ہمارے سٹوڈیو (واقع مسلم ٹاؤن) میں لے آئے۔ وہاں تھوڑے وقت میں مطلوبہ تصاویر کی Transparencies بنالی جائیں گی اور کتاب اسی وقت واپس لائبریری لے آئیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس عمل کے ساتھ وہ سب لوگ موجود ہوں جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ تاج صاحب نے کہا کہ میری مصروفیت ہے۔ میرا ایک سٹاف ممبر کتاب لے جائے گا' لیکن میاں صاحب کے اصرار پر انہوں نے ہامی بھر لی۔ چنانچہ اسی روز چار بجے سہ پہر سٹوڈیو میں پہنچنے کا فیصلہ ہوا۔ میاں صاحب نے مجھے کہا کہ آپ سوا چار بجے پہنچ جائیں۔ حنیف صاحب نے کہا کہ میری میٹنگ ہے۔ میں میٹنگ کے بعد آؤں گا۔

میں حسب پروگرام سوا چار بجے سٹوڈیو پہنچ گیا۔ کتاب وہاں پہنچادی گئی تھی۔ نیچے سٹوڈیو میں Transparencies بنائی جا رہی تھیں۔ محمد تاج صاحب نماز عصر پڑھنے کے لیے مسجد میں گئے ہوئے تھے۔ بعد میں وہ آ گئے۔

ساڑھے چار بجے سہ پہر کے قریب معروف صاحب اور امام علی صاحب تھوڑی دیر کے لیے آئے اور چلے گئے۔ نماز مغرب کے بعد میاں صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب قریباً چھ بجے آئے۔ چھ بجے

Marfat.com

کے بعد فوراً میاں صاحب آ گئے۔ معروف صاحب اور امام علی صاحب بھی آ گئے۔ چنانچہ میاں صاحب کی طرف سے پر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ پروفیسر صدیق جاوید صاحب نے بھی گھر سے مرغ کے کباب منگوا لیے تھے۔ بعد میں چائے پلائی گئی۔ پھر گروپ فوٹو ہوا۔

میاں صاحب نے چوہدری محمد حنیف سے کہا کہ آپ تاج صاحب کو چوبرجی اور شاہ صاحب (راقم السطور) کو گلشن راوی میں ڈراپ کر دیں۔ حنیف صاحب نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ ہم نے اجازت لی۔ پہلے حنیف صاحب نے تاج صاحب کو چوبرجی کے قریب ڈراپ کیا۔ پھر انہوں نے مجھے مسجد حمزہ کے قریب اتارا۔ اس کے بعد حنیف صاحب چلے گئے۔ یہ ایک علمی نشست تھی۔ میاں صاحب نے حنیف صاحب سے دوبارہ پوچھا کہ آپ کب آئے تھے۔ حنیف صاحب نے بتایا کہ آپ کے آنے سے پندرہ منٹ پہلے میٹنگ سے فارغ ہو کر سٹوڈیو آ گیا تھا۔ ان کی میٹنگ چیئرپرسن لائبریری کمیٹی (پروفیسر منور مرزا صاحبہ) کے ساتھ تھی۔ ان کے بارے میں بھی حنیف صاحب نے کچھ باتیں کیں۔ میاں صاحب نے بھی اس گفتگو میں حصہ لیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے زمانے میں بھی یہی خاتون چیئرپرسن لائبریری کمیٹی تھیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔

۲۳۔ جنوری ۲۰۰۶ء

میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات/علمی اجلاس

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ پروفیسر اسلامی تاریخ 'انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز' میکگل یونیورسٹی مانٹریال کینیڈا) کی فرمائش پر معروف صاحب نے میاں صاحب سے

Marfat.com

ملاقات کا وقت لیا تھا۔ یہ ۲۳ جنوری بروز سوموار ۱۲ بجے دن کے قریب طے تھا[۵۱]۔ لاہور سے گیارہ بجے قبل دوپہر روانہ ہونا تھا۔ حسب پروگرام علیم تفضّل صاحب گاڑی لے کر ساڑھے دس بجے میری طرف آ گئے۔ میں اور علیم صاحب دونوں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی رہائش گاہ پر گیارہ بجے گئے۔ ہم تینوں لاہور سے شرقپور شریف کے لیے براستہ موٹروے روانہ ہو گئے۔ قریباً پونے بارہ بجے وہاں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحبہ کے تحفہ (شیرینی کی ٹوکری) کو علیم صاحب نے اٹھالیا۔ میاں صاحب کی رہائش گاہ کے صدر دروازے سے داخل ہوئے تو معروف صاحب ملے۔ وہ ہمیں اندرونی دروازے سے میاں صاحب کے کمرے میں لے گئے۔ وہاں پہلے سے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب (ایڈووکیٹ) موجود تھے۔ میاں صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے کہنے لگے کہ اس شیرینی کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے دیکھ کر میاں صاحب نے کہا: شاہ صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہم ان پر بیٹھ گئے۔ معروف صاحب اور شیراز صاحب فرش پر بیٹھے رہے۔

ڈاکٹر صاحبہ نے میاں صاحب کی مزاج پرسی کی۔ میاں صاحب فرمانے لگے کہ کافی عرصے سے بیمار ہوں۔ گردوں کا عارضہ رہا' دل کا بھی۔ میڈم نے کہا کہ گردے تو اب ٹھیک ہیں؟ فرمانے لگے کہ ہاں۔ میاں صاحب نے معروف صاحب سے کہا کہ میری میڈیکل رپورٹس ڈاکٹر صاحبہ کو دکھائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں میڈیکل ڈاکٹر نہیں ہوں۔ میاں صاحب نے کہا کہ آپ کے نام کے ساتھ ڈاکٹر تو لگا ہوا ہے۔ بہرحال معروف صاحب نے میاں صاحب کی میڈیکل رپورٹیں نکالیں۔ میڈم نے کہا کہ آپ کو ہارٹ اٹیک بھی ہوا تھا۔ معروف صاحب نے کہا کہ ہاں میاں

Marfat.com

صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھا۔ اس وقت (غالباً ۲۰۰۱ء) میں چوتھے سال میں پڑھتا تھا۔ اس نے رپورٹیں دیکھ کر کہا تھا کہ ایسا مریض تو بچتا نہیں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ آپ کا دل ۴۲ فیصد کام کرتا ہے' لیکن جب دل کے ماہر ڈاکٹر نے چیک کیا تو تعجب سے کہا کہ آپ کا دل ۲۷ فیصد کام کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ ایسے مریض کے لیے پیدل چلنا ضروری ہوتا ہے۔ معروف صاحب نے کہا پیدل چلنے سے میاں صاحب کو تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ ڈاکٹر کے مشورے سے پہلے تھوڑا چلیں' پھر اس میں وقت کا اضافہ کرتے جائیں۔ اس طرح صورت حال بہتر ہو جاتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میرے شوہر (ڈاکٹر صابر علوی صاحب) کو کینیڈا میں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ ان کا دل ۱۰ فیصد متاثر ہوا تھا۔ ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق وہ چار میل فی گھنٹہ روز چلتے ہیں۔ اب ماشاء اللہ وہ ٹھیک ہیں۔ اگر پیدل نہ چلا جائے تو آدمی بس بیٹھ جاتا ہے اور معرض خطر میں رہتا ہے۔

اتنے میں چوہدری محمد حنیف صاحب کا معروف صاحب کو فون آیا۔ انہوں نے بتایا کہ حنیف صاحب آ رہے ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ حنیف صاحب آپ کو سلام پیش کرتے تھے اور انہوں نے دعا کے لیے التماس بھی کی تھی۔

ماہنامہ نور اسلام کے پچاس سالہ گولڈن جوبلی نمبر

ماہنامہ نور اسلام کے پچاس سالہ گولڈن جوبلی نمبر ۵۲ کی بات ڈاکٹر صاحبہ نے شروع کی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ہاں کام ہو رہا ہے۔ شاہ صاحب (راقم السطور) نے بھی توجہ کی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے اپنے دو مضامین کی نقول کروانے کے

Marfat.com

لیے پہلے سے ہی کہا ہوا تھا۔ وہ میں نے کروالی تھیں۔ میں نے اصل مضامین لفافے میں ڈال کر ساتھ لے لیے تھے۔ میڈم نے کہا کہ ان میں سے ایک تو ابھی شائع ہوا ہے دوسرا ۱۹۹۴ میں شائع ہوا تھا[۵۳]۔ ایک مضمون وسط ایشیا میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اثرات کے بارے میں ہے۔ ایک کا اردو میں خلاصہ مع حوالہ جات شاہ صاحب (راقم السطور) کر دیں گے اور وہ نور اسلام کے پچاس سالہ نمبر میں شائع ہو جائے گا۔ شیراز فیض بھٹی صاحب نے مضامین دیکھے۔ علیم تفضّل صاحب نے بھی ان کو دیکھا۔ علیم صاحب ایک کالج میں انگریزی کے استاد ہیں۔ آج کل ڈی پی آئی (DPI) آفس، لاہور میں انتظامی امور پر فائز ہیں۔ شیراز صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھا کہ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ پر کتنے مضامین لکھے ہیں۔ انہوں نے پانچ یا چھ بتایا اور کچھ کے عنوانات بھی بتائے۔

اس سے پہلے میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ جب میری عمر تیس سال کی تھی تو ہمارے والد صاحب بیمار ہو گئے اور ان کی حالت ایسی ہو گئی کہ جہاں آدمی کو دنیا سے جانے کے متعلق پتا چل جاتا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ تمہارا کوئی کام نہیں رکے گا یعنی تم جس کام کو شروع کرو گے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عزت بھی دے گا۔ بزرگوں کی دعا سے یہ سارے کام چل رہے ہیں، ورنہ ہم کیا کرتے ہیں۔ میں (راقم السطور) نے کہا کہ دوسرے تو جانتے ہیں کہ آپ بہت تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔

میاں صاحب نے کہا کہ آپ مجھے صاحب کرامت بھی مانتے ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ میں نے تو اس بارے میں فہرست کی پہلی جلد کے

Marfat.com

تعارف میں لکھا ہے کہ اتنے کم وقت میں اتنی بڑی فہرست کا تیار ہو جانا اور شائع ہو جانا میاں صاحب کا کرشمہ ہی ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اب کرزما (Chrishma) کی بات ہو رہی ہے۔ اس پر میاں صاحب مسکرائے۔

پھر میاں صاحب نے خود ہی بتایا کہ جب نور اسلام کا ''شیر ربانی'' نمبر شائع ہوا تو حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ نے کہا تھا کہ آپ پرچہ تو نکالتے ہیں لیکن یہ پرچہ شیر ربانی نمبر بہت جاندار ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اس میں میٹر (Matter) تو ہے۔ پھر حکیم صاحب نے کہا کہ امام اعظم نمبر نکالیں۔ میں نے پوچھا کہ لکھے گا کون؟ حکیم صاحب کہنے لگے کہ اس کا انتظام بھی ہو جائے گا۔ حضرت امرتسریؒ کا ایک اپنا حلقہ تھا جس میں لکھنے والے بھی شامل تھے۔ چنانچہ مضامین لکھوانے کا انتظام ہو گیا اور امام اعظم نمبر شائع ہو گیا۔ میں نے میاں صاحب سے ازراہ استفسار کہا کہ نور اسلام کے جو باقی خصوصی نمبر شائع ہوئے ہیں مثلاً حضرت مجدد نمبر (تین جلدوں میں)۔ کیا ان میں بھی حکیم صاحب کا مشورہ اور مدد شامل تھی۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ ہاں حکیم صاحب نے بہت مدد کی اور مشورے بھی دیے۔ یہ باتیں دیگر تین افراد (چوہدری محمد حنیف صاحب' ڈاکٹر سعید نیازی صاحب[۵۴] اور ان کے خالو صاحب) کی موجودگی میں ہوئیں۔

اس کے بعد میاں صاحب اندر تشریف لے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے ڈاکٹر صاحبہ کا تعارف ڈاکٹر سعید نیازی صاحب سے کرایا۔ میں نے کہا کہ یہ پنجاب یونیورسٹی ہیلتھ سنٹر میں ماہر امراض چشم (Eye specialist) کی حیثیت

Marfat.com

سے کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کا تعارف بھی ان سے کروایا کہ یہ میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) میں اسلامی تاریخ کی پروفیسر ہیں۔ ڈاکٹر نیازی صاحب نے ازراہ مزاح مجھ سے کہا کہ آپ اور آپ کی بیگم آنکھوں کا معائنہ کروا کر چلے جاتے ہیں' ایسے پڑھے لکھے لوگوں کے بارے میں ہمیں بتاتے نہیں۔ میں نے فوراً کہا کہ اب آپ کا تعارف تو میں نے ہی کروایا ہے۔ اس پر قہقہہ بلند ہوا۔ ڈاکٹر نیازی صاحب کہنے لگے کہ میڈم کا پتہ اور ای۔ میل ایڈریس لے لیجئے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے اپنے دو تین تعارفی کارڈ حاضرین کو دیے۔ ایک کارڈ ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کو بھی دیا۔

پھر ڈاکٹر صاحبہ اردو زبان کی اہمیت کے بارے میں باتیں کرتی رہیں اور اپنی ان اردو کی کتابوں کا ذکر کیا جو انہوں نے بیرون ملک بچوں کی تدریس کے لیے لکھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک بچہ اپنی زبان سے واقف رہتا ہے وہ اپنے آبائی/قومی کلچر سے بھی واقف رہتا ہے۔ اس لیے میں نے اس کام کے لیے کئی سال صرف کیے ہیں تا کہ اردو زبان کی ترویج ہو۔ یہاں بھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں زبان کو بگاڑا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک میں اردو زبان کو وہ مرتبہ نہیں ملا جو اسے ملنا چاہیے تھا۔ اس بحث میں چوہدری محمد حنیف صاحب نے بھی حصہ لیا اور حکومتی سطح پر اس طرز عمل کے سیاسی محرکات بیان کیے۔

پھر میاں صاحب کی طرف سے پیغام آیا کہ کھانے کے لیے مہمان آجائیں۔ جب ہم کھانے کے لیے ڈائننگ روم (Dinning Room) میں جا رہے تھے تو اس وقت میڈم نے اس خوبصورت لان کو دیکھا جس کا ایک حصہ اس کمرے کے سامنے ہے اور اس لان کی بہت تعریف کی۔ حضرت میاں صاحب اور میاں خلیل احمد

Marfat.com

صاحب اس کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے میاں خلیل احمد صاحب سے مصافحہ کیا۔ جب ہم کرسیوں پر بیٹھ گئے تو میاں صاحب نے میاں خلیل احمد صاحب کا تعارف کروایا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے فارسی تو پڑھی ہو گی۔ انہوں نے فرمایا کہ گزارہ کر لیتے ہیں اور پشتو کا بھی گزارہ کر لیتے ہیں۔ یہ زبانیں بولنے والے ہمارے مرید ہیں۔ میڈم نے پوچھا کہ آپ سجادہ نشین ہیں؟ اس کے جواب میں میاں خلیل احمد صاحب نے کہا کہ سجادہ نشین تو حضرت صاحب ہیں (میاں جمیل احمد صاحب)۔ پھر مہمانوں نے کھانا شروع کیا۔ میڈم نے میاں خلیل احمد صاحب سے کہا کہ آپ بھی کھائیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی آمد کی خبر سے پہلے میں نے کھانا کھا لیا تھا۔

ڈائننگ روم میں میاں صاحب کی طرف سے مہمانوں کو پر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ حسب سابق معروف صاحب کھانا کھلانے پر مامور تھے اور حسب معمول ضرورت سے زیادہ پلیٹوں میں ڈال دیتے تھے۔ پھر فروٹ بھی مہمانوں کو پیش کیا گیا اور چائے بھی پیش کی گئی۔ کھانے کے بعد میاں صاحب نے دعا مانگی۔ کھانے پر میں نے میڈم کو بتایا کہ میاں صاحب نے مجھے بتایا کہ ایک بار حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ نے حساب رکھا ہے کہ کتنی مالیت کی کتابیں آپ نے بلا قیمت تقسیم کی ہیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ میں نے ایسا حساب نہیں رکھا۔ اس پر حکیم صاحبؒ نے کہا کہ میرے اندازے کے مطابق اب تک آپ تقریباً دو کروڑ روپے کی کتابیں بلا قیمت تقسیم کر چکے ہیں۔ اس پر میاں صاحب نے اس بات کی تصدیق کی کہ حکیم صاحب سے یہی بات ہوئی تھی۔

Marfat.com

کھانے کے بعد ڈاکٹر صاحبہ نے میاں خلیل احمد صاحب سے پوچھا کہ پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ کی خانقاہیں کون کون سی ہیں۔ میاں خلیل احمد صاحب نے متعدد خانقاہوں کے نام لیے اپنی درگاہ کا نام نہ لیا۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحب نے فرمایا اور پنجاب میں شرقپور شریف کی خانقاہ۔ دوران گفتگو میاں صاحب نے سعدیؒ کا یہ فارسی شعر بھی پڑھا تھا:۔

ہر کجا چشمۂ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

میاں خلیل احمد صاحب نے بھی فارسی کا ایک شعر پڑھا تھا' لیکن اس کو میں اپنے روزنامچہ میں محفوظ نہ کرسکا۔

اس کے بعد میاں صاحب نے مہمانوں سے کہا کہ آپ تشریف لے چلیں۔ ڈاکٹر صاحبہ سے کہا کہ آپ تشریف رکھیں۔ چنانچہ ہم سب اٹھ کر میاں صاحب کے کمرے میں آگئے۔ اس کے بعد ہم نے نماز ظہر ایک اور ملحقہ کمرے میں ادا کی۔ بعد ازاں میاں صاحب کے کمرے میں آگئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحبہ بھی تشریف لے آئیں۔ انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب نے ان کی ملاقات میاں صاحب کے افراد خانہ (خواتین اور بیٹیوں) سے کروائی ہے۔ ان میں ان کی بیگم' بہوئیں' پوتیاں اور میاں صاحب کے بیٹے بھی شامل تھے۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ کا تعارف افراد خانہ سے کروایا اور کہا کہ اس طرح تعلیم حاصل کرنی چاہیے جیسی ڈاکٹر صاحبہ نے کی ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ (ڈاکٹر صاحبہ) کے پاس وقت ہو تو مدرسے کی طالبات کو کسی دن لیکچر بھی دیں۔ بقول ڈاکٹر صاحبہ یہ ملاقات بہت اچھی رہی۔ میاں صاحب نے

Marfat.com

ڈاکٹر صاحبہ کو تحفہ (ایک سوٹ) بھی دیا جس کے بارے میں ڈاکٹر صاحبہ نے ہمیں بعد میں بتایا۔

بعد میں حضرت میاں صاحب بھی تشریف لے آئے۔ اس دوران نور اسلام کے اشاریے کے بارے میں بات شروع ہو چکی تھی۔ میں نے ڈاکٹر صاحبہ کو بتایا کہ اس کا خاکہ میرے مشورے سے بنایا گیا ہے۔ اس میں صرف لکھنے والے (Contributor) کے نام سے رسائی (Approach) ہوگی۔ میں نے بتایا کہ شروع میں تین طرح کی رسائی دینے کا سوچا تھا۔ مصنف' عنوان اور موضوع' لیکن جب معروف صاحب سے میٹنگ ہوئی تو کام کرنے والے فنی ماہرین کی کمی اور وقت کی کمی کی وجہ سے لکھنے والوں کے نام سے رسائی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

معروف صاحب نے نمونہ کے طور پر اشاریہ کے اندراج کی ایک سلپ ڈاکٹر صاحبہ کو دکھائی۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ عنوان سے رسائی (Title approach) بھی ہونی چاہیے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ محققین عام طور پر موضوع سے رسائی کرتے ہیں۔

معروف صاحب نے وضاحت کی کہ اگر اشاریہ تین سو صفحات کا ہو اور باقی مقالات دو سو صفحات کے ہوں تو کیا یہ اچھا لگے گا یعنی نور اسلام کے پچاس سالہ نمبر کے مقالات کی صفحات۔ ان کی یہ بات بہت معقول تھی۔ آخر میں ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ جیسے مناسب ہو کر لیں۔ میں نے اس مقام پر وضاحت کی کہ ہم نے بنیادی طور پر اشاریے کے یہ حصے بنائے ہیں۔ مقالات' منظومات اور اداریے۔ منظومات میں حمد' نعت اور منقبت ہے اور اس کی ذیلی ترتیب شاعر کے نام سے الفبائی ہے۔ اس طرح ایک

Marfat.com

لکھنے والے کی تمام تخلیقات اکٹھی ہو جائیں گی۔ اسی طرح مقالات میں بھی ایک لکھنے والے کی تمام تحریریں اکٹھی ہو جائیں گی۔ میاں صاحب ہماری گفتگو بہت غور سے سنتے رہے۔ اس موضوع پر بات کرنے کے لیے میں نے میاں صاحب سے بطور خاص اجازت لی تھی ورنہ تو مہمانوں کے جانے کی باتیں ہو رہی تھی۔ میں نے میاں صاحب سے کہا تھا کہ اگر اجازت ہو تو اشاریے کے متعلق بات کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور بات کر لیں۔

بعد میں ہم نے میاں صاحب سے اجازت لی۔ آخر میں مَیں نے میاں صاحب سے دعا کی استدعا کی۔ ہم تینوں (ڈاکٹر صاحبہ، علیم تفضّل صاحب اور راقم السطور) گاڑی تک آئے اور اس میں بیٹھ کر آسانہ عالیہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی طرف روانہ ہوئے۔ آستانہ کے قریب ایک قبرستان ہے۔ وہاں ایک جنازہ کے ساتھ بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے اور تدفین کے بعد واپس جا رہے تھے۔ ہم آسانہ عالیہ تک پہنچے۔ ایک درویش نے میڈم کو ایک خاص مقام سے آگے جانے سے روکنے کی کوشش کی، لیکن ان کو بتایا گیا کہ یہ حضرت میاں صاحب کے مہمان ہیں۔ آسانہ عالیہ کا دروازہ بھی کھلوایا گیا۔ میں گلاب کے پھولوں کے دو شاپر لے گیا تھا۔ ایک میڈم کو دینے کے لیے اور ایک اپنے لیے۔ ہم تینوں حضرت شیر ربانیؒ کے مزار کے قریب کھڑے ہو گئے۔ مزار پر پھول ڈالے۔ سلام پیش کیا اور دعا پڑھی۔ کچھ دعائیں بھی کرتے رہے۔ علیم تفضّل صاحب نے میڈم کو کمرے میں موجود تین مزارات کے بارے میں بتایا۔ پھر ہم وہاں سے واپس ہوئے۔ راستے میں میاں صاحب کے چھوٹے بیٹے غلام نقشبندؒ کا مزار تھا۔ میں نے اس کے بارے میں ڈاکٹر

Marfat.com

صاحبہ کو بتایا۔ پھر ہم گاڑی کی طرف آئے۔ ہمارے ساتھ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب اور امام علی صاحب بھی بیٹھ گئے۔ ہم قریباً پونے چار بجے ڈاکٹر صاحبہ کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ پھر علیم صاحب نے مجھے مسجد حمزہ کے قریب ڈراپ کیا۔ میں قریباً سوا چار بجے گھر پہنچ گیا۔ علیم صاحب' شیراز صاحب اور امام علی صاحب گاڑی میں چلے گئے۔

۳۰۔جنوری ۲۰۰۶ء

میاں صاحب نے ایک علمی اجلاس بلایا

بروز اتوار ۲۹۔جنوری ۲۰۰۶ء قریباً گیارہ بجے قبل دوپہر معروف صاحب نے مجھے گاؤں (چک نمبر ۱۳۲۔گ۔ب ضلع فیصل آباد) میں فون کیا کہ میاں صاحب نے کل ایک بجے بعد دوپہر کے قریب چند سکالرز/ احباب کو بلایا ہے۔ اگر آپ کل آ جائیں تو ہم آپ کو ''بیت النور'' ہوٹل لے جائیں گے۔ چنانچہ ہم ۳۰۔جنوری ۲۰۰۶ء ساڑھے آٹھ بجے صبح گاؤں سے روانہ ہوئے' نو بجے گاڑی پر ڈجکوٹ پہنچ گئے۔ دس بجے فیصل آباد آ گئے۔ سوا دس بجے لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور سوا بارہ بجے لاہور نیازی کے اڈہ پر پہنچ گئے۔ ساڑھے بارہ بجے گھر آ گئے۔ میں نے معروف صاحب کو فون کیا اور بتایا کہ میں آ گیا ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں بیس منٹ میں گاڑی لے کر آتا ہوں تاکہ آپ کو لا سکوں۔

معروف صاحب ایک بجے کے قریب آ گئے اور ہم ''بیت النور'' ہوٹل نزد ڈاکٹر ہسپتال پہنچ گئے۔ میاں صاحب وہاں پہلے سے موجود تھے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ'

Marfat.com

ان کے شوہر ڈاکٹر صابر علوی صاحب، پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب اور پروفیسر محمد رفیق استاد (شعبہ فارسی، جی۔سی۔ یونیورسٹی، لاہور) بھی ان کے ساتھ آئے۔ علیم تفضّل صاحب ان کو گاڑی میں لے کر آئے۔ امام علی صاحب بھی آ گئے۔ میاں صاحب بھی ہمارے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد محمد عالم مختار حق صاحب بھی آ گئے۔

ڈاکٹر صاحبہ نے مجھے بتایا کہ مطلوبہ کتب کے بارے میں محمد اقبال مجددی صاحب سے بات ہوئی ہے۔ تکملہ سیر الاولیاء[۵۵] (فارسی) ان کے پاس موجود ہے۔ ان سے یہ کتاب لے کر اس کی فوٹو کاپی کروالی جائے گی۔ مجددی صاحب نے بتایا کہ مناقب سلیمانیہ از مولوی احمد یار عالم صاحب کے پاس ہے۔ گزشتہ سال لے کر آئے تھے، لیکن ڈاکٹر صاحبہ نے یہ کتاب واپس کر دی تھی۔ (مجددی صاحب کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ یہ دراصل مناقب سلیمانی غلام محمد جھجھری کی کتاب ہے جو عالم صاحب کے پاس موجود ہے۔ انہوں نے ۳۱۔ جنوری ۲۰۰۶ء کو مجھے فون پر بتایا۔ مولوی احمد یار کی مناقب نہیں ہے۔ مناقب سلیمانی کی فوٹو کاپی تو پہلے سے ہمارے پاس موجود ہے)۔ مجددی صاحب نے تین صفحے کا ایک نوٹ ڈاکٹر صاحبہ کے لیے لکھا تھا۔ اس کی نقل (فوٹو کاپی) میاں صاحب کو بھی دی۔ اس نوٹ کے آخری صفحہ پر انہوں نے مشائخ نقشبندیہ کا وسط ایشیا سے ہندو پاکستان میں آنے کا نقشہ بنایا ہوا تھا۔ اس کو ڈاکٹر صاحبہ نے بھی دیکھا اور میاں صاحب نے بھی۔ (ڈاکٹر صاحبہ کو شعبہ تاریخ، جامعہ پنجاب، لاہور میں ایک لیکچر دینا تھا۔ نوٹ غالباً اس سلسلے میں بنایا گیا تھا)۔

پھر حضرت میاں صاحب نے اپنے سلسلہ بیعت کا ذکر کیا کہ حضرت میاں شیر

Marfat.com

ربانیؒ بابا امیر الدینؒ[56] (مقیم کوٹلہ شریف) کے مرید تھے اور وہ حضرت امام علی شاہ صاحب مکان شریفیؒ[57] کے مرید تھے اور وہ حضرت شاہ حسینؒ کے مرید تھے۔ اس طرح میاں صاحب نے کافی نام گنوائے۔ پھر انہوں نے اپنے بزرگوں کے بارے میں بتایا کہ وہ افغانستان سے آ کر قصور میں آباد ہوئے۔ پھر حجرہ شاہ مقیم میں بھی رہے۔ پھر شرقپور شریف آ گئے۔ اس طرح ان کے تعلقات دوسرے سلاسل تصوف کے ساتھ بھی رہے۔

اس کے بعد کھانا کھایا گیا۔ معروف صاحب حسب معمول کھانا کھلانے پر مامور تھے یعنی پلیٹوں میں خوردنی اشیاء ڈالتے رہے۔ کھانے کے بعد مہمانوں کو چائے بھی پیش کی گئی۔

پھر میاں صاحب نے حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کا ذکر کیا اور بتایا کہ "نور اسلام" تو میں نکالتا ہی تھا۔ پھر کچھ مضامین اکٹھے کر کے شیر ربانیؒ نمبر[58] نکالا۔ جب میرا حکیم صاحب کے ساتھ تعلق ہوا تو انہوں نے کہا کہ پرچہ تو آپ نکالتے ہی ہیں۔ اس پرچے کا شیر ربانیؒ نمبر جاندار ہے۔ میاں صاحب نے مزید بتایا کہ حکیم صاحبؒ بے نظیر انسان تھے۔ اپنے احباب اور قریبی تعلق والے حضرات سے پہلے دن کی ملاقات سے لے کر آخر تک ایک سطح کے تعلقات رکھتے تھے یعنی ان میں وضع داری بہت زیادہ تھی۔ گفتگو جاری رکھتے ہوئے میاں صاحب نے مزید بتایا کہ نور اسلام کے شیر ربانیؒ نمبر کے بعد حکیم صاحب کہنے لگے کہ امام اعظم نمبر[59] نکالیں۔ میں نے کہا کہ لکھے گا کون؟ انہوں نے کہا کہ اس کا انتظام بھی ہو جائے گا۔ ان کا ایک اپنا حلقہ تھا جس میں لکھنے والے بھی تھے۔ چنانچہ امام اعظم نمبر نکالا۔ ان سب (خصوصی نمبروں) میں حکیم صاحب کا مشورہ اور مدد شامل رہی۔

Marfat.com

۱۹۔دسمبر ۲۰۰۶ء

میاں صاحب نے بیت النور میں ایک علمی اجلاس بلایا

آج ۱۹۔دسمبر ۲۰۰۶ء کو میاں صاحب نے ''بیت النور'' میں ایک علمی اجلاس بلایا جس میں درج ذیل اسکالرز نے شرکت کی:۔

۱) ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (۲) ڈاکٹر صابر علوی صاحب (۳) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (۴) پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب (۵) پروفیسر علیم تفضّل صاحب (۶) سید جمیل احمد رضوی صاحب (۷) چوہدری محمد حنیف صاحب (۸) محمد عالم مختار حق صاحب (۹) محمد شیراز فیض بھٹی صاحب (۱۰) امام علی صاحب

اس کی آڈیو کیسٹ معروف صاحب کو مل گئی ہے۔ یہ بہت بھرپور میٹنگ تھی۔ اس میں فاروقی صاحب نے لائبریریوں کے بارے میں کچھ باتیں کی تھیں۔ پروفیسر مجددی صاحب نے بھی اسی حوالے سے کچھ گفتگو کی تھی۔ اٹھائے گئے نکات کا جواب میں نے دیا تھا اور چوہدری محمد حنیف صاحب نے بھی۔ فاروقی صاحب کی باتوں میں حسب معمول مزاح کا پہلو بھی شامل تھا۔ فاروقی صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ کو کتابوں کا ایک سیٹ (Set) بھی پیش کیا تھا جس میں شاید روضۃ القیومیہ بھی شامل تھی۔ (اس اجلاس کی پوری روداد اپنے روزنامچے میں نہ لکھ سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ گفتگو ریکارڈ ہو رہی تھی اور غالباً یہ شائع بھی ہو چکی ہے)۔ میٹنگ کے بعد جب میں نے میاں صاحب سے مصافحہ کیا تو آپ نے خوش طبعی سے مسکرا کر فرمایا کہ میں زیادہ خاموش رہا

Marfat.com

تا کہ شرکاء یہ نہ کہیں کہ بابا بہت بولتا ہے۔[60]

نوٹ: ماہ دسمبر میں میاں صاحب سے اسی ہوٹل "بیت النور" میں ایک اور ملاقات ہوئی تھی۔میاں صاحب نے کھانے پر چند اسکالرز کو بلایا تھا۔اس میں شرکاء کے نام یہ ہیں۔

۱) ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ

۲) سید جمیل احمد رضوی صاحب

۳) پروفیسر علیم تفضّل صاحب

۴) محمد معروف احمد شرقپوری صاحب۔

شاید کوئی اور صاحب بھی شامل تھے۔اس کی روداد میرے روزنامچے میں نہیں لکھی گئی۔

۳۔دسمبر ۲۰۰۷ء

میاں صاحب نے پروفیسر محمد مسعود احمد سے ملاقات کا اہتمام کیا اور علمی اجلاس منعقد کیا

آج بیت النور لاہور میں میاں صاحب نے ساڑھے نو بجے صبح بلایا تھا۔وہاں ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی[61] (م ۲۰۰۸ء) کے لیے میاں صاحب سے ملاقات کا وقت مقرر تھا۔معروف صاحب نے اس کے متعلق مجھے تین چار روز پہلے بتادیا تھا۔ چنانچہ معروف صاحب محمد حیات نقشبندی مجددی صاحب کی گاڑی میں مجھے لینے کے لیے سوا آٹھ بجے صبح آ گئے۔جانے کا وقت ساڑھے آٹھ بجے سے لے کر پونے نو بجے

Marfat.com

تک کا مقرر تھا۔ میں جلدی میں تیار ہو گیا۔ جب میں گاڑی میں بیٹھا تو دیکھا کہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب اور بابا حیات صاحب (محمد حیات نقشبندی مجددی) بیٹھے ہوئے تھے۔ بابا جی گاڑی چلا رہے تھے۔ علیک سلیک کے بعد میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھ معروف صاحب بھی بیٹھ گئے۔ ہم محمد عالم مختار حق صاحب کے مکان کے قریب گئے۔ وہ پہلے سے تیار ہو کر چوک کے قریب کھڑے تھے۔ ان کو فاروقی صاحب نے پہلے سے فون کر دیا تھا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ معروف صاحب موٹر سائیکل والے کے ساتھ پہلے ہی بیٹھ گئے تھے۔ وہاں سے ہم پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کے ہاں گئے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ہم قریباً سوا نو بجے ہوٹل بیت النور پہنچ گئے۔ وہاں میاں صاحب پہلے ہی سے تشریف فرما تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔

ہم وہاں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ناشتے کے لئے خوردنی اشیاء میزوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ ساڑھے نو بجے کے قریب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اپنے بھانجے کے ہمراہ آ گئے۔ ان کے بھانجے اسلام آباد میں ہوتے ہیں۔ حاضرین کا ڈاکٹر صاحب سے تعارف کروایا گیا۔ پھر ناشتہ کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب میاں صاحب کے ساتھ مسہری پر بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ پروفیسر محمد اقبال مجددی کرسی پر بیٹھ گئے اور ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ نقشبندی مخطوطات کے بارے میں بتائیں جن کو ایڈٹ کر کے شائع کیا جا سکے۔ ڈاکٹر صاحب نے چھ رسالوں کا ذکر کیا۔

یہاں پر اس امر کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناشتے کے وقت میں (راقم

Marfat.com

السطور) نے ڈاکٹر صاحب سے جہان امام ربانی [۶۲] کی جلد یازدھم میں اشاریے کے بارے میں بات کی اور کہا کہ اس کی تیاری میں میری مشاورت بھی شامل رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اعتراف کیا کہ یہ کام آپ کی نگرانی میں ہوا ہے۔ میں نے جب اشاریہ موضوعات کے متعلق استفسار کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ایک جلد اس کی شائع ہوگی۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔ اس کتاب (جہان امام ربانی) کی تین جلدیں اور شائع ہوں گی۔ ان کو باقیات جہان امام ربانی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ عالم صاحب نے کہا کہ یہ عنوان نہ دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کا پیغام مل گیا ہے۔ اس کے بعد عالم صاحب قرآن مجید مع ترجمہ کی بات ڈاکٹر صاحب سے کرنا چاہتے تھے۔ یہ شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے جو غالباً ڈاکٹر صاحب کے والد صاحب نے کیا تھا۔ اس کی اشاعت میں کچھ اغلاط رہ گئی تھیں، عالم صاحب ان کی نشاندہی کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے ڈاکٹر صاحب، عالم صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے بھانجے الگ ایک صوفہ پر بیٹھ گئے اور اس سلسلے میں بات کی۔

ڈاکٹر صاحب دوبارہ میاں صاحب کے قریب مسہری پر آکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے کہا کہ اب اجازت لیتا ہوں۔ اب فاروقی صاحب گویا ہوئے اور انہوں نے گل فشانی شروع کی اور خوشبو والی باتیں کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ آپ دونوں حضرات نے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے بہت کام کیا ہے۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ محمد اقبال مجددی صاحب نے بھی بہت کام کیا ہے۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ ہاں، انہوں نے بہت کام کیا ہے۔ آپ کام چھپواتے ہیں اور یہ چھپاتے ہیں۔ جب ہم ان سے ملنے کے

Marfat.com

لیے جاتے ہیں تو یہ ہمیں چائے پلا کر بھیج دیتے ہیں' اپنی لائبریری تک نہیں لے جاتے۔ اگر ہمیں کوئی کتاب دیکھنی ہو تو خود لا کر دکھاتے ہیں۔

فاروقی صاحب نے رجال الغیب کے حوالے سے بھی باتیں کی۔ میں نے فاروقی صاحب کو متوجہ کیا کہ عالم صاحب کے بارے میں بھی بات کریں' کیوں کہ فاروقی صاحب نے دیگر حضرات کی تعریف کی تھی۔ ہم دونوں کی بھی (چوہدری محمد حنیف صاحب اور راقم السطور کی بھی)۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ یہ دونوں اگرچہ سرکاری ملازم ہیں' لیکن بہت کام آنے والے ہیں۔ پھر فاروقی صاحب نے عالم صاحب کی بہت تعریف کی۔

جب بات ختم ہونے کو تھی تو میں نے ایک منٹ کے لئے اجازت لے کر فاروقی صاحب کے متعلق چند کلمات تحسین کہے اور کہا کہ ان کی باتوں سے خوشبو آتی ہے اور یہ قلب و روح کو معطر کر دیتی ہے۔ ان کی خطابت بہت دلچسپ ہوتی ہے۔

اس کے بعد میں نے درج ذیل تین کتابیں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کیں۔

۱) مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں) [از سید جمیل احمد رضوی]

۲) پروفیسر محمد صدیق صاحب مرحوم (م ۲۸ نومبر ۲۰۰۷ء) کی حکیم صاحب کے بارے میں کتاب (احوال و آثار حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

۳) تذکار موسیٰ از سید محمد محمود مہجور رضوی گجراتی

ڈاکٹر صاحب نے پیکٹ لے کر اپنے بھانجے کے حوالے کر دیا۔ میں نے ''تذکار موسیٰ'' کا ایک نسخہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا۔

Marfat.com

پھر ڈاکٹر صاحب نے جانے کے لیے اجازت لی۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ان کی گاڑی تک گئے اور سب نے وہاں ان سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور چلے گئے۔ ہم کمرے میں واپس آ گئے اور اسی کمرے میں بیٹھ گئے جہاں ناشتہ کیا تھا۔ معروف صاحب نے پوچھا کہ چائے کا ایک اور کپ ہو جائے۔ میں نے کہا کہ فاروقی صاحب سے پوچھیں۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ اچھا ہے اگر گرم چائے مل جائے۔ ہم نے پھر چائے پی۔ اس دوران میاں صاحب سے باتیں بھی ہوتی رہیں۔ پھر ہم نے میاں صاحب سے اجازت لی۔ معروف صاحب نے مٹھائی کا ایک ایک ڈبہ ہمیں میاں صاحب کی طرف سے پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے بھانجے کو بھی مٹھائی کا ایک ایک ڈبہ پیش کیا گیا تھا۔ اس طرح ہم میاں صاحب کو سلام کر کے بیت النور سے باہر آ گئے اور باباجی حیات صاحب کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ محمد اقبال مجددی صاحب اسکیم موڑ پر گاڑی سے اتر گئے۔ میں چھپڑ سٹاپ پر اتر گیا اور عالم صاحب فاروقی صاحب کے ساتھ مکتبہ نبویہ نزد دربار داتا صاحب کی طرف چلے گئے۔

۲۔ ستمبر ۲۰۰۸ء

میاں صاحب کا فروٹ کا تحفہ

آج میاں صاحب نے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کے ہاتھ فروٹ کی پیٹی بھیجی۔ اس میں دیگر پھلوں کے علاوہ کیلا اور پپیتہ کے دو دانے بھی تھے۔ راقم السطور کی اہلیہ کو ٹائیفائیڈ بخار رہا تھا۔ الحمد للہ چند روز پہلے بخار اتر گیا۔ پیٹ کی سختی کی شکایت کر رہی تھیں۔ اس کے لیے پپیتہ بہت مفید ہوتا ہے۔ حضرت میاں صاحب نے پہلی بار پپیتہ بھیجا۔ اس سے میرا ذہن فوراً اپنی زوجہ کی تکلیف کی طرف مائل ہوا اور پپیتہ کے

Marfat.com

فوائد ذہن میں آنے لگے۔ چنانچہ ان کو اسی روز دوبار پپیتہ کھلایا گیا جس سے ان کی پیٹ کی تکلیف میں کافی افاقہ ہوا۔ پیٹ کی سختی نرمی میں بدل گئی۔ پھر ہم نے ان کو کافی دنوں تک پپیتہ کھلایا۔ اس سے ان کی تکلیف رفع ہوگئی۔ اس سے اللہ والوں کی کرامت کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیلا عزیزہ نقیہ زہراء (راقم کی پوتی) کو کھلانے کے لیے ڈاکٹر نے بتایا تھا۔ اللہ والے صاحبان بصیرت ہوتے ہیں۔ ان کی نظر بہت دور تک دیکھتی ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۲۱۔فروری ۲۰۰۹ء

حضرت میاں صاحب سے ملاقات

آج بتاریخ ۲۱۔فروری ۲۰۰۹ء قریباً چار بجے سہ پہر معروف صاحب کا فون آیا کہ آج آٹھ بجے شام کے قریب ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی میاں صاحب سے ایک ملاقات طے کی گئی ہے جس میں میاں صاحب چاہتے ہیں کہ راقم السطور بھی شامل ہو اور لوگوں سے بھی رابطے کیے جا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد بتایا جائے گا کہ آپ کو لینے کے لیے گاڑی لے کر کون آئے گا۔ بعد میں ایک دوبار رابطے کے بعد معروف صاحب نے بتایا کہ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب گاڑی لے کر ساڑھے سات بجے آپ کے پاس آئیں گے۔ پھر آپ ان کے ساتھ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحب کی رہائش گاہ (واقع شاہ جمال) جائیں گے اور آٹھ بجے کے قریب ہوٹل بیت النور پہنچ جائیں گے۔ یہ دراصل رات کے کھانے کی دعوت تھی۔

Marfat.com

شیراز بھٹی صاحب قریباً آٹھ بجے گاڑی لے کر آ گئے۔ رش کی وجہ سے انہیں آنے میں تاخیر ہوئی۔ ہم قریباً ساڑھے آٹھ بجے شاہ جمال کے کوارٹرز پہنچ گئے۔ وہاں سے ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ کو ساتھ لیا۔ ہم تقریباً نو بجے ہوٹل بیت النور پہنچ گئے۔ وہاں میاں صاحب پہلے ہی موجود تھے۔ ان کو سلام کرنے کے بعد ہم کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) بھی آ گئے۔ اس طرح مہمانوں کی تعداد تین ہو گئی۔

کھانے پر ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ سے مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں بالخصوص پاکستان کے موجودہ حالات زیر بحث رہے۔ گفتگو میں شامل ہم لوگ اپنے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے رہے اور وطن عزیز کی سلامتی، استحکام اور ترقی کے لیے دعا گو رہے۔ اس ضمن میں نئی تعلیمی پالیسی کے بارے میں خبر بھی زیر بحث رہی بالخصوص انگریزی کو پہلی جماعت ہی سے لازمی قرار دینے کی تجویز پر سخت تنقیدی زاویہ نظر سامنے آیا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ برطانوی عہد میں بھی انگریزی کو پہلی جماعت سے لازمی قرار نہیں دیا گیا تھا۔ چھٹی جماعت سے انگریزی پڑھائی جاتی تھی، لیکن ہمارے راہنما انگریزوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔

گفتگو کے دوران اکثر میاں صاحب بھٹی صاحب سے پوچھتے کہ کیا بات ہوئی ہے۔ بھٹی صاحب اس بارے میں ان کو بتاتے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میرے دائیں کان میں ثقل سماعت ہے۔ بائیں کان کی سماعت صحیح ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ ہم آپ کے بیڈ (Bed) کے قریب اس طرف آ کر بیٹھ جاتے ہیں جہاں سے آپ آسانی سے بات چیت سن سکیں۔ چنانچہ ہم میاں صاحب کے بیڈ کے قریب

Marfat.com

کرسیاں رکھ کر بیٹھ گئے اور بات چیت شروع ہوئی۔

حضرت میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ سے فرمایا کہ آپ کی بہو چینی ہے۔اس کی زبان بھی چینی ہوگی۔اس سے ارشادات مجدد الف ثانی [۶۳] کا چینی میں ترجمہ کروا دیں۔ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ مکتوبات امام ربانی ایک علمی کتاب ہے۔وہ اس کا ترجمہ نہیں کر سکے گی۔میاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے ارشادات کا پشتو زبان میں ترجمہ کروا کر شائع کر دیا ہے۔اب اگر چینی زبان میں ترجمہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ہم اس کو شائع کریں گے۔میاں صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ اپنی بہو کی راہنمائی کریں تو وہ ترجمہ کر سکتی ہے۔ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ میرا بیٹا کیمرج' لندن میں پی ایچ۔ڈی کر رہا ہے۔بہو اور بچہ وہاں ہی ہے۔میں مانٹریال' کینیڈا میں ہوں۔یہ بھی بتایا کہ وہ اردو نہیں جانتی۔آخر میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ اگر کسی چینی طالبہ/ طالب علم نے پی ایچ۔ڈی میں داخلہ لیا اور اگر اس سے ترجمہ کروانا ممکن ہوا تو آپ کی بات کو یاد رکھوں گی۔اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ چلو بات کسی نتیجے پر پہنچی۔

ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ آپ کی ذات کا بہت فیض ہے۔آپ بہت سے علمی کام کروا رہے ہیں۔آپ کے فٹ سولجرز (Foot soldiers) یعنی پیادے کام کرتے ہیں جن میں سے چند کے نام بھی لیے۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ میں تو کچھ بھی نہیں۔جب میرے والد صاحب (حضرت ثانی صاحبؒ) کا انتقال ہوا تو میری عمر تیئس سال کی تھی۔انہوں نے آخری دنوں میں فرمایا تھا کہ اللہ تمہیں عزت دے گا اور جس کام میں تم ہاتھ ڈالو گے وہ ان شاء اللہ مکمل ہوگا یا اس میں کامیاب رہو گے۔بس ان کی دعاؤں سے کام چل رہا ہے۔ڈاکٹر

Marfat.com

صاحبہ نے فرمایا کہ یہ تو آپ کا انکسار ہے۔ پھر میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کی بات سنائی کہ ان کی عمر اب ۸۵ سال کے قریب ہے۔ وہ انگریزی کے استاد (پروفیسر) رہے ہیں۔ اسلامیہ کالج سے ریٹائر ہوئے۔ اب وہ سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کا کام دیکھتے ہیں۔ پھر میاں صاحب نے تفصیل کے ساتھ ان کی حضرت ثانی صاحبؒ سے ارادت کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس واقعہ کو قدرے اختلاف کے ساتھ بیان کیا۔

فرمانے لگے کہ ساہیوال سے آگے ایک بڑا لینڈ لارڈ (بڑا زمیندار) تھا۔ اس کا بیٹا چیف کالج میں پڑھتا تھا۔ اس کی تعلیمی حالت کمزور تھی۔ کالج انتظامیہ نے کہا کہ تعطیلات ہو رہی ہیں۔ تمہارا تعطیلات کے بعد ٹیسٹ لیا جائے گا۔ اگر پاس نہ ہو سکے تو تمہیں کالج سے نکال دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے والد نے پروفیسر منور حسین صاحب کی خدمات حاصل کیں اور ان سے کہا کہ آپ تعطیلات میں ہمارے پاس آ جائیں اور بچے کو پڑھائیں۔

وہ بہت امیر آدمی تھے۔ کھانے پینے کی بہتات تھی۔ مرغن غذائیں کھانے کو ملیں، مکھن وغیرہ۔ اس کے نتیجے میں پروفیسر صاحب بیمار ہو گئے۔ زمیندار کا بیٹا تو نہ صرف ٹیسٹ میں پاس ہو گیا بلکہ کلاس میں فسٹ آیا' لیکن پروفیسر صاحب علیل ہو گئے۔

ان کو کسی نے کہا کہ آپ اس مرض کے لیے شہد استعمال کریں۔ چوک دالگراں اور چوک برف خانہ کے قرب و جوار میں عطاروں کی دکانیں تھیں اور اطباء کی بھی۔ ایک دکاندار نے کہا کہ میرے پاس شہد ہے۔ چار روپے کلو کی شرح سے ملے گا۔ انہوں نے چار کلو شہد خرید لیا۔ لیکن جلد ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ شہد خالص نہیں ہے۔

Marfat.com

اس میں چینی ملائی ہوئی ہے۔

ایک روز پروفیسر صاحب نے کلاس میں دوران لیکچر کہا کہ مجھے خالص شہد کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی طالب علم قیمتاً لا سکے تو میں رقم ادا کر دوں گا۔ ایک طالب علم (منصور نامی، جواب ایڈووکیٹ ہے) نے کہا کہ شرقپور سے خالص شہد مل جاتا ہے۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں ساتھ جاؤں گا، خود دیکھوں گا تب خریدوں گا۔ چنانچہ وہ اس طالب علم کے ہمراہ شرقپور آ گئے۔ بشیر نامی ایک دکاندار تھا، اس نے شہد دکھایا اور کہا کہ یہ خالص ہے۔ طالب علم نے ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا کہ یہاں ایک بزرگ (حضرت ثانیؒ صاحب) رہتے ہیں۔ ان سے بھی آپ مل لیں۔ چونکہ میرے سر پر ٹوپی نہیں ہے، اس لیے میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ پروفیسر صاحب خود اندرون شہر والی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں حضرت ثانی صاحبؒ موجود تھے۔ آپ نووارد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کس لیے آئے ہیں؟ پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔ فرمایا: کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کالج میں بچوں کو پڑھاتا ہوں۔ فرمایا: کام تو بہت اچھا کرتے ہو۔ یہ بھی کہا کہ آپ یہاں پندرہ منٹ بیٹھیں۔ میں اس وقت کے بعد دوبارہ آتا ہوں۔ جب آپ پندرہ منٹ کے بعد آئے تو آپ کے ہاتھ میں شہد کی ایک بڑی بوتل تھی۔ آپ نے مجھے کچھ شہد پانی میں ملا کر پلایا بھی اور کہا کہ شہد استعمال کیا کرو۔ میں شہد کی یہ بوتل لے کر بشیر کی دکان پر آ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ بہت خالص شہد ہے۔ شہد کے استعمال سے میری تکلیف رفع ہوگئی۔ اس طرح پروفیسر صاحب کا شرقپور شریف میں آنا جانا شروع ہو گیا۔ اب تک ان کی صحت اچھی ہے۔ خوب چلتے ہیں، لیکن میں تو اب اچھی طرح چل بھی نہیں سکتا۔

Marfat.com

بعدازاں میاں صاحب نے حکیم نیر واسطی اور حکیم ظفر یاب کا واقعہ سنایا کہ یہ بڑے میاں صاحبؒ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے پاس آئے۔ میاں صاحب نے ان دونوں کو کلاہ اور پگڑی عنایت کی۔ نیر واسطی صاحب نے تو ان کو احترام کے ساتھ رکھا، لیکن حکیم ظفر یاب نے احتیاط نہ برتی۔ نتیجۃً حکیم نیر واسطی کا کام اتنا وسیع ہوا کہ رات کو بھی مریضوں کی قطاریں لگی ہوتی تھیں۔ لیکن حکیم ظفر یاب کا کام زیادہ نہ چلا۔ وہ حضرت ثانی صاحبؒ کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ ہمیں وہ کلاہ اور پگڑی دیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ان ہی کا حصہ تھا، ہمارا نہیں ہے۔

اس طرح میاں صاحب نے اپنے بزرگوں کے حالات سنائے۔ اب قریباً گیارہ بجے شب کا وقت ہو رہا تھا۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ کو رخصت کیا اور بھٹی صاحب گاڑی میں ان کے ساتھ گئے تا کہ ان کو ان کی رہائش گاہ تک پہنچا آئیں۔

حضرت میاں صاحب نے راقم السطور اور چوہدری محمد حنیف صاحب دونوں سے کہا کہ آپ بیٹھیں۔ میاں صاحب نے اپنا تھیلا منگوایا۔ اس سے ایک کتاب شخصیات نامی[۶۴] از محمد ارشد القادری نکالی۔ یہ کتاب میاں صاحب کے زیر مطالعہ رہی تھی۔ اس میں آپ نے جابجا نشانات لگائے ہوئے تھے۔ بعض عبارتوں کے نیچے خط دیا ہوا تھا۔ اس کے صفحات ۱۳۹، ۱۴۰ اور ۱۴۱ پر تیغ علی کے حوالے سے لکھا ہوا تھا۔ میاں صاحب کے ارشاد پر میں نے ایک دو پیرے ذرا اونچی آواز میں پڑھے جن کو میاں صاحب اور حنیف صاحب دونوں نے بھی سنا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں اس میں دیئے گئے حوالوں کی تصدیق چاہتا ہوں۔ آپ دونوں اس کام میں میری مدد کریں۔ میں نے حنیف صاحب کو اس کتاب کا نام اور دیگر تفاصیل لکھ کر دیں۔ خود بھی

Marfat.com

کچھ نوٹ کیا۔ میاں صاحب نے کہا کہ یہ کتاب لاہور میں شائع ہوئی ہے اور مل بھی جاتی ہے۔ میں آپ کو بھجوادوں گا۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ ہم خود اس کو لائبریری کے لیے خرید لیں گے۔

میاں صاحب نے اپنے ذخیرۂ کتب کے لیے مزید کتابیں ارسال کرنے کے بارے میں چوہدری صاحب سے مشورہ کیا۔ چوہدری صاحب نے فہارس کتب کا ذکر کیا اور بتایا کہ میں نے معروف صاحب کو کچھ فہرستیں دی ہیں۔ اگر مطلوبہ کتب پر نشانات لگا دیے جائیں تو ہم ضروری کارروائی کے بعد لائبریری کے لیے خرید لیں گے۔ میاں صاحب نے بھی اس سلسلے میں کہا کہ کچھ کتابیں ہم بھی خرید کر ذخیرۂ کتب میں شامل کرنے کے لیے دیں گے۔

پھر میاں صاحب کے ارشاد پر میں نے موبائل پر محمد شیراز فیض بھٹی صاحب سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے ڈاکٹر صاحبہ کو ان کے گھر پر اتار دیا ہے۔ دس منٹ میں ہوٹل بیت النور واپس آتے ہیں۔ میں نے میاں صاحب کو یہ بات بتا دی۔

اسی دوران عزیز عقیل احمد سلمہٗ کا گھر سے فون آیا کہ آپ کب تک فارغ ہو جائیں گے۔ میں نے بتایا کہ بس تھوڑی دیر میں یہاں سے چل پڑیں گے اور میں چوہدری محمد حنیف صاحب کے ساتھ آؤں گا۔ اس کے بعد میاں صاحب نے ہمیں اجازت دے دی اور حنیف صاحب سے فرمایا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کو گھر پر چھوڑ کر آپ بند روڈ سے گھر چلے جائیں۔ چنانچہ حنیف صاحب نے ایسا ہی کیا۔

Marfat.com

۲۲۔فروری ۲۰۰۹ء

حضرت میاں صاحب کی تشریف آوری اور ذخیرۂ کتب کے حوالے سے بات چیت

آج قریباً ساڑھے نو بجے صبح میاں صاحب کا فون آیا اور انہوں نے احقر سے پوچھا کہ کیا آج آپ گھر پر ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں آدھ گھنٹے تک آپ کے پاس آؤں گا۔ آپ قریباً دس بجے تشریف لے آئے۔ ساتھ شیرینی کا تحفہ بھی لائے۔ بیس پچیس منٹ تک ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ میاں صاحب نے دو موضوعات پر بات کی۔

۱) آپ نے فرمایا کہ میرے ذخیرۂ کتب کی کتابیں جن کی فہرست ابھی تک نہیں بنی۔ لائبریری والے کہتے ہیں کہ وہ فہرست خود بنائیں گے اور کمپیوٹر میں فیڈ کر کے آن لائن کر دیں گے یعنی کمپیوٹر کے ذریعے انٹرنیٹ پر فہرست کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم اس کو کس طرح دیکھیں گے؟ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ اس کو ہر جگہ انٹرنیٹ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ میاں صاحب کو بتایا گیا کہ ابھی فہرست کی پہلی دو جلدوں کے اندراجات کمپیوٹر پر فیڈ کرنے کا کام مکمل نہیں ہوا اور نہ ہی ان کو آن لائن کیا گیا ہے۔ میاں صاحب نے پھر کہا کہ اس فہرست کو ہم جیسے لوگ کیسے دیکھ سکتے ہیں یعنی وہ فہرست کو کتابی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب نئی کتابیں (ساڑھے آٹھ سو کے قریب) کی معلومات کمپیوٹر میں فیڈ ہو جائیں

Marfat.com

گی تو ان کا پرنٹ لے کر دیکھا جا سکتا ہے یا ان کی ٹریسنگ لے کر چھاپا بھی جا سکتا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس کی نگرانی کون کرے گا؟ میں نے عرض کیا چیف لائبریرین (چوہدری محمد حنیف صاحب) سے مشورہ کروں گا۔ میرے ذمے جو خدمت یا کام آپ لگائیں گے' میں ان شاء اللہ اس کو ادا کروں گا۔ میں آپ کا خادم ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ اس بارے میں حنیف صاحب سے بات کریں۔

۲) دوسری بات جو میاں صاحب نے کی وہ یہ ہے کہ وڈے میاں صاحبؒ (میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے بارے میں جتنی کتابیں میرے اور حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے ذخائر کتب میں ہیں ان کی عکسی نقول کروانی ہیں۔ یہ نقول ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو پیش کرنی ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کام تو چیف لائبریرین صاحب (حنیف صاحب) کروا سکتے ہیں۔ ان سے بات کر لیتے ہیں بلکہ ان سے فون پر آپ کی بات کروا دیتا ہوں۔ میں نے موبائل پر ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔ شاید فون نمبر درست نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ میں پی ٹی سی ایل (لینڈ لائن) پر اندر جا کر فون کرتا ہوں۔ میاں صاحب نے کہا کہ آپ ساتھ چلیں ان کے پاس گھر جاتے ہیں۔ لیکن پہلے فون پر پتہ کر لیں کہ وہ گھر پر ہیں۔ میں نے اندر آ کر فون کیا تو وہ گھر پر مل گئے۔ میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ میں بھی ساتھ آؤں گا۔ میاں صاحب میرے پاس گھر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ڈرائنگ روم میں آ کر میاں صاحب کو بتایا کہ وہ گھر پر ہی

Marfat.com

ہیں اور کہتے ہیں کہ آ جائیں۔ اس کے بعد ہم گاڑی میں ان کے پاس پہنچے۔ میاں صاحب گاڑی ہی میں بیٹھے رہے اور کہا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) بات کریں گے۔ میں نے ان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر مختصر انداز میں دونوں نکات پر بات کی۔ چوہدری محمد حنیف نے کہا کہ کتابوں کی فہرست سازی کے بارے میں ہم دونوں میٹنگ کر لیں گے اور اس کا طریق کار طے کر لیں گے۔ دوسری بات کے بارے میں انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں کتابوں کی فہرست دے دیں۔ میں ان کی عکسی نقول دفتر میں لگی باہر والی مشین سے کر والوں گا۔ ان کی رنگ بائنڈنگ (Ring binding) بھی ہو جائے گا۔ دو دن درمیان میں ہیں (یعنی سوموار اور منگل)۔ شاید بدھ کو یہ عکسی نقول ڈاکٹر صاحبہ کو دینی ہیں۔ میاں صاحب نے کہا تھا کہ میں بدھ کو احقر (راقم السطور) کے گھر آ جاؤں گا۔ آپ میرے ساتھ لائبریری چلیں گے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کو دونوں باتوں کے بارے میں گاڑی میں بتا دیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔

میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کو گھر کے قریب اتارنا ہے۔ پھر ہم شرقپور شریف کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ راستے میں میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے مکان پر آنے کے لیے ایک راستہ ملتان روڈ سے بھی تو جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ چھپڑ سٹاپ سے سیدھا راستہ ہے۔ نور ناریاں والا نالے کا پل کراس / عبور کر کے آگے مسجد حمزہ آ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ والی گلی میں

Marfat.com

داخل ہونا ہے اور اس کی اندرونی تیسری گلی میں دائیں ہاتھ والا دوسرا مکان ہے۔ یہ بالکل سیدھا راستہ ہے۔ اس پر میاں صاحب نے یہ مصرع پڑھا:۔

راہ راست برو گرچہ دور است

میں نے کہا میاں صاحب اس کا دوسرا مصرع اس طرح ہے:۔

زن بیوہ مکن گرچہ حور است

اس مصرع پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اور کہتے کہ بیوہ کے ساتھ نکاح کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا: بے شک یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ لفظ بیوہ ہے جس کے معنی بدکار عورت کے ہیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ یہ پورا شعر اس کاپی پر لکھ دیں۔ حسب ارشاد میں نے شعر کاپی پر لکھ دیا۔ میاں صاحب اس شعر کو راستے میں گنگناتے رہے۔ مجھے مسجد حمزہ کے قریب اتار کر میاں صاحب گاڑی میں چلے گئے۔

اس روز جب میاں صاحب ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھے تو عزیز عقیل احمد سلمہٗ سادہ پانی لے کر آیا۔ میاں صاحب نے صرف سادہ پانی پینے پر اتفاق کیا تھا۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ یہ اب پنجاب پبلک لائبریری میں کام کرتا ہے۔ کل اس کی پروموشن کا کیس میٹنگ میں پیش ہوگا۔ دعا فرمائیں یہ کام ہو جائے۔ میاں صاحب نے فرمایا: اللہ کامیابی عطا کرے۔ چنانچہ اگلے روز وہ کیس میٹنگ میں پیش ہوا اور عزیز عقیل احمد کے حق میں فیصلہ ہوا یعنی یہ فیصلہ ہوا کہ سید عقیل احمد رضوی کو ۱۷واں اسکیل دے دیا جائے۔ الحمد اللہ رب العالمین۔ میاں صاحب ایک روز پہلے ہی مٹھائی لے کر آئے تھے۔ جو ہم نے محلے میں تقسیم کر دی تھی۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے وسیلے سے

Marfat.com

ایسے کام ہو جاتے ہیں۔ سچ کہا گیا ہے۔

گفتۂ او گفت اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

میں نے ۲۳۔فروری کو ساڑھے چھ بجے صبح حنیف صاحب کو اٹھارہ کتابوں کے نمبر لکھوا دیے۔ یہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے متعلق تھیں۔ سولہ ذخیرۂ کتب میاں صاحب میں اور دو ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ میں۔ چونکہ اس روز نو بجے میری ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کے ساتھ ان کے گھر میں میٹنگ تھی' اس لیے میں نے علی الصبح ہی یہ نمبران کو لکھوا دیے۔ یہ نمبر میں نے گھر میں موجود فہارس سے تلاش کر لیے تھے اور ان کی ایک فہرست بنالی تھی۔

۲۳۔فروری کی شام کو ہی حنیف صاحب نے مجھے فون کیا اور بتایا کہ ان سب کتابوں کی عکسی نقول بن گئی ہیں اور ان کی ٹیپ بائنڈنگ بھی ہو گئی ہے۔ انہوں نے دوسری اچھی خبر یہ سنائی کہ آپ کو مبارک ہو کہ عقیل شاہ صاحب کو ۱۷ واں اسکیل دینے کا فیصلہ میٹنگ میں ہو گیا ہے۔ وہ اس میٹنگ میں موجود تھے۔ ان کے بقول اراکین اجلاس کو حکومت کے ضابطے کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ ان کا حق ہے۔ ان کو ملنا چاہیے۔ دوسرے دو ارکان کے نام لے کر بتایا کہ ان کا رویہ بھی مثبت تھا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ تاریخ Confirmation سے یہ اسکیل ان کو دے دیا جائے۔

یہاں پر اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم حنیف صاحب کی طرف گاڑی میں جا رہے تھے تو میاں صاحب بار بار احقر کے گھر کا پتہ قریبی نشانات اور مقامات کے بارے میں پوچھتے رہے بلکہ مجھ پر کاپی پر ایڈریس اور راستے

Marfat.com

میں آنے والی جگہوں کے نام لکھوائے۔ ہوا یہ تھا کہ آج آتے ہوئے وہ گھر کا راستہ بھول گئے تھے۔ کوئی پرانا خادم ان کے ساتھ نہیں تھا۔ اس وجہ سے وہ محتاط تھے کہ اگلی بار آنے کی صورت میں ایسی صورت حال پیدا نہ ہو۔ مکان کا راستہ بھولنے پر میاں صاحب نے مجھ سے موبائل پر بات کی۔ میں نے کہا کہ میں بچے (عقیل احمد سلمہٗ) کو موٹر سائیکل پر بھیجتا ہوں وہ آپ کو لے آتا ہے۔ پھر میاں صاحب کے ڈرائیور نے عزیز سے بات کی۔ انہوں نے گرڈ اسٹیشن کے قریب ٹوٹل کے پٹرول پمپ کے قریب گاڑی روکی ہوئی تھی۔ اس نے عزیز کو گاڑی کا نمبر بھی بتایا۔ عزیز موٹر سائیکل پر گیا اور دس منٹ میں ان کو ساتھ لے آیا۔

۲۵۔فروری ۲۰۰۹ء

میاں صاحب کا ایک علمی اجلاس بلانا اور ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کا اپنا علمی سفر بیان کرنا

آج میاں صاحب نے ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو چائے پر ہوٹل بیت النور میں چار بجے سہ پہر بلایا۔ اس میں درج ذیل حضرات شریک ہوئے۔

۱) حضرت میاں جمیل احمد صاحب (صاحب صدر)

۲) ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مہمان خصوصی)

۳) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب' ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا' لاہور

۴) پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب' صدر شعبہ تاریخ' اسلامیہ کالج

Marfat.com

سول لائنز' لاہور

۵) محمد عالم مختار حق صاحب (معروف سکالر)

۶) کمانڈر ظفر صاحب از کراچی (میاں صاحب کے مرید)

۷) عطا اشرف صاحب (؟) (وکیل)

۸) پروفیسر علیم تفضّل صاحب (ڈی پی آئی آفس' لاہور)

۹) محمد شیراز فیض بھٹی صاحب' ایڈووکیٹ' لاہور ہائی کورٹ

۱۰) محمد معروف احمد شرقپوری صاحب' ایڈیٹر روزنامہ شیر ربانی' لاہور

۱۱) چوہدری محمد حنیف صاحب' چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۱۲) سید جمیل احمد رضوی (راقم السطور)

۱۳) ڈاکٹر سعید نیازی صاحب' ماہر امراض چشم' ہیلتھ سنٹر' جامعہ پنجاب' لاہور

۱۴) پروفیسر منور حسین صاحب' ریٹائرڈ پرنسپل' اسلامیہ کالج' ریلوے روڈ' لاہور

پہلے سب حاضرین نے چائے پی۔ پھر میاں صاحب نے معروف صاحب سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے بارے میں سترہ کتب کی عکسی نقول (مجلد) ڈاکٹر صاحبہ کو پیش کریں۔ معروف صاحب نے ان کو پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ہر ایک کتاب کے عنوان پر نظر ڈالی اور میاں صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ان کے بیڈ کے قریب آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئیں اور ان کا بہت شکریہ

Marfat.com

ادا کیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ سب کتابیں وڈے میاں صاحبؒ (میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے متعلق شاہ صاحب (راقم السطور) کی وساطت سے حنیف صاحب نے تیار کروائی ہیں۔ اصل کتابیں میاں صاحب اور حکیم صاحب کے ذخائر کتب مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ میں بھی میاں صاحب کے بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو ان کے نمبر (Call Nos.) چوہدری محمد حنیف صاحب کو لکھوا دیئے تھے[۶۵]۔ ان کی عکسی نقول کی تیاری کا کام حنیف صاحب نے کروایا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے میاں صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی ذات گرامی کا بہت فیض ہے۔ آپ کی وجہ سے اتنے علماء اور سکالرز سے میری ملاقات ہوگئی۔ یہ سب آپ کی توجہ اور کوشش کی وجہ سے ہوا۔ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب اس گفتگو کے نوٹس لیتے رہے تاکہ بعد میں اس میٹنگ کی کارروائی لکھی جا سکے۔ پانچ بجے کا وقت ہو گیا تھا۔ معروف صاحب نے قریب آ کر میاں صاحب سے کہا کہ ڈاکٹر صاحبہ کو پانچ بجے جانا ہے۔ وقت ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے میاں صاحب سے کہا کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

اس وقت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب میاں صاحب سے مخاطب ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہمیں یاد کیا اور اتنے اہل علم جمع ہو گئے۔ میری گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ سے کہا جائے کہ وہ اپنے علمی سفر کی کہانی کو دس پندرہ منٹ میں ہمارے لیے بیان فرمائیں تاکہ ہمیں ان کے علمی اور تحقیقی کام کے متعلق معلوم ہو سکے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ان سے اتفاق کیا۔ ان کو درمیان میں ایک نشست پر تشریف رکھنے کے لیے کہا گیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بارے میں اور اپنے علمی سفر کے متعلق

Marfat.com

پندرہ بیس منٹ گفتگو کی۔

ڈاکٹر صاحبہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک عام سی پاکستانی عورت ہوں۔ میری زندگی کا انداز حیات اسی طرح کا رہا ہے۔ میرے اندر خواہش تھی کہ مجھے کچھ کرنا چاہیے۔ میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (فارسی) کرنے کے بعد لاہور کالج فار ویمن میں فارسی پڑھانا شروع کی اور ساتھ ہی پی ایچ۔ڈی کرنے کے لیے اپنے استاد ڈاکٹر محمد باقر مرحوم سے مشورہ کیا۔ سوچ بچار کے بعد مراۃ العالم (آرائش ہفتم)[۶۶] کو ایڈیٹ (Edit) کرنے کا کام میرے ذمے لگایا گیا۔ ڈاکٹر محمد باقر[۶۷] میرے گائیڈ تھے۔ ان کے کہنے پر پروفیسر فیروز الدین رازی[۶۸] (ایف۔ ڈی۔ رازی) نے بھی میری مدد کی۔ اسی دوران میں نے صرف مولوی محمد شفیع مرحوم (م۔۱۹۶۳ء)[۶۹] سے دو گھنٹے کے لیے ملاقات کی۔ وہ میری کلاس فیلو سیدہ اشرف کے گائیڈ تھے۔ اس ملاقات سے مجھے ترتیب و تدوین (متن) کے بہت سے اسرار و رموز واضح ہوئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تاریخ جہانکشائی (قزوینی) کے مرتبہ نسخہ کو اپنا ماڈل بنالیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔

اسی دوران میری شادی ہوگئی۔ میرے میاں (ڈاکٹر صابر علوی) نے امریکہ سے پی ایچ۔ڈی کی ہوئی تھی اور وہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ آئی۔ای۔آر میں ریڈر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ تم کنوئیں کی مینڈک ہو۔ تمہیں دنیا میں پھر کر دیکھنا چاہیے کہ باہر کے ممالک میں کیا ہو رہا ہے۔ ۱۹۶۷ء میں مجھے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری ملی۔ پھر تین ماہ کا بچہ بھی تھا۔ میں جہیز میں اپنا مقالہ لے کر گئی تھی۔ پی ایچ۔ڈی کرنے کے بعد مجھے کینیڈا میں جاب مل گئی۔ میں ٹورنٹو میں پڑھاتی تھی۔ میرے میاں مانٹریال (؟) میں

Marfat.com

پڑھاتے تھے۔ درمیان میں تین سو میل کا فاصلہ تھا۔ اب ماشاء اللہ دوسرا بیٹا بھی آ گیا تھا۔ میری ساس اور سسر دونوں وہاں (مانٹریال) پہنچے تا کہ بچوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اس طرح بڑی مشکل سے سروس جاری رکھی۔

بعد میں کچھ مدت کے لیے ہم امریکہ میں بھی پڑھاتے رہے۔ پھر مانٹریال میں آ گئے۔ کچھ مدت کے لیے میں انڈونیشیا میں بھی پڑھاتی رہی۔ ۱۹۷۰-۷۱ء میں ایران میں اسلامی انقلاب آیا۔ میں امام خمینی کی تحریک سے بہت متاثر ہوئی کہ علماء نے کتنا بڑا انقلاب برپا کیا۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ ہمارے برصغیر میں بھی تو بڑے بڑے علماء گزرے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان پر تاریخی تحقیق کرنے کا سوچا۔ اس طرح میں علماء اور صوفیاء کی خدمات کی طرف مائل ہوئی اور میں نے کام کرنا شروع کر دیا۔ نتیجۃً میں نے دس مقالات **Articles** لکھے جو شائع ہو گئے۔ ان میں چار نقشبندی مشائخ پر ہیں اور کچھ مسلم تھاٹ (**Muslim Thought**) (مسلمانوں کے اصول حکمرانی) پر ہیں۔ اب یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی سے شائع ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ اپریل یا مئی میں چھپ جائے گی ۲۷۔

ڈاکٹر صاحبہ نے انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے بارے میں بھی بتایا۔ اس میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ایم اے اور پی ایچ۔ ڈی کے طلبہ/ طالبات اس میں داخلہ لیتے ہیں۔ اس میں اردو پڑھاتی ہوں اور تاریخ (مغل پیریڈ) بھی۔ اس ادارے میں پی ایچ۔ ڈی کروائی جاتی ہے۔ میں کئی طالب علموں کی نگرانی کرتی ہوں۔ میں نے اردو زبان کی تدریس کے لیے چار کتابیں بھی لکھی ہیں (باشتراک دیگر)۔ ان کو میکگل یونیورسٹی مانٹریال نے شائع کیا ہے۔ یہ

Marfat.com

یورپین طلبہ کو اردو کی تدریس و تعلیم کے لیے پڑھائی جاتی ہیں۔

پھر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے پوچھا کہ اب آپ کس موضوع پر تحقیق کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک کتاب: Sufi Martyrs of Love by Carl W. Ernest and Bruce B. Lawrence [71] پر تبصرہ لکھا۔ اس میں مصنفین نے لکھا کہ پنجاب کے بارے میں ہمیں بنیادی مآخذ دستیاب نہ ہو سکے، اس لیے ہم پنجاب کو پوری طرح کور (Cover) نہ کر سکے۔ نیز پنجاب کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹھارھویں، انیسویں صدی عیسوی میں یہاں تعلیم نہ تھی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اس موضوع پر پنجاب کے حوالے سے تحقیق کرنی چاہیے۔ نتیجۃً میں نے اس موضوع پر کام کرنے کے لیے ارادہ کر لیا۔ مواد کی تلاش شروع کی۔ میری خوش قسمتی تھی کہ ۲۰۰۴ء میں مجھے رضوی صاحب (راقم السطور) اس کام میں مدد کرنے کے لیے مل گئے۔ جب ہم نے بنیادی مآخذ کی تلاش شروع کی تو ہمیں بہت سے خزانے مل گئے۔ اس وقت خواجہ نور محمد مہارویؒ اور ان کے چار بڑے خلفاء (حضرت نور محمد نارووالہؒ ، حافظ محمد جمال ملتانیؒ، قاضی محمد عاقلؒ اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ) پر کام جاری ہے۔ دو مقالے (Articles) تیار ہو چکے ہیں۔ ایک تو تہران کانفرنس (۲۰۰۷ء) میں پڑھا گیا تھا اور ایک ۲۸ فروری ۲۰۰۹ء کو لاہور میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس میں پڑھا جائے گا۔ یہ کانفرنس لاہور میں ۲۶ فروری سے یکم مارچ ۲۰۰۹ء تک منعقد ہو رہی ہے۔ میں اس میں شرکت کے لیے آئی ہوں۔ اس کا افتتاحی اجلاس ۲۶ فروری کو سینیٹ ہال جامعہ پنجاب لاہور میں منعقد ہوگا۔ باقی تمام سیشن لمز (LUMS) میں ہوں گے۔

Marfat.com

اس پر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ میڈم جو کام کر رہی ہیں، آسان نہیں، (یہ) دوزخ کی طرف جاتا ہے۔ رضوی صاحب (راقم السطور) سے پوچھیں کہ وہ کس دوزخ سے گزر رہے ہیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مجددی صاحب نے لفظ دوزخ استعارہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کے کہنے کا شاید مطلب یہ ہے کہ تحقیق کے کام میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ بہت کھٹن راہ ہے، اس لیے اقبال مجددی صاحب اس کو لفظ دوزخ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ میری اس توجیہہ پر سامعین پر خوشگوار اثر ہوا اور تھوڑا سا مزاح بھی پیدا ہوا۔

اس کے بعد پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کام کرتے ہوئے آپ کو مکاشفات بھی ہوئے ہیں یا کسی بزرگ کی زیارت بھی ہوئی ہے؟ اس پر میڈم نے کہا کہ اس طرح کی کوئی واضح بات نہیں ہے۔ البتہ میرا اس تحقیقی منہج کو اختیار کرنے سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ تائید ایزدی کی وجہ سے ہوا ہے اور توفیق ادھر سے ہی ملتی ہے۔

فاروقی صاحب نے کہا کہ یہ سوال میں نے اس لیے پوچھا ہے کہ میں نے ایک کتاب ''رجال الغیب''[۲۷] پر لکھی ہے۔ اس میں ایسے بہت سے واقعات آگئے ہیں۔

اس پر راقم السطور نے اس بارے میں اشارتاً دو واقعات سنائے۔ میں نے کہا کہ دسمبر ۲۰۰۶ء میں ہم نے پانچ روز جنوبی پنجاب میں گزارے اور چشتی مشائخ کے مزارات پر حاضری دی۔ اس سفر میں ڈاکٹر صاحبہ ان کے شوہر (ڈاکٹر صابر علوی صاحب) اور راقم السطور شامل تھے۔ جب ہم تونسہ شریف پہنچے تو مزار کے اندر کا دروازہ بند تھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ دروازہ نماز ظہر کے بعد کھلے گا۔ تب آپ زیارت

Marfat.com

کے لیے اندر جا سکتے ہیں۔ نماز ظہر میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اگر سجادہ نشین صاحب اجازت دے دیں تو دروازہ خصوصی اجازت سے پہلے بھی کھل سکتا ہے۔ میں نے خادموں کو بتایا بھی کہ یہ مہمان کینیڈا سے آئے ہیں اور میں لاہور سے آیا ہوں، لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں اس دروازہ کو کھولنے کا اختیار نہیں۔ صاحب مزار کی توجہ سے دس منٹ کے اندر سجادہ نشین بھی گھر تشریف لے آئے اور ان کی جانب سے دروازہ کھولنے کی اجازت بھی مل گئی۔ ہم نے زیارت کی، بلکہ جو لوگ زیارت کے انتظار میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی زیارت کی۔

اسی طرح ایک دو روز کے بعد جب ہم چشتیاں شریف پہنچے تا کہ خواجہ نور محمد مہارویؒ کے مزار پر حاضری دیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ خواتین کو مزار کے اندر جانے کی اجازت نہیں۔ یہ اجازت سائیں (سجادہ نشین) دے سکتے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ سائیں کہاں ہیں؟ خادموں نے بتایا کہ وہ مزار کے احاطہ کے باہر چھوٹے ملحقہ دروازہ کے قریب کچھ تعمیر کا کام کروا رہے ہیں تا کہ اس میں زائرین کے لیے گوشت پکایا جا سکے۔ ہم سب سائیں کے پاس حاضر ہوئے۔ اپنا تعارف کرایا۔ ان کے قریب چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہمیں ان پر بٹھایا گیا۔ جب ہم نے اپنے سفر کے متعلق بات کی تو انہوں نے خادم کو بلایا اور کہا کہ ان کو لے جاؤ اور میڈم کو مزار والے کمرے کے اندر جانے کی اجازت بھی دے دی۔ میڈم نے بھی وہاں حاضری دی۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے خواجہ نور محمد مہارویؒ صاحب کے مزار پر پڑی ہوئی چادر کو پاؤں کی طرف سے ایک طرف کیا۔ اس کے اوپر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ دعا مانگ رہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ میڈم نے اس تحقیقی منصوبے کی تکمیل کے لیے دعا

Marfat.com

مانگی ہوگی جس پر کام ہو رہا ہے۔ اس طرح ہمارے راستے میں رکاوٹیں ختم ہوتی گئیں۔ یہ یقیناً صاحب مزار کی توجہ کا اثر اور فیض کہا جا سکتا ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحبہ نے سب کا شکریہ ادا کیا اور بالخصوص میاں صاحب کا کہ انہوں نے اسی علمی مجلس کا انتظام کیا اور اتنے سکالرز اور علماء سے مجھے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ پھر ڈاکٹر صاحبہ نے میاں صاحب کے بیڈ کے قریب جا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ ان سے اجازت لی اور پروفیسر علیم تفضّل صاحب کے ساتھ ہوٹل سے باہر چلی گئیں۔ وہ گاڑی میں جا کر بیٹھ گئیں۔ مجھے چوہدری محمد حنیف صاحب کے ساتھ میاں صاحب کے ذخیرہ کی فہرست کی جلد سوم کے بارے میں بات کرنا تھی۔ حنیف صاحب نے میرے سامنے میاں صاحب سے بات کی۔ میاں صاحب نے کہا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کے ساتھ مشورہ کر لیں۔ معروف صاحب کی طرف بھی اشارہ کیا کہ ان کو مشورہ میں شامل کر لیں۔ میں نے کہا کہ ۲۸ فروری کے بعد ہم تینوں میٹنگ کر لیں گے۔ اتنے میں معروف صاحب نے مجھے کہا کہ آپ چلیں، گاڑی میں آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں جلدی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا اور ڈاکٹر صاحبہ سے اظہار تاسف کیا کہ میرے آنے میں دو منٹ کی تاخیر ہو گئی۔ اس کی وجہ بھی میں نے بیان کی۔ انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں۔

پروفیسر علیم تفضّل صاحب نے پہلے ڈاکٹر صاحبہ کو ان کی رہائش گاہ پر اتارا۔ پھر مجھے مسجد حمزہ کے قریب اتار دیا اور خود واپس چلے گئے۔ ان کو شاید دوبارہ ''بیت النور'' ہوٹل جانا تھا۔ ان کے وہاں جانے کا مقصد میاں صاحب سے ملاقات کرنی تھی۔

Marfat.com

یکم اپریل ۲۰۰۹ء

عزیز عقیل احمد سلمہٗ کی ترقی اور میاں صاحب کی کشف کی سی کیفیت

آج عزیز عقیل احمد سلمہٗ نے مجھے فون پر بتایا کہ اس کے ۱۷ ویں سکیل کے آرڈر ہو گئے ہیں اور آرڈر اس کو مل گیا ہے۔ میں نے عزیز کو مبارک دی۔ الحمد اللہ علیٰ احسانہ۔ میں اس وقت احمد سٹیشنرز' کلیار روڈ' لاہور پر موجود تھا۔ گھر آ کر میں نے افراد خانہ کو بھی مبارک باد دی۔

اسی روز چار بجے سہ پہر کے قریب بیل (Bell) ہوئی۔ میں جب گھر کے دروازے سے باہر گیا تو معروف احمد صاحب' ایڈیٹر روزنامہ شیر ربانی' لاہور موجود تھے۔ انہوں نے حضرت میاں صاحب کی طرف سے مٹھائی کا ڈبہ دیا۔ میرا میاں صاحب سے اس روز بلکہ کئی روز سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ میں نے معروف صاحب کو عزیز کی ترقی کے آرڈر ملنے کی بات کی۔ وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب کی طرف سے شاید شیرینی اسی لیے بھجوائی گئی ہے۔ میں نے معروف صاحب کو بتایا کہ اس میں حضرت میاں صاحب کی دعا کا بھی اثر ہے۔ میں نے اس بارے میں میاں صاحب سے اس وقت اس کام کے لیے دعا کرنے کی استدعا کی تھی جب وہ گھر پر تشریف لائے تھے اور بیس پچیس منٹ تک ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ اگلے روز عزیز کی ترقی کا کیس مجلس انتظامیہ میں پیش ہونا تھا۔ میاں صاحب نے اس روز دعا کی تھی۔ بلکہ مٹھائی کی ایک ٹوکری بھی لے کر آئے تھے۔ اس سے میں محسوس کر رہا تھا کہ ان شاء اللہ اچھا نتیجہ نکلے گا۔ اگلے روز یہ کیس پیش ہوا اور عزیز کی ترقی کا فیصلہ ہو گیا۔ اس کی

Marfat.com

اطلاع اسی روز فون پر مجھے چوہدری محمد حنیف صاحب نے دے دی تھی۔ اس تمام واقعہ میں ایک کشف کی سی کیفیت تھی جو حضرت میاں صاحب سے ظاہر ہوئی۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۲۶۔ مئی ۲۰۰۹ء

لائبریری میں میاں صاحب نے دعوت کا اہتمام کرایا

آج معروف صاحب نے مجھے بتایا کہ آپ کو بارہ بجے دوپہر کے قریب لائبریری جانا ہے۔ میاں صاحب نے دعوت کی ہے۔ لائبریری سے متعلق اور لوگوں کو بھی بلایا ہے[۴۷]۔ میاں صاحب سے بھی فون پر علیک سلیک ہوئی۔ میں نے ان کی مزاج پرسی کی۔ آپ نے بتایا کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے بعد میں معروف صاحب سے کہا کہ میری طرف سے میاں صاحب سے التماس ہے کہ میری اہلیہ کو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ ویسے پہلے سے ان کی طبیعت اب بہتر ہے۔

۱۲۔ ستمبر ۲۰۰۹ء

میاں صاحب کی طرف سے ہوٹل بیت النور میں افطاری کی دعوت

کل بتاریخ ۲۰۔ رمضان المبارک بروز جمعہ معروف صاحب نے مجھے فون پر بتایا کہ کل (بروز ہفتہ) میاں صاحب افطاری دے رہے ہیں۔ یہ افطاری ہوٹل بیت النور جوہر ٹاؤن (عقب ڈاکٹرز ہسپتال) میں دی جائے گی۔ راقم السطور کو بھی اس افطار کی دعوت میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ میں نے ان کو فون پر بتایا کہ ہم ۲۱ رمضان المبارک کو ختم

Marfat.com

دلاتے ہیں۔ میں ان شاء اللہ ضرور آؤں گا۔ تھوڑی سی تاخیر ہوسکتی ہے۔ میں ۲۱ رمضان المبارک کو پونے سات بجے گھر سے چلا۔ رکشہ لیا' راستے میں رکشہ کی تار اتر گئی۔ اس کو لگانے میں کچھ وقت ضائع ہو گیا۔ جب میں بیت النور پہنچا تو سات بج کر پچیس منٹ کا وقت تھا۔ جب میں ہوٹل کے گیٹ سے داخل ہوا تو بائیں جانب لان میں بیٹھے ہوئے دو تین افراد (جو میاں صاحب کے مرید اور خادم معلوم ہو رہے تھے) نے مجھے کہا کہ آپ اندر چلے جائیں۔ میں نے ان کو سلام کیا تھا۔ جب کمرے کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے معروف صاحب دروازے سے باہر آئے اور مجھے بتایا کہ میں آپ کو فون کرنے والا تھا۔ میں نے کہا کہ کچھ تاخیر ہوگئی۔ جب میں کمرے کے اندر داخل ہوا تو سب حاضرین کو سلام کیا۔ مجھے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب نے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اس وقت سب حاضرین کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں نے پانی پینا چاہا تو بھٹی صاحب نے کہا کہ شربت پئیں۔ میں نے شربت پی لیا۔ پھر میں نے بھی سب حاضرین کے ساتھ کھانا کھایا۔

بعد ازاں نماز مغرب کے لیے تیاری شروع ہوگئی۔ معروف صاحب نے محمد عالم مختار حق سے پوچھا کہ کیا آپ نماز کی امامت کروائیں گے۔ انہوں نے غالباً اثبات میں جواب دیا۔ میں گھر سے ہی وضو کر کے گیا تھا۔ عالم صاحب نے نماز کی امامت کروائی۔ میں نے بھی پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اسی صف کی دائیں جانب حضرت میاں صاحب نے بھی کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کی۔ عالم صاحب جناح کیپ پہنتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کی ٹوپی کے اوپر سفید رنگ کا صافہ (کپڑا) لپیٹ دیا گیا تھا۔ یہ سنت کی پیروی میں کیا گیا۔

Marfat.com

نماز کے اختتام پر معروف صاحب نے میاں صاحب کی ہدایت پر چوہدری محمد حنیف صاحب سے کہا کہ وہ میاں صاحب کی طرف سے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کریں۔ حنیف صاحب نے میاں صاحب کی طرف سے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اظہار تشکر پنجابی زبان میں تھا۔ اس کے بعد سب کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ میں محمد عالم صاحب کی نشست کے قریب بیٹھ گیا اور ان سے باتیں کرنے لگا۔ پھر منیر احمد مغل صاحب، سابق جج، لاہور ہائی کورٹ میاں صاحب کے بیڈ کے ساتھ رکھی گئی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے اور میاں صاحب کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر باتیں کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد غالباً میاں صاحب کے ارشاد پر انہوں نے حاضرین سے خطاب کرنا شروع کیا۔ ان کی تقریر پنجابی زبان میں تھی۔ انہوں نے اولیاء اللہ کی صحبت میں حاضر ہونے کی اہمیت بیان کی اور اس سلسلے میں ایک واقعہ بھی بیان کیا جس میں ایک بدکردار کی آنکھوں میں آنسو آنے، پھر رونے کا ذکر کیا۔ جب اس کی آنکھ میں پہلا آنسو آیا تو اس کے سب گناہ معاف کر دیے گئے۔ پھر اس کو ولی اللہ بنا دیا گیا۔ جب وہ زار و قطار اونچی اونچی رونے لگا تو اس کو قطب بنا دیا گیا۔

اس کے بعد انہوں (مغل صاحب) نے بتایا کہ میں مکتوبات امام ربانی کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں کافی کام ہو گیا ہے۔ اس میں حضرت میاں صاحب کی توجہ اور فیض شامل ہے۔

ان کی گفتگو کے بعد پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب میاں صاحب کے بیڈ (Bed) کے قریب گئے اور مکتوبات کے حوالے سے مغل صاحب سے بات کی۔ میاں صاحب نے مجددی صاحب کو اپنے بیڈ پر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد

Marfat.com

مجددی صاحب نے مغل صاحب کو اپنی کرسی کے قریب بیٹھنے کی دعوت دی اور ان سے پوچھا کہ وہ انگریزی ترجمہ مکتوبات کے اصل فارسی متن سے کر رہے ہیں یا اردو تراجم سے۔ انہوں نے 'بقول مجددی صاحب' نے بتایا کہ اردو تراجم میرے سامنے ہوتے ہیں۔ اس پر مجددی صاحب نے ان سے کہا کہ مکتوبات کے اصل فارسی متن کو سامنے رکھیں' مترجمین نے کئی مقامات پر غلطیاں کی ہیں۔ یہ بات مجددی صاحب نے ہمارے قریب بیٹھ کر محمد عالم مختار حق صاحب کے استفسار پر بتائی۔ اس پر عالم صاحب نے اردو کے ایک مترجم پر سخت الفاظ میں تنقید کی۔ اس پر عالم صاحب کے قریب بیٹھے ہوئے ان کے بیٹے محبوب عالم اور میں نے بھی ان کو خاموش رہنے اور آہستہ سے بات کرنے کو کہا۔ ہماری استدعا پر عالم صاحب خاموش ہو گئے۔ پھر جسٹس (ر) مغل صاحب نے میاں صاحب سے اجازت لی۔ ہم سب نے بھی میاں صاحب سے اجازت لی۔ جب ہم کمرے کے دروازے سے باہر آئے تو معروف صاحب نے تبرک کا ایک شاپر مجھے دیتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کے لیے ہے۔ سب کو تبرک کا ایک ایک شاپر پیش کیا گیا۔ اسی دوران حنیف صاحب نے کمرے کے اندر سے باہر آ کر مجھ سے پوچھا کہ کیا مکتوبات امام ربانی (فارسی میں) لائبریری میں موجود ہیں۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ ذخیرۂ کتب میاں صاحب[۴۷] ذخیرۂ کتب حکیم صاحب اور لائبریری کے جنرل کولیکشن میں بھی موجود ہیں۔ حنیف صاحب نے کمرے کے اندر جا کر میاں صاحب کو مکتوبات کے موجود ہونے کا بتا دیا۔ پھر غالباً میاں صاحب نے فوٹو کاپی فراہم کرنے کے لیے کہا (مغل صاحب کو دینے کے لیے)۔ کل مورخہ ۱۷۔ ستمبر ۲۰۰۹ء کو میں لائبریری گیا تو چوہدری محمد حنیف صاحب نے بڑے سائز کی دو جلدوں میں مکتوبات امام ربانی کی فوٹو کاپی کروائی ہوئی تھی اور انہوں نے میرے ساتھ مل کر اصل

Marfat.com

کے ساتھ چیک کیا۔ مزید چیک کرنے کی بات بھی ہوئی۔ غالباً سات دفاتر کی الگ الگ ٹیپ بائنڈنگ بھی کروائی ہوئی تھی۔

۲۱۔ رمضان المبارک کو واپسی پر میں حنیف صاحب کی گاڑی میں بیٹھ گیا اور سکیم موڑ (اقبال ٹاؤن) پر گاڑی سے اتر گیا۔ وہاں سے رکشہ لے کر گھر آ گیا[۷۵]۔

۲۔ نومبر ۲۰۰۹ء

میاں صاحب نے چوہدری محمد حنیف صاحب کی دعوت کا اہتمام کیا

آج میاں صاحب نے ڈیرہ حبیب اللہ بھٹی صاحب واقع شیراکوٹ (نزد بند روڈ) میں دعوت دی۔ یہ چوہدری محمد حنیف صاحب' چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کے اعزاز میں دی تھی۔ وہ چند روز برطانیہ کا دورہ کر کے واپس آئے تھے۔ درج ذیل حضرات نے اس میں شرکت کی۔

۱) حضرت میاں صاحب (صدر مجلس)

۲) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب' ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا' لاہور

۳) محمد عالم مختار حق صاحب' سیکرٹری حوزہ نقشبندیہ و معروف اسکالر

۴) سید جمیل احمد رضوی' سابق چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۵) چوہدری محمد حنیف صاحب' چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

Marfat.com

۶) محمد ہارون عثمانی صاحب' ڈپٹی چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۷) شیخ عبدالعزیز صاحب' ریٹائرڈ ڈپٹی چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۸) حامد علی انصاری صاحب' لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۹) پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب' صدر شعبہ تاریخ' گورنمنٹ اسلامیہ کالج' سول لائنز' لاہور

۱۰) جاوید اقبال صدیقی صاحب' لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۱۱) رفاقت علی صاحب' کلرک' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۱۲) محمد عادل صاحب

۱۳) شیخ اعجاز صاحب

۱۴) فلک شیر صاحب

۱۵) عبدالغفور صاحب

۱۶) محمد معروف احمد صاحب' ایڈیٹر' روزنامہ شیر ربانی' لاہور

۱۷) محمد شیراز فیض بھٹی صاحب' ایڈووکیٹ' لاہور ہائی کورٹ

Marfat.com

اس میٹنگ کی روداد میں اپنے روزنامہ (ڈائری) میں نہ لکھ سکا۔ چوہدری محمد حنیف نے اپنے دورہ برطانیہ کے تاثرات بیان کئے تھے۔ وہاں کی لائبریریوں کے بارے میں بتایا کہ وہ کس طرح منظّم ہیں۔ قارئین کے لیے ان میں موجود خدمات اور سہولیات کا ذکر بھی کیا تھا۔ بعض حاضرین نے اس سلسلے میں حنیف صاحب سے سوالات بھی کیے تھے بالخصوص معروف صاحب نے چند سوالات ان سے کیے تھے۔ چوہدری صاحب نے ان کے جوابات دیے تھے۔ چوہدری صاحب نے ایک موقع پر بتایا تھا کہ جب میں وہاں تھا تو میاں صاحب ہر روز مجھ سے فون پر بات کرتے تھے۔ یہ ان کی شفقت کا انداز تھا جو وہ حنیف صاحب سے روا رکھتے تھے[۷۶]۔

۲۸۔ جنوری ۲۰۱۰ء

میاں صاحب کی فون پر گفتگو

آج حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب نے ساڑھے نو بجے قبل دوپہر فون پر بات کی اور فرمایا کہ کافی دن ہو گئے ہیں ملاقات نہیں ہوئی۔ کوئی وقت دیں‘ کتابوں کے بارے میں مشورہ کرنا ہے۔ بھٹی صاحب (محمد شیراز فیض بھٹی صاحب) سے تفصیل طے کرلیں۔ پہلے حضرت میاں صاحب نے احوال پرسی بھی کی۔ میں نے بھی آپ کی مزاج پرسی کی تھی۔

بھٹی صاحب نے بتایا کہ نزد بند روڈ (ڈیرہ حبیب اللہ بھٹی صاحب) پر جہاں میاں صاحب ٹھہرتے ہیں وہاں آنا ہے۔ کوئی وقت اور تاریخ بتا دیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جمعرات‘ ہفتہ‘ سوموار اور منگل میں سے کسی ایک روز میٹنگ

Marfat.com

کا وقت طے کیا جا سکتا ہے۔ مشورے کے بعد یکم فروری ۲۰۱۰ء (بروز سوموار) بعد دوپہر ٹائم طے ہوا۔ انہوں نے میرے استفسار پر بتایا کہ تین سے چار بجے سہ پہر کا وقت مناسب ہوگا۔ میں نے ان سے اتفاق کیا۔ بھٹی صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ میاں صاحب نے کتابیں منگوائی ہیں۔ ان کے متعلق مشورہ کرنا ہے۔ غالباً میاں صاحب نے اپنے ذخیرۂ کتب مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے لیے کتابیں منگوائی ہیں۔ ان کے بارے میں مشورہ کرنا ہے۔ بھٹی صاحب نے مزید بتایا کہ چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری) کو بھی دعوت دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ آپ (راقم) کو ہم گھر سے لے لیں گے اور میٹنگ کے بعد چھوڑ جائیں گے۔ بھٹی صاحب نے یہ بھی کہا کہ پھر یاددہانی کے لیے فون بھی کیا جائے گا (افسوس کہ یہ میٹنگ نہ ہو سکی اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی اطلاع دی گئی۔)

۴۔ستمبر ۲۰۱۰ء

میاں صاحب نے ہوٹل بیت النور میں افطاری کا اہتمام کروایا

آج محمد شیراز فیض بھٹی صاحب نے پیغام دیا کہ میاں صاحب نے ۴۔ستمبر ۲۰۱۰ء/۲۴رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بیت النور (جوہر ٹاؤن) میں افطاری کا انتظام کیا ہے۔ وہاں افطاری کے وقت سے ذرا پہلے پہنچ جائیں۔ یہ پیغام بھٹی صاحب نے فون پر مجھے دیا تھا۔ میں مقررہ مقام پر وقت افطار سے ذرا پہلے پہنچ گیا۔ شیخ عبدالعزیز سے بیت النور کے باہر ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا آئیں اندر چلتے ہیں۔ جب ہم

Marfat.com

کمرے کے اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت میاں صاحب بیڈ پر بیٹھے تھے اور ان کا رخ دروازے کی طرف تھا' گویا آنے والوں کا استقبال کر رہے ہیں۔ میں نے کمرے کے اندر داخل ہو کر میاں صاحب کو سلام کیا۔ انہوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ پروفیسر منور حسین صاحب اور جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے ان سے مصافحہ کیا اور ان کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔ بیس کے قریب حاضرین جمع ہو گئے۔ ان میں سے شناسا چہروں کے نام یہ ہیں۔

۱) پروفیسر منور حسین صاحب

۲) جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب

۳) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب

۴) محمد عالم مختار حق صاحب

۵) محبوب احمد تھابل صاحب (فرزند محمد عالم مختار حق صاحب)

۶) چوہدری محمد حنیف صاحب' چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۷) محمد ہارون عثمانی صاحب' ڈپٹی چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۸) حامد علی انصاری صاحب' سینئر لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۹) شیخ عبدالعزیز صاحب (ر) ڈپٹی چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

Marfat.com

۱۰) سید جمیل احمد رضوی، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

۱۱) ڈاکٹر نذیر احمد صاحب، ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار، جامعہ پنجاب، لاہور (ان کے بیٹے بھی ان کے ہمراہ تھے)۔

۱۲) ڈاکٹر محمد سعید نیازی صاحب، ماہر امراض چشم، ہیلتھ سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

۱۳) محمد شیراز فیض بھٹی صاحب، ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ

۱۴) سعید احمد صدیقی صاحب (فرزند پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب)

۱۵) ایک اور باریش نوجوان (رانا محمد ندیم نقشبندی مجددی) بھی ان مذکورہ بالا دو افراد کے ساتھ کھانا وغیرہ سرو (Serve) کر رہے تھے۔

کچھ اور حضرات بھی شریک تھے جن سے مجھے شناسائی نہیں تھی۔

افطاری کے بعد نماز مغرب با جماعت ادا کی گئی۔ پیش نماز محمد عالم مختار حق صاحب تھے۔ حضرت میاں صاحب نے اس صف کی دائیں جانب کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کی جس صف میں راقم السطور موجود تھا۔ یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ گزشتہ سال بھی میں صف اول میں حاضر تھا (نماز مغرب کے لیے) اور اس سال میں صفِ آخر میں حاضر تھا۔ گزشتہ سال حضرت میاں صاحب نے صف اول کی دائیں جانب کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کی تھی۔ نماز کے بعد کھانا کھایا گیا۔ کھانے کے بعد

Marfat.com

جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے آپ بیتی قسم کی زیادہ باتیں کیں اور کچھ اپنے کیے گئے فیصلوں کے بارے میں بتایا۔ ان کی گفتگو کا کوئی خاص موضوع نہیں تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں ہر روز ایک کتاب لکھتا ہوں۔ یہ بات بہت عجیب لگی۔ اسی طرح انہوں نے بغیر کسی موضوع کے متفرق باتیں کیں۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو بھی خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ میں مغل صاحب کے چند لطائف سناتا ہوں۔ انہوں نے ازراہ تفنن طبع چند باتیں بتائیں مثلاً میری کتاب فروشی کی دکان ہے (مکتبہ نبویہ)۔ جب مغل صاحب وہاں آتے ہیں تو میں ان کو کتابیں دکھاتا ہوں۔ یہ پڑھنے کے لیے کتابیں لے جاتے ہیں اور پھر واپس نہیں کرتے۔ ایک مقدمہ میں مَیں نے کسی کے کہنے پر ان سے سفارش کی۔ مغل صاحب نے بتایا کہ میں نے میرٹ پر ان کے حق میں فیصلہ لکھ دیا ہے۔ میں نے اس آدمی سے کہا کہ میں نے جسٹس صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ان کے قلم سے فیصلہ لکھوایا ہے۔ یہ بڑے لوگ ہوگئے ہیں' اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔ ہم درویش ہیں' وہیں پڑے ہوئے ہیں۔ فاروقی صاحب کی اس بات پر مجھے (راقم السطور) کو فارسی کا یہ شعر یاد آرہا تھا۔

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و من در کوچہ گردانم ہنوز

فاروقی صاحب نے اسی طرح کی پرمزاح باتیں کیں۔ آخر میں میاں صاحب

Marfat.com

نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ گفتگو کے دوران تمام شرکاء کو ایک بڑا لفافہ دیا گیا جس میں یہ کتب و رسائل رکھے ہوئے تھے:۔

۱) مجالس جمیل' مرتبہ محمد عالم مختار حق

۲) ہفت مجالس علمیہ' مرتبہ محمد عالم مختار حق

3. Mian Ghulam Ullah Sharqpuri Naqshbandi Mujaddidi by Prof. Dr. Bashir Ahmad Siddiqui, Translated into English by Ghulam Mohyuddin and Shaikh Rang Illahi. Lahore: Siddiqui Publications, 2010.

۴) ماہنامہ نور اسلام (ستمبر ۲۰۱۰ء) رمضان' شوال ۱۴۳۱ھ

۵) ہفتہ روزہ اخبار مجدد الف ثانیؒ' لاہور' جلد ۱۵ (۲۱۔اگست ۲۰۱۰ء)

فاروقی صاحب کے لفافے میں غلطی سے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (جلد سوم) کا مسودہ رکھ دیا گیا تھا۔ یہ حامد علی انصاری صاحب لے کر آئے تھے اور میاں صاحب کو پیش کیا تھا۔ میں نے فاروقی صاحب سے لے کر اس کو دیکھا۔ عالم صاحب نے کہا کہ یہ صرف ان کے لفافے میں ہے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو میاں صاحب نے فاروقی صاحب سے کہا کہ وہ کتاب نکالیں۔ حنیف صاحب نے وضاحت کی کہ یہ ابھی غیر مطبوعہ نامکمل مسودہ ہے۔ اس کو شاہ صاحب (راقم السطور) نے پڑھنا ہے۔ پھر یہ کتاب چھپے گی۔ اس کے ساتھ تین اشاریے بھی تھے جو

Marfat.com

فاروقی صاحب کے لفافے میں نہیں تھے۔ میاں صاحب نے فہرست (جلد سوم) کا مسودہ اوراس کے تین اشاریے مجھے دیے۔ میں نے کہا کہ ابھی اس پر کام ہونا ہے۔ اس کا مقدمہ وغیرہ بھی لکھنا ہے"۔ میں حنیف صاحب کے ساتھ واپسی پر اسکیم موڑ (اقبال ٹاؤن) تک ان کی گاڑی میں آیا اور وہاں گاڑی سے اتر گیا۔ پھر رکشہ لے کر گھر واپس آ گیا۔

۱۳۔ اکتوبر ۲۰۱۰ء

ہوٹل بیت النور میں میاں صاحب سے ملاقات

آج بروز بدھ (بتاریخ ۱۳۔ اکتوبر ۲۰۱۰ء) قریباً ساڑھے دس بجے قبل دوپہر لائبریری پہنچا' حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کے ذخیرۂ کتب کی فہرست جلد (سوم) کی غلطیاں لگوانی تھیں تا کہ وہ چھپنے کے لیے تیار ہو سکے۔ ہم (ساجد محمود صاحب' خالد محمود صاحب اور راقم) نے کام شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد حامد علی انصاری صاحب آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی میاں صاحب نیچے لائبریری کے باہر آئے تھے۔ ان کی حنیف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرے (راقم) بارے میں پوچھا تو حنیف صاحب نے بتایا کہ انہوں نے آج آنا ہے یا شاید آ گئے ہیں۔ اوپر کام کروا رہے ہیں۔ میاں صاحب نے ملاقات کی خواہش کا اظہار ایک دو بار کیا تھا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) سے طے کریں تا کہ ملاقات ہو سکے۔ حنیف صاحب نے مجھے اس بارے میں بتایا بھی تھا۔

حامد صاحب نے بتایا کہ آج چار بجے سہ پہر کا ٹائم طے ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ بیت النور میں ملاقات ہو جائے۔ بعد میں حنیف صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ بات تو

Marfat.com

ایسے ہی ہوئی ہے ابھی اس پروگرام کے بارے میں کنفرم (confirm) کرنا ہے۔ حنیف صاحب نے مجھ سے بات کی کہ اگر آج ملاقات ممکن ہو تو حضرت میاں صاحب کو بتا دیں۔ میں نے کہا کہ میں گھر فون پر اطلاع کر دیتا ہوں کہ تاخیر سے واپس آؤں گا۔ چنانچہ میں نے گھر اطلاع کر دی۔ میاں صاحب کو بھی حنیف صاحب نے بتا دیا کہ آج ہم چار بجے سہ پہر بیت النور ہوٹل میں حاضر ہو جائیں گے۔

ہم نے کتاب (فہرست) کی اغلاط لگوائیں۔ اس کی دوبارہ جلد بندی کروائی گئی اور پونے چار بجے کے قریب بیت النور کے لیے روانہ ہوئے۔ شرکاء کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری)

۲۔ حامد علی انصاری صاحب (لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری)

۳۔ راقم السطور (سید جمیل احمد، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری)

جب ہم بیت النور پہنچے تو حضرت میاں صاحب بیڈ (Bed) پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو سلام کیا۔ آپ نے بیٹھنے کے لیے کہا۔ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور میز بھی ان کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب ایڈووکیٹ بھی موجود تھے۔ ایک اور میاں صاحب کے خادم/ مرید بھی موجود تھے اور بیت النور کا ایک لڑکا بھی موجود تھا۔ میاں صاحب نے کتاب کو دیکھ لیا تھا۔ پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہے؟ حامد صاحب نے بتایا کہ آپ کے ذخیرے کی فہرست (جلد سوم) کا مسودہ ہے۔ کتاب میاں صاحب کو دکھائی گئی۔ آپ نے اس کو ایک نظر دیکھا۔ پھر محمد شیراز فیض بھٹی سے

Marfat.com

کہا کہ اس کو آپ بھی دیکھیں۔ یہ (فہرست کی) جلد سوم ہے۔ بھٹی صاحب نے کتاب لے لی اور ایک کھڑکی کے قریب جا کر دیکھنے لگے۔ لائٹ گئی ہوئی تھی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ بیٹھ کر دیکھیں۔ چنانچہ وہ حنیف صاحب کے قریب بیٹھ گئے اور اس کو پڑھتے رہے۔ حنیف صاحب نے کہا کہ سارا کام شاہ صاحب (راقم السطور) کی نگرانی میں ہوا ہے۔ میرا تو اس میں تھوڑا حصہ ہے۔ حامد صاحب نے بھی کام کیا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا: ''شکریہ''۔ پھر میاں صاحب نے کتاب لے لی اور چشمہ لگا کر اس کو پڑھتے رہے۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ انہوں نے مقدمہ کے صفحات پڑھ لیے ہیں۔ ابھی پڑھ ہی رہے تھے کہ بھٹی صاحب نے موبائل کی لائٹ آن کی اور میاں صاحب کو موبائل دے دیا تاکہ پڑھنے میں آسانی رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں صاحب نے بھٹی صاحب سے کہا کہ اس کو (موبائل کو) پکڑیں۔ چنانچہ بھٹی صاحب نے موبائل پکڑا اور میاں صاحب پڑھتے رہے۔ اتنے میں ۵ بجے سہ پہر لائٹ آ گئی۔ ہم بھی کرسیاں میاں صاحب کے قریب کر کے بیٹھ گئے تھے۔ میں نے میاں صاحب کو بتایا کہ اس میں حضرت مجدد صاحبؒ کے دو اشعار میں نے نقل کیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کہاں؟ میں نے کتاب پکڑ کر وہ صفحہ نکالا اور کتاب میاں صاحب کو دوبارہ دے دی۔ انہوں نے وہ صفحات پڑھے۔

پھر میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ کے ساتھ جو کام کر رہے ہیں وہ کتنا ہو گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ کام تو کافی ہو گیا ہے۔ مغربی محققین کا انداز تحقیق ہم سے مختلف ہے۔ وہ تو بال کی کھال اتارتے ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ کینیڈا اور امریکہ میں پڑھاتی رہی ہیں، اس لیے ان کا طریق

Marfat.com

تحقیق بھی وہی ہے۔ پھر میاں صاحب نے پوچھا کہ وہ پاکستان کب آ رہی ہیں؟ میں نے کہا کہ انہوں نے میکگل یونیورسٹی، مانٹریال سے استعفیٰ ۳۱ مئی ۲۰۱۰ء کو دے دیا ہے۔ اب وہ ٹورنٹو میں منتقل ہو گئی ہیں (اپنے بیٹے کے قریب)۔ اب زیر حوالہ تحقیقی منصوبے (سلسلہ چشتیہ) پر زیادہ توجہ دے سکیں گی۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ مشائخ نقشبندیہ پر بھی تو کام کریں۔ میں نے برجستہ کہا کہ آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ہے وہ اسی سلسلے کی ہے۔ اس پر میاں صاحب مسکرائے۔ میں نے بتایا کہ ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ کی ایک کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی سے شائع ہو رہی ہے۔ جلد چھپ جائے گی۔ اس میں چھ مقالات مشائخ نقشبندیہ کے بارے میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ سے کہیں گے کہ وہ کتاب یہاں بھی بھجوائیں۔ اس پر حنیف صاحب نے کہا کہ ہم وہ کتاب لائبریری کے لیے خرید لیں گے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اگر وہ کتاب کراچی میں شائع ہو رہی ہے تو وہاں سے خریدی جا سکتی ہے۔ اس کا انتظام ہو جائے گا۔

میاں صاحب نے حنیف صاحب کو خطاب کرتے ہوئے شروع میں یہ بھی کہا تھا کہ مزید دو سو کتابیں الگ (Sort) کی گئی ہیں۔ یہ بھی لائبریری میں بھجوا دی جائیں گی۔ مزید کتابیں خرید کر لائبریری میں جمع کروا دی جائیں گی تاکہ یہ کام آگے بڑھے۔ شاہ صاحب (راقم) کی مدد بھی اس کام میں شامل ہو گی۔

حنیف صاحب نے آہستہ سے مجھے ایک واقعہ سنایا جو انسان کی تلاش کے بارے میں تھا۔ میں نے کہا کہ واقعی انسان کی تلاش بہت مشکل کام ہے اور حقیقی انسان مشکل سے ہی ملتا ہے۔ اس پر حامد علی انصاری صاحب نے کہا کہ میں نے ''اسرار و

Marfat.com

رموز'' کے شروع میں پڑھا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ علامہ اقبالؒ نے اسرار ورموز کے شروع میں چند اشعار نقل کیے ہیں جو انسان کی تلاش کے بارے میں ہیں۔ اب میاں صاحب بھی متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ اشعار مولانا رومؒ کے ہیں۔ میں نے کہا کہ جی علامہ اقبالؒ نے مولانا رومؒ کے اشعار نقل کیے ہیں اور یہ ان کی مثنوی معنوی سے ہیں۔ میں نے پہلے دو شعر پڑھے۔ اب پورے اشعار یہاں پر نقل کیے جاتے ہیں:۔

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زین ہمرہان سست عناصر دلم گرفت
شیر خدا و رستم دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست
(مولانا جلال الدین رومیؒ)

جب ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ کے بارے میں میاں صاحب نے سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ مکتوبات امام ربانیؒ کا انگریزی ترجمہ ہو رہا ہے۔ یہ جسٹس (ر) منیر احمد مغل کر رہے ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے پوچھا کہ کتنا کام ہو گیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ کافی کام ہو گیا ہے۔ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب نے بھی بتایا کہ کافی کام ہو چکا ہے۔ میں نے کہا کہ مکتوبات امام ربانیؒ ایک ایسی کتاب ہے جس میں بہت گہرائی اور گیرائی ہے۔ اس کا ترجمہ کرنا آسان کام نہیں۔ میاں صاحب نے اس بات

Marfat.com

کی تصدیق کی۔ میں نے اس حوالے سے ایک واقعہ سنایا کہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م۔۱۷ نومبر ۱۹۹۹ء) بتایا کرتے تھے کہ لوہاری دروازہ میں زیر مسلم مسجد مولوی شمس الدین، تاجر کتب نادرہ کی دکان ہوتی تھی۔ کتابیں دیکھنے کے لیے میں بھی وہاں جایا کرتا تھا۔ وہاں بہت سے فاضل حضرات تشریف لائے تھے۔ مولوی منظور احمد[78] ساہیوال والے بھی آتے تھے۔ جب کوئی بات ہوتی تو وہ مکتوبات (امام ربانی) کے حوالے دیتے اور عبارتیں پڑھتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ مکتوب کے حافظ ہیں۔ اس حوالے سے میاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی منظور احمد صاحب مکان شریفی تھے۔

بعد میں میز پر کھانا لگایا گیا۔ ہم نے کھانا کھایا۔ میاں صاحب نے بھی اپنے بیڈ پر ہی کھانا کھایا۔ بھٹی صاحب نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ میاں صاحب نے کھانے کے دوران ہی فرمایا کہ چائے لائیں۔ کھانے کے بعد چائے پی گئی۔ آپ نے چوہدری صاحب اور حامد علی صاحب سے کہا کہ آپ باتھ روم میں جا کر ہاتھ دھولیں۔ برتن بھی اٹھالیے گئے۔ میں اور حضرت میاں صاحب کمرے میں اکیلے رہ گئے۔ میاں صاحب نے ایک خاص تحفہ مجھے عنایت فرمایا اور خاموش رہنے کے لیے کہا۔ پھر میں نے بھی باتھ روم میں جا کر ہاتھ دھوئے۔ اب میاں صاحب نے حنیف صاحب سے پوچھا کہ آپ شاہ صاحب (راقم السطور) کو گھر چھوڑ کر جائیں گے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے راستے میں بچوں کو ساتھ لینا ہے۔ میں شاہ صاحب کو اسکیم موڑ ملتان روڈ پر رکشے میں بٹھا دوں گا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے، لیکن میاں صاحب نے بھٹی صاحب سے کہا کہ شاہ صاحب کو آپ گھر چھوڑ کر آئیں اور حامد علی صاحب کو بھی لائبریری کے

Marfat.com

قریب اتار دیں، کیوں کہ ان کی موٹر سائیکل وہاں کھڑی تھی۔ میاں صاحب نے ہم تینوں کو تحائف دے کر روانہ کیا۔

چوہدری محمد حنیف صاحب پہلے چلے گئے۔ ہم پانچ منٹ بعد بھٹی صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بھٹی صاحب نے حامد علی صاحب کو لائبریری کے قریب اتار دیا اور بھٹی صاحب مجھے نزد مسجد حمزہ اتار کر واپس چلے گئے۔ ان کو میاں صاحب کے پاس جانا تھا۔ میرے استفسار پر بھٹی صاحب نے بتایا تھا کہ آج حضرت صاحب یہاں ہی ٹھہریں گے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چلتے وقت فہرست کا کمپوز کیا ہوا مسودہ واپس لے لیا اور میاں صاحب سے پوچھا تھا کہ اگر آپ کو اس (مسودے) کی نقل مطلوب ہو تو کل بنوا کر پیش کر دی جائے گی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس کی دو نقول تیار کروائیں۔

دوران گفتگو راقم السطور نے میاں صاحب کو بتایا تھا کہ حنیف صاحب کی اشیر باد/ حوصلہ افزائی سے یہ کام ہو رہے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ حنیف صاحب میرے ساتھ بھی بہت تعاون کرتے ہیں۔

میں نے میاں صاحب کو بتایا تھا کہ میں نے انگریزی زبان میں قریباً ایک سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے جو حنیف صاحب نے شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ حنیف صاحب نے اس کی تصدیق کی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس کو پروفیسر منور حسین صاحب کو بھی دکھا لینا۔ میں نے کہا کہ جب یہ ٹائپ ہو جائے گی اور اس کے پروف ایک دو بار پڑھ لیے جائیں گے تو پھر پروفیسر صاحب کو دکھا لیں گے۔

Marfat.com

یہ تجویز جو میاں صاحب نے دی بہت اچھی تھی، کیوں کہ پروفیسر صاحب انگریزی کی استاد رہے ہیں۔

۲۸۔نومبر ۲۰۱۰ء

حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب نے میٹنگ بلائی

آج بروز اتوار بتاریخ ۲۸۔نومبر ۲۰۱۰ء حضرت میاں جمیل احمد صاحب نے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے مکان (ڈیرہ) پر پانچ بجے شام ایک اجلاس بلایا۔حضرت میاں صاحب نے خود مجھے بتایا تھا کہ آپ بھی اس میں آئیں۔ میں پونے پانچ بجے وہاں پہنچ گیا۔نماز مغرب وہاں باجماعت ادا کی۔ اس کے بعد نشست گاہ والے کمرے میں آ گئے۔میاں صاحب بھی واکر پر تشریف لے آئے اور چارپائی پر بچھے بستر پر بیٹھ گئے۔ میں نے درج ذیل کتب میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیں۔

۱۔ مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں) (دو نسخے)

۲۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے خطوط (دو نسخے)

۳۔ عبدالقادر جیلانیؒ از فاروق القادری مطبوعہ بر عرس حکیم صاحب (ایک نسخہ)

میاں صاحب ان کتابوں کو بغور دیکھتے رہے۔پھر محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کو کتابوں والا لفافہ دے کر فرمایا کہ ان کو بھی رکھ لیں۔

اس اجتماع میں جن حضرات نے شرکت کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب

۲۔ سعید احمد صدیقی صاحب (فرزند ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب)

۳۔ محمد عالم مختار حق صاحب

Marfat.com

۴۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب

۵۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب

۶۔ عارف صاحب (غالباً میاں صاحب کے مرید' ان کی تھوڑی دیر بعد فلائٹ تھی)

۷۔ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب

۸۔ سید جمیل احمد رضوی (راقم السطور)

اور بھی کافی لوگ تھے۔ حاضرین کی تعداد قریباً بیس تھی۔ فاروقی صاحب نے حج کی بات کی اور حج کے سفرناموں کا بھی ذکر کیا۔ میں نے کہا کہ اردو میں حج کے سفرناموں پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں کام ہو چکا ہے اور یہ شائع بھی ہو گیا ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ لاہور میں ڈاکٹر ممتاز انور صاحب حرمین شریفین کے سفرناموں پر کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ لائبریری و انفارمیشن سائنس میں فارن پروفیسر' ہائر ایجوکیشن کمیشن HEC کی اسامی پر کام کر رہے ہیں۔ یہ پہلے کافی سال تک سعودی عرب میں رہے۔ پھر ملائیشیا میں پروفیسر رہے۔ پھر کویت میں بھی پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آج کل پنجاب یونیورسٹی میں کام کر رہے ہیں۔ وہ اردو میں حج کے سفرناموں کی ایک ایسی فہرست بنا رہے ہیں جس میں کتابیاتی اندراجات کے ساتھ کتابوں کے طلب نمبر (Call Nos) بھی شامل کر رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ یہ کتاب کس لائبریری میں موجود ہے۔

پھر فاروقی صاحب نے محمود کی بات کی جو کئی سالوں سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اس کی تفصیل میاں صاحب نے بتائی کہ وہ کس طرح وہاں پہنچے اور اتنی طویل

Marfat.com

مدت سے وہاں رہ رہے ہیں۔ پھر فاروقی صاحب نے قاری غلام رسول اور ان کے ایک ساتھی کا واقعہ سنایا۔ وہ حج کے لیے ایک قافلے کے ساتھ بذریعہ سڑک جا رہے تھے۔ ان کا زادراہ چوری ہو گیا یا قافلے کا منتظم پیسے لے کر بھاگ گیا۔ پھر یہ دونوں صاحب ایران پہنچے۔ مشہد مقدس چلے گئے۔ وہاں قاری صاحب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو مقامی ایرانی ان کی خدمت کرتے تھے۔ پھر جب زادراہ تیار ہو گیا تو حج کے لیے چلے گئے۔

آج فاروقی صاحب نے کھانے پینے کی باتیں زیادہ کیں۔ ان کی گفتگو میں مزاح بہت تھا۔ میاں صاحب اور حاضرین نے ان کی باتوں سے خوب لطف اٹھایا۔ پھر کھانا پیش کیا گیا۔ میاں صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ فاروقی صاحب کو اپنے ذخیرہ کتب کی فہرست (جلد سوم) پیش کی اور کہا کہ دیکھو کہ ہماری فہرست کی جلد سوم شائع ہو گئی ہے۔ میاں صاحب بہت خوش تھے۔ انہوں نے اس کا ایک نسخہ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کو بھی پیش کیا۔

عالم صاحب نے اس فہرست سے ایسے حوالے فاروقی صاحب کو دکھائے جن میں ان کا نام مذکور تھا۔ اس فہرست کا ۶۸ صفحات پر مشتمل مقدمہ راقم السطور نے لکھا ہے۔ اس کی نشاندہی بھی عالم صاحب نے کی اور یہ بھی بتایا کہ یہ مقدمہ اتنا مبسوط ہے کہ الگ بھی شائع ہو سکتا ہے۔ فاروقی صاحب نے فرمایا کہ رضوی صاحب (راقم السطور) کی مہربانی ہے کہ وہ ہمارا ذکر بھی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ باتیں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے بھی سنائیں۔ (افسوس کہ وہ روزنامچہ میں درج نہ ہو سکیں)

Marfat.com

۳۰۔نومبر ۲۰۱۰ء

میاں صاحب کی راقم السطور کے مسکن پر تشریف آوری

آج بتاریخ ۳۰۔نومبر ۲۰۱۰ء قریباً ساڑھے تین بجے سہ پہر حضرت میاں صاحب راقم کے مسکن پر تشریف لائے۔ان کے ساتھ دو اور صاحبان بھی تھے (ایک ڈرائیور اور ایک صاحب عبدالغفور نامی؟) میاں صاحب وہیل چیئر پر آئے۔ڈرائنگ روم میں بیس پچیس منٹ تک بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ میں نے فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (جلد سوم) کے مقدمے میں اپنے ایک غیر مطبوعہ انگریزی مضمون کا حوالہ دیا ہوا ہے۔اس کے حوالے پر میاں صاحب نے نشان لگایا ہوا تھا۔فرمانے لگے کہ یہ کب چھپے گا؟ اور کس طرح؟ میں نے بتایا کہ اس کی اشاعت کی ذمہ داری چوہدری محمد حنیف صاحب' چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری نے لی ہوئی ہے۔انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کو خود چھپوائیں گے۔میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ کتاب کتنے صفحات کی ہوگی؟ میں نے کہا: اندازاً ایک سو صفحے کی۔[۷۹]

میاں صاحب نے فرمایا کہ اگر چوہدری صاحب شائع کریں گے تو وہ خرید لیں گے۔میں نے کہا کہ پروگرام اس طرح کا بنا ہوا ہے کہ اس کی قریباً ایک سو کاپیاں چھپوا کر وہ آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔میں نے یہ بھی بتایا کہ آپ نے ۱۳۔اکتوبر ۲۰۱۰ء کو بیت النور میں ہونے والی میٹنگ میں فرمایا تھا کہ اس کو پروفیسر منور حسین کو بھی دکھا لینا۔میں نے عرض کیا تھا کہ جب اس کے دو تین پروف پڑھ لیں گے تو آخر میں ان کو

Marfat.com

دکھادیں گے۔آج میاں صاحب نے فرمایا کہ ان کو دکھانا ضروری نہیں ہے۔

میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ پانچ سو کے قریب کتابیں شرقپور شریف میں رکھی ہوئی ہیں۔وہ بھی لائبریری میں جمع کروادی جائیں گی۔نیز اور کتابیں خرید کر لائبریری کو بطور عطیہ دیں گے۔کون سی کتابیں خریدی جائیں؟ یہ بتائیں۔میں نے عرض کیا کہ اس بارے میں چوہدری محمد حنیف صاحب سے مشورہ کرلیا جائے گا۔ انہوں نے شاید ہندوستانی مطبوعات کی ایک فہرست بھی بنائی ہوئی ہے۔دہلی میں ایک بہت بڑی کتاب میلہ لگتا ہے۔وہاں ہمارے کتاب فروش بھی جاتے ہیں۔ان کے ذریعے کتابیں منگوائی جاسکتی ہیں۔میاں صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ایک ملنے والے ہیں' انہوں نے انڈیا سے اپنے جگر کا علاج کروایا ہے۔ان کے ذریعے بھی منگوائی جاسکتی ہیں۔نیز فرمایا کہ پروفیسر مسعود احمد (مرحوم) کے بھتیجے انڈیا میں ہوتے ہیں۔ان سے بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ کتابیں خرید لیں۔ان کی قیمت ہم ادا کردیں گے۔میں نے کہا کہ ہاں اس طرح بھی ہوسکتا ہے۔میاں صاحب نے فرمایا کہ کتابیں ایسی ہوں جو علمی اور تحقیقی نوعیت رکھتی ہوں۔میں نے عرض کیا کہ تکرار (Duplication) سے بھی بچنا چاہیے اور کتب کا انتخاب اس نوعیت کا ہو جو قابل قدر ہوں تاکہ ذخیرے میں اچھا اضافہ ہوسکے۔

میں نے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو جو انگریزی میں مَیں نے کام کیا ہے وہ آپ کو دکھادوں اور آپ اپنا دست مبارک بھی اس کو لگادیں۔میاں صاحب نے اس کی اجازت دے دی۔میں اضافہ شدہ مسودے کی فوٹو کاپی اوپر والے کمرے سے لے آیا اور حضرت میاں صاحب کو اس کے مندرجات ورق گردانی کرتے ہوئے

Marfat.com

بتائے ۔ پھر میں نے گزارش کی کہ اپنا دست مبارک اس کو لگا دیں۔ آپ نے میری استدعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔

دوران گفتگو میں نے چائے وغیرہ کا پوچھا تو فرمانے لگے کہ ابھی چائے پی کر آیا ہوں۔ اس کی ضرورت نہیں۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ اپنا ایڈریس اور فون نمبر لکھ دیں میں نے آپ کے پاس ڈائری پر اپنے گھر کا ایڈریس اور فون نمبر لکھ دیا۔

میاں صاحب نے پوچھا کہ کیا حکیم صاحب کے مطب پر فون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حکیم صاحب کے وصال کے بعد وہاں فون لگ گیا ہے۔ فرمایا کہ اس کا نمبر بھی لکھ دیں۔ میں نے وہ نمبر بھی لکھ دیا۔ میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ حکیم صاحب کی وفات کے بعد انہوں (میاں زبیر احمد صاحب اور محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب) نے دکان خرید لی ہے۔ یہ بہت اچھا کیا۔ میں نے بتایا کہ ہمایوں سعیدی صاحب اسلامیہ کالج سول لائنز کے گریجوایٹ ہیں اور حضرت احمد سعید کاظمیؒ کے مرید ہیں۔

آخر میں مَیں نے درخواست کی کہ میری پوتی جو کہ ماشاء اللہ ساڑھے تین سال کی ہے' چلتی پھرتی ہے' اس کے حق میں دعا فرمائیں کہ وہ جلد پوری باتیں بھی کرنے لگے۔ ایک ایک لفظ تو کہتی ہے' کبھی کبھی دو الفاظ بھی جوڑ لیتی ہے۔ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ خیر کرے۔

اس کے بعد جب جانے لگے تو فرمایا کہ میرا مرکب (وہیل چیئر) تو باہر ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے کہا کہ میں گاڑی سے آپ کے ساتھ آنے والوں کو بلاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ایک کا نام عبدالغفور ہے۔ میں گاڑی کے قریب

Marfat.com

گیا اور ان دونوں کو اطلاع دی۔ وہ دونوں آ گئے اور میاں صاحب کو وہیل چیئر پر بٹھا کر لے گئے۔ میاں صاحب نے فرمایا: شاہ صاحب! آپ بیٹھیں، گاڑی تک نہ آئیں۔ میں نے میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے آج بڑی مہربانی فرمائی کہ تشریف لائے۔

۱۸۔فروری ۲۰۱۱ء

میاں صاحب کی تشریف آوری اور کتابوں کے بارے میں گفتگو

آج قریباً نو بجے صبح میاں صاحب احقر کے مسکن پر تشریف لائے۔ سعید احمد صدیقی صاحب پہلے آئے اور انہوں نے دروازہ پر بیل (Bell) دی۔ جب میں باہر گیا تو سعید صدیقی صاحب نے کہا کہ میاں صاحب آئے ہیں۔ وہیل چیئر پر تشریف لائیں گے۔ میں نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا اور بڑا گیٹ بھی کھول دیا۔ میاں صاحب نے آتے ہی السلام علیکم کہا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے سعید صدیقی صاحب سے کہا کہ بڑے دروازے سے چیئر کو لے آئیں۔ لیکن میاں صاحب نے فرمایا کہ یہی دروازہ (ڈرائنگ روم والا دروازہ) ٹھیک ہے۔ مشکل سے وہ چیئر سے سہارے کے ساتھ اٹھے۔ ڈرائنگ روم میں تشریف لائے اور صوفہ پر بیٹھ گئے۔ صدیقی صاحب بھی ساتھ بیٹھ گئے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ بھی بیٹھیں۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ میں نے آپ کی مزاج پرسی کی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ تشریف لائے۔

اس کے بعد کتابوں کی باتیں شروع ہوئیں۔ میاں صاحب نے سوال کیا کہ

Marfat.com

حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے ذخیرہ کتب میں کیا خصوصیت تھی۔ میں نے بتایا کہ حکیم صاحبؒ نے اپنے ذخیرے میں بہت اہم اور کمیاب کتب بھی جمع کر رکھی تھیں۔ اگر ان کو اصل کتاب نہیں ملی تو انہوں نے اس کی عکسی نقل (فوٹو کاپی) جلد کروا کر رکھی تھی۔ لیکن زیادہ اصل کتابیں تھیں۔ انہوں نے اپنے پسند کے موضوعات پر کتب جمع کر رکھی تھیں۔ ان کے ذخیرے میں سلسلہ چشتیہ کے متعلق بہت کتب ہیں۔ جب ہم (ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اور راقم السطور) نے ستمبر ۲۰۰۴ء میں سلسلہ چشتیہ پر تحقیقی کام شروع کیا تو لاہور میں ہمیں حکیم صاحبؒ کے ذخیرہ کتب میں زیادہ مواد ملا۔ حکیم صاحب نے محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب (جو کہ ان کے مطب میں اب بھی کام کرتے ہیں) کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ وہ ہر اتوار کو قدیم (پرانی) کتب فروشوں کی دکانوں پر جائیں (انار کلی میں) اور وہاں سے ان کے پسندیدہ موضوعات پر کتب خرید کر لائیں۔ جب وہ کتابیں حکیم صاحب کو دکھائی جاتیں تو وہ ان کا انتخاب اس طرح سے کرتے کہ یہ کتاب لائبریری میں بھجوائی جائے گی اور یہ فلاں صاحب کو دی جائے گی۔ اس طرح ذخیرے میں کتابوں کا اضافہ ہوتا رہا۔ ان کے وصال کے بعد اب بھی ان ہی موضوعات پر نئی اور پرانی کتابیں میاں زبیر احمد صاحب اور محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب جمع کرتے ہیں اور لائبریری میں ان کے ذخیرہ کتب میں اضافہ کے لیے بھجواتے ہیں۔

اسی دوران میں نے یہ بھی بتایا کہ میں مارچ ۲۰۰۵ء میں پیر محمد اجمل چشتی صاحب ۸۰ ساکن چشتیاں شریف، ضلع بہاول نگر گیا اور وہاں پانچ روز تک ان کے ہاں ٹھہرا۔ یہ پروگرام ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اور پیر صاحب کے مشورہ سے طے ہوا

Marfat.com

تھا۔ پیر صاحب نے سلسلہ چشتیہ پر بہت نادر اور کمیاب مآخذ جمع کر رکھے ہیں۔ ان میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ دونوں شامل ہیں۔ وہاں سے میں قریباً چار ہزار صفحات کی فوٹو کاپی لے کر آیا۔ یہ سب کتابیں ہمارے موضوع سے متعلق بنیادی مآخذ پر مشتمل تھیں۔

پھر سعید احمد صدیقی صاحب نے میاں صاحب سے اجازت لے کر بات شروع کی کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ نقشبندیت اور مجددیت پر نئی کتابیں کس طرح حاصل کی جائیں تاکہ ان کو میاں صاحب کے ذخیرۂ کتب میں جمع کروایا جا سکے۔ میں نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا پاکستان اور ہندوستان میں نئی کتب شائع کرنے والے بہت سے ادارے ہیں۔ وہ اپنی فہرستیں Publisher's Catalogues بھی شائع کرتے ہیں۔ ان کو وہ طلب کرنے والوں کو بلا قیمت دیتے ہیں۔ آپ متعلقہ اداروں کی فہرستیں حاصل کریں۔ اگر آپ چاہیں تو ان فہارس کا ایک ایک نسخہ مجھے دے دیں اور ایک ایک لائبریری والوں کو دے دیں۔ میں متعلقہ اہم کتب پر نشان لگا دوں گا۔ لائبریری کا متعلقہ عملہ فہرست سے مقابلہ کر کے دیکھ لے گا کہ کون سی کتب کی تکرار (Duplication) ہو رہی ہے۔ تکرار والی کتب کو نہ خریدا جائے۔ غیر ضروری تکرار (Unnecessary duplication) ذخیرۂ کتب کی افادیت اور اہمیت کو نہیں بڑھاتی۔ اس طرح ضروری نئی کتابیں خریدی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح ہندوستان سے بھی ناشرین کی فہرستیں منگوائی جا سکتی ہیں۔ ان سے بھی اسی طرح مطلوبہ کتب کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین) سے بھی آپ کہہ سکتے ہیں اور وہ آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

میاں صاحب کا خیال ہے کہ فہرست کی چوتھی جلد کے لیے پندرہ سولہ سو کتب

Marfat.com

ہوں جن کو جلد چہارم میں شامل کیا جا سکے۔ کچھ کتابیں تو میاں صاحب نے پہلے ہی اس مقصد کے لیے لائبریری میں بھجوادی ہیں۔

دوران گفتگو حضرت میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ہم حسب توفیق کتابیں خرید کر لائبریری کو دیں گے تا کہ ذخیرے میں جمع ہوسکیں۔

میں نے یہ بھی وضاحت کی کہ فہرست کی چوتھی جلد بھی اسی طرح شائع ہوسکتی ہے جس طرح جلد سوم شائع ہوئی ہے۔ لائبریری والوں کے پاس کام کرنے والا باصلاحیت عملہ بھی موجود ہے۔ میں نے اس سلسلے میں حنیف صاحب' چیف لائبریرین' سے بات بھی کی تھی اور کہا تھا کہ اس سلسلے میں میرے ذمے جو کام لگایا جائے گا وہ میں ان شاء اللہ کروں گا۔ آپ کے سامنے بھی اس بات کا اعادہ کرتا ہوں۔

میں نے میاں صاحب کو بتایا کہ گزشتہ سال دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ایک تو میری (راقم السطور) ہے جس میں شہدائے کربلا کے بارے میں مقالات شامل ہیں اور دوسری دعا کے موضوع پر ہے جو میرے ایک عزیز نے فیصل آباد میں شائع کروائی ہے۔ یہ ان کی تالیف ہے۔ اس پر نظر ثانی اور اضافہ کا کام راقم نے کیا تھا اور دعا کے موضوع پر کتاب کا مقدمہ بھی میں نے لکھا ہے۔ میں دونوں کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ وہ کتابیں لے کر آئیں نا۔ چنانچہ میں نے درج ذیل کتابوں کے دو دو نسخے حضرت میاں صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیے۔

۱) زاد المعاد لفلاح العباد (بندوں کی نجات کے لیے زاد آخرت)' از سید فیض الحسن رضوی' نظر ثانی و اضافہ از سید جمیل احمد رضوی۔ فیصل آباد (۲۰۱۰ء)

۲) مقالات حسینیت از سید جمیل احمد رضوی۔ لاہور (۲۰۱۰ء)

Marfat.com

کتابیں لے کر میاں صاحب نے دیکھیں اور ان کو سعید صدیقی صاحب کے حوالے کر دیا کہ ان کو لفافہ میں ڈال کر گاڑی میں رکھ دیں۔ حسب ارشاد صدیقی صاحب وہ پیکٹ اٹھا کر لے گئے۔ میاں صاحب نے یہ بھی ان سے کہا کہ وہ وہیل چیئر لے آئیں تا کہ چلیں۔ اسی دوران میں نے میاں صاحب کو بتایا کہ آپ کے بارے میں میری انگریزی زبان میں زیر طبع کتاب یونیورسٹی پریس میں ہے[۸۱]۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کاغذ اور کارڈ لے کر دونوں پریس میں بھجوا دیے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب اگلے ہفتہ کے دوران چھپ جائے گی۔

اس کی تعداد کے بارے میں بات ہوئی تو میاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ اس کو تین سو کے قریب چھپوالیں۔ دو سو میں خرید لوں گا۔ میں نے کہا کہ وہ آپ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حنیف صاحب اس کو ذاتی حیثیت میں ڈھائی سو کے قریب تعداد میں چھپوا رہے ہیں۔ وہ دو سو نسخے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ باقی اس کے پچاس نسخے بچیں گے۔ پچیس وہ خود رکھ لیں گے اور پچیس راقم کو دیں گے تا کہ ہم اس کو احباب میں تقسیم کر سکیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے خرید کی بات اس لیے کی تھی کہ ان کے لیے کوئی مشکل نہ ہو (یعنی بوجھ نہ ہو)۔ میں نے بتایا کہ حنیف صاحب کا کہنا ہے کہ میرے لیے اس حوالے سے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا ''پھر ٹھیک'' ہے۔

میں نے یہ بھی بتایا کہ حنیف صاحب کا کہنا ہے کہ جب کتاب شائع ہو جائے گی تو اس وقت آپ (راقم) بھی ساتھ چلیں تا کہ یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی

Marfat.com

جائے۔ وہ آپ سے ٹائم لے لیں گے۔ آپ شاید حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ پر ہر اتوار کو آتے ہیں؟ میاں صاحب نے فرمایا کہ ہاں میں آتا ہوں بلکہ اب تو سوموار کو بھی عموماً آتا ہوں لیکن چار اور پانچ بجے سہ پہر کے قریب۔ اس کے بعد میاں صاحب وہیل چیئر پر بیٹھ کر تشریف لے گئے یعنی گاڑی تک۔

اسی دوران میں نقیہ زہرا بچی کو اٹھا کر لے گیا اور میاں صاحب سے گزارش کی کہ یہ میری پوتی ہے۔ اس کو پیار دیں اور اس کے حق میں دعا بھی کریں۔ یہ ابھی باتیں کم کرتی ہے۔ ویسے ماشاء اللہ چلتی پھرتی ہے۔ میاں صاحب نے اس کو پیار دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے گا۔

۱۱۔اپریل ۲۰۱۱ء

میاں صاحب کی تشریف آوری اور کتابوں کی فہرست کی بات کی

آج حضرت میاں صاحب تشریف لائے ۔ محمد حیات نقشبندی مجددی صاحب (بابا جی حیات صاحب) نے آ کر دو بار بیل (Bell) دی۔ عزیزہ معصومہ نے پوچھا کون؟ حیات صاحب نے کہا: جمیل صاحب کا گھر یہی ہے۔ عزیزہ نے کہا کہ وہ آ رہے ہیں۔ میں باہر گیا اور حیات صاحب سے ملا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت صاحب (میاں صاحب) تشریف لائے ہیں۔ گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ میں گاڑی کے قریب گیا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک صاحب انڈیا جا رہے ہیں۔ محمد اقبال مجددی صاحب سے کتابوں کی ایک فہرست لی ہے۔ وہ صاحب کتابیں انڈیا سے لائیں گے۔ آپ بھی اس بارے میں سوچیں کہ کون سی کتب ہم لائبریری کے لیے

Marfat.com

خرید کر دے سکتے ہیں۔ میں نے کہا جی اچھا۔ میاں صاحب نے شیرینی کا ڈبہ پکڑا ہوا تھا۔ وہ مجھے عنایت کیا۔ میں نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور دعا کے لیے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا کہ دعا ہی دعا ہے۔ پھر آپ تشریف لے گئے۔ ڈرائیور کے علاوہ تین صاحب اور بھی آپ کے ساتھ تھے۔

۱۶۔اپریل ۲۰۱۱ء

میاں صاحب کی آمد اور آپ نے کتابوں کی فہرست کے متعلق دوبارہ بات کی

آج بروز ہفتہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ وقت قریباً سات بجے صبح کا تھا۔ عزیز عقیل احمد سلمہٗ نے دروازہ کھولا۔ اس نے مجھے آنے کے لیے اشارہ کیا۔ میں باہر گیا تو سامنے پروفیسر خالد بشیر صاحب[۸۲] (ساکن گجرات) کھڑے تھے۔ علیک سلیک ہوئی۔ مزاج پرسی کے بعد فرمانے لگے کہ میں نے میاں صاحب کے متعلق انگریزی میں آپ کی کتاب پڑھی ہے۔ بہت اچھی ہے۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ فرمانے لگے حضرت میاں صاحب تشریف لائے ہیں۔ میں گاڑی کے قریب گیا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کتابوں کی ایک فہرست پروفیسر محمد اقبال مجددی نے بنا کر دی ہے۔ اس کی بیس بائیس کاپیاں حنیف صاحب (چوہدری محمد حنیف صاحب) کی معرفت کروائی ہیں۔ ایک کاپی آپ کو بھی دیں گے۔ اس کو دیکھیں۔ ایک آدمی انڈیا جا رہا ہے۔ جو کتابیں مل جائیں گی وہ لائبریری میں بھجوا دی جائیں گی۔ میں نے عرض کیا جو کتابیں نہ ملیں وہ یہاں پاکستان سے تلاش کرنے کی کوشش کی جائے یا پھر کوئی جائے تو وہ تلاش اور حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ میاں صاحب نے اس سے اتفاق کیا۔

Marfat.com

پروفیسر خالد بشیر صاحب گاڑی کے باہر کھڑے تھے۔ میاں صاحب نے ان کا تعارف کروایا کہ انہوں نے بھی دو تین ایم۔ اے کیے ہوئے ہیں (ایم۔ اے انگریزی بھی)۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے اور اب آپ نے بھی فرما دیا ہے۔ میاں صاحب نے مٹھائی کا ایک ڈبہ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ وہ مجھے عنایت کیا۔ میں نے میاں صاحب کی آمد اور اس تحفہ کے لیے ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد میاں صاحب نے پروفیسر صاحب سے فرمایا: بیٹھیں ہم چلیں۔ میں نے آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کیا۔

میں نے دوران گفتگو میاں صاحب کو یہ بھی بتایا کہ میں نے چوہدری محمد حنیف صاحب کو فون کیا تھا کہ وہ پبلشرز کیٹلاگ حاصل کریں تاکہ کتابوں کا انتخاب کیا جا سکے اور تکرار (Duplication) سے بچا جا سکے۔ پھر ان کو حضرت میاں صاحب خرید کر لائبریری میں بھجوائیں گے۔ یہ بات میں نے پچھلی ملاقات مورخہ ۱۴۔ اپریل ۲۰۱۱ء کے حوالے سے کی تھی۔

۲۳۔ اپریل ۲۰۱۱ء

میاں صاحب کی تشریف آوری اور ناشتہ کے لیے تحفہ لانا

آج آٹھ بجے صبح دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں باہر گیا تو دیکھا کہ حضرت میاں صاحب کے ایک مرید کھڑے تھے۔ سلام مسنون کے بعد کہنے لگے کہ حضرت صاحب آئے ہیں۔ میں جلدی سے گاڑی کے قریب گیا۔ آپ گاڑی کی اگلی سیٹ پر تشریف فرما تھے۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ فرمانے لگے کہ کتابوں کی فہرست دہلی پہنچ گئی ہے۔ پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک صاحب سے کہا: شاہ صاحب (راقم

Marfat.com

السطور) کو دیں۔ میں نے دیکھا کہ انڈوں کی ایک ٹرے تھی جو انہوں نے میرے حوالے کی۔ میں نے میاں صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا۔ پھر میاں صاحب تشریف لے گئے۔ رات سے مہمان (عزیز ریاض الحسن سلمہٗ اور ان کے بچے) آئے ہوئے تھے۔ ان کو ڈبل روٹی فرائی انڈوں کے ساتھ ناشتہ دینا تھا۔ میں نے مہمانوں سے کہا کہ لگتا ہے کہ یہ انڈے آپ کے لیے میاں صاحب نے عطا کیے ہیں۔ پہلے کبھی انڈوں کا تحفہ آپ کی جانب سے نہیں ملا تھا۔ آج میاں صاحب نے بطور خاص انڈوں کا تحفہ عطا فرمایا۔ بے شک اللہ والے کشف سے جان لیتے ہیں کہ آج ہمارے نیازمند کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ سبحان اللہ۔ یہ ولایت کی نشانی ہے اور اس طرح جود و عطا کا اظہار خدارسیدہ بزرگوں کا کام ہے۔ یہ میاں صاحب کی نوازش اور خصوصی شفقت ہے جس کا اظہار وہ کرتے رہتے ہیں۔ ہم جیسے گوشہ نشین نیازمندوں کا اتنا خیال رکھنا' یہ ان ہی کا حصہ ہے۔ الحمد لله علیٰ احسانہ۔

۱۸۔ ستمبر ۲۰۱۱ء

میاں صاحب نے برفی کا تحفہ بھجوایا

مجھے ایک ہفتہ پہلے اسہال کی تکلیف ہوئی تھی اور ساتھ بخار بھی ایک روز رہا۔ ادویہ استعمال کرتا رہا۔ الحمدللہ تین چار روز کے بعد طبیعت ٹھیک ہوگئی۔ کمزوری رہی۔ ان شاءاللہ وہ بھی رفع ہو جائے گی۔ ان دنوں کھانے والی میٹھی چیز کی جانب طبیعت مائل ہوتی رہی۔ یہ دو تین دن سے کیفیت ہے۔ آج قریباً ساڑھے نو بجے باہر ایک صاحب (خالد محمود مجددی صاحب) موٹر سائیکل پر آئے۔ ان کو حضرت میاں صاحب نے بھیجا تھا۔ عزیز وصی احمد سلمہٗ (پوتا) نے آواز دی کہ باہر ایک انکل آئے ہیں۔ میں

Marfat.com

نیچے آیا۔ دیکھا تو وہی صاحب تھے جو تقریباً چودہ روز پہلے بھی میاں صاحب کی طرف سے شیرینی کا ڈبہ لے کر آئے تھے۔ آج انہوں نے بتایا کہ حضرت میاں صاحب نے آپ کے لیے پلاسٹک کے دو بند برفی کے ڈبے بھجوائے ہیں اور سلام بھی کہا ہے۔ میں نے ان صاحب کی وساطت سے میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا اور آنے والا کا بھی۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ میرا اسلام حضرت میاں صاحب تک پہنچا دینا۔ مزید یہ بھی کہا کہ حضرت میاں صاحب کا فیضان تو ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ صاحب بائیک پر چلے گئے۔

حضرت میاں صاحب روحانی طور پر اپنے نیازمندوں اور متعلقین سے رابطہ رکھتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ حضرت میاں صاحب کی طرف سے بھجوا دی جاتی ہے۔ حالانکہ میرا ان سے کوئی رابطہ بھی نہیں ہوتا۔ یہ روحانی رابطہ ہے جو شیخ اپنے نیازمندوں سے رکھتے ہیں۔

یکم جنوری ۲۰۱۲ء

میاں صاحب سے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ملاقات

حضرت میاں صاحب سے یہ ملاقات حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہوئی تھی۔ اس میں چوہدری محمد حنیف صاحب، محمد شیراز فیض بھٹی صاحب اور دیگر حضرات بھی شامل تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے روزنامچہ (ڈائری) میں اس کی روداد کے متعلق تحریر موجود نہیں ہے۔ میں نے اس ملاقات کا ذکر اپنی تالیف: ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپور نقشبندی مجددی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور (نادر و کمیاب کا تعارف) مطبوعہ ۲۰۱۲ء کے ''مقدمہ'' میں کیا ہے)[۸۳]۔ اس کا متعلقہ

Marfat.com

اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یہاں پر اس امر کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب کے ذخیرۂ کتب میں متعدد کتابیں ایسی ہیں جن پر لکھا ہوا ہے:۔

ھدیہ

منجانب طالبِ دعا

رب نواز قصوری

یہ کتابیں پیش کرنے والے نے سب کتابوں کے شروع میں اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے۔ یکم جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار میاں صاحب سے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میری ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں نے میاں صاحب سے سوال کیا کہ یہ رب نواز قصوری کون تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نواب ممدوٹ کے ماموں تھے۔ ان کے پاس یہ کتابیں تھیں۔ انہوں نے زیرِ حوالہ کتابیں آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی لائبریری کے لیے بطور ھدیہ دے دی تھیں (صفحہ ۱۴۔۱۵)

میں نے بتایا تھا کہ یہ کتابیں انیسویں صدی عیسوی کے آخر یا بیسویں صدی عیسوی کے شروع کی چھپی ہوئی ہیں۔ یہ اپنی قدیم طباعت کی وجہ سے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ میٹنگ بہت بھرپور تھی۔ اس میں میاں صاحبؒ نے کھل کر باتیں کی تھیں۔ اس میں آپ نے ڈاکٹر محمد یوسف کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد یوسف اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ وہ اعلیٰ حضرتؒ کو بتائے بغیر میڈیکل کا ایک کورس کرنے کے لیے لندن چلے گئے تھے۔ وہاں سے انہوں نے وڈے میاں صاحبؒ (اعلیٰ حضرتؒ) کو اپنی لندن میں آنے کی اطلاع

Marfat.com

دی۔ اعلیٰ حضرتؒ نے ان کو ایک خط ارسال کیا تھا۔ اس کو پڑھنے کے بعد ان کی طبیعت میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ یہ اس قدر شدید تھی کہ انہوں نے زیرحوالہ کورس بھی مکمل نہ کیا اور واپس آ گئے ہیں۔ واپسی کے بعد اگلے روز وہ اور ان کے بزرگ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ یہ کورس مکمل کیے بغیر واپس آ گئے۔ اس کے بعد آپؒ کی دعا سے ان کی ترقی کے مدارج طے ہوتے گئے۔ یہ واقعہ نور اسلام میں ایک سے زیادہ بار شائع ہوا۔ اس کو ڈاکٹر محمد یوسف صاحب نے خود لکھا ہے۔ اس کی تفصیل کو نور اسلام میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آسانی کے لیے اس مضمون کا حوالہ درج ذیل ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ کا خط بھی ساتھ شائع ہوا ہے۔

محمد یوسف، ڈاکٹر: صحیفہ گرامی کا فوٹو۔ نور اسلام۔ جلد ۹، شمارہ ۵ (مئی ۱۹۶۳ء) ۲۰_۳۲

راقم السطور نے اپنی تالیف ''حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (توضیحی کتابیات و وضاحتی اشاریہ نور اسلام'' متعلقہ مقالات و مناقب) ۸۴، مطبوعہ ۲۰۱۳ء میں اس مضمون کے متعلق جو نوٹ لکھا ہے اس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اس مضمون کے شروع (صفحہ ۲۸) پر اس مکتوب گرامی کا عکس دیا گیا ہے جو حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے بنام ڈاکٹر محمد یوسف کو ۱۹۲۴ء کے ماہ دسمبر میں ولایت بھیجا تھا۔

صفحہ ۲۹ سے ڈاکٹر محمد یوسف کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ اس میں انہوں نے ان واقعات کو بیان کیا ہے جو انہیں ولایت میں پیش آئے۔ وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے گئے تھے، لیکن جب ان کو حضرت میاں صاحبؒ کا مذکورہ مکتوب ملا تو وہ تعلیم مکمل کیے بغیر

Marfat.com

واپس آ گئے۔ ایک دن گھر ٹھہر کر شرقپور شریف میں خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ اس روز جمعہ تھا۔ اگلے روز میاں صاحبؒ سے جو مکالمہ ہوا وہ بہت دلچسپ ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنی ترقی کے بارے میں لکھا ہے۔ آخر میں آپؒ (اعلیٰ حضرتؒ) کے چند روحانی واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس مضمون میں حضرت میاں صاحبؒ کی اس توجہ اور دعا کا ذکر کیا گیا ہے جو ڈاکٹر محمد یوسف کی ترقی کا باعث بنی۔

یہی مضمون نور اسلام کے شمارہ مئی جون ۱۹۷۵ء اور اپریل ۱۹۷۷ء میں بھی شائع ہوا۔ پھر یہی مضمون نور اسلام کے شمارہ نومبر ۱۹۸۲ء میں بھی شائع ہوا۔ (صفحہ ۱۵۹)

اس واقعہ کو سنانے کے بعد حضرت میاں صاحب نے سید محفوظ حسین مرحوم خلیفہ رابع حضرت امام علی شاہ مکان شریفیؒ کی بیماری کے حوالے سے بات بھی کی تھی اور فرمایا تھا کہ ان کو شاہ صاحب (راقم السطور) جانتے ہیں۔ یہ موضع بھولیر، ضلع شیخوپورہ میں مدفون ہیں۔ اس میٹنگ میں اور بھی باتیں ہوئی تھیں، لیکن راقم ان کو ڈائری میں لکھ نہ سکا۔ مجھے ان کے ریکارڈ ہونے کا علم نہیں ہے۔ میں نے اس روز محسوس کیا تھا کہ حضرت میاں صاحب اپنی صحت کی خرابی کے باوجود بہت خوش دلی سے باتیں کرتے رہے۔

۹۔ جنوری ۲۰۱۲ء

میاں صاحب کی آمد اور فہرست جلد چہارم کے مقدمے کی بات کرنا

آج حضرت میاں صاحب تشریف لائے۔ ان کا ایک خادم دو تین منٹ پہلے اطلاع دینے کے لیے آیا تھا کہ میاں صاحب آ رہے ہیں۔ میں لائبریری سے اس کے

Marfat.com

سامنے واپس آیا۔ اس نے بتایا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اپنا بیگ اندر رکھا۔ دروازے پر دستک ہوئی کہ آپ تشریف لے آئے ہیں۔ میں بڑی گلی میں گیا۔ گاڑی ڈرائیور نے واپس کی۔ میں میاں صاحب کی سیٹ کی طرف پہلے ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جو آپ فہرست چہارم کے لیے مقدمہ لکھ رہے ہیں وہ کتابی شکل میں بھی شائع ہو سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی لائبریری سے واپس آ رہا ہوں۔ کل بھی لائبریری جاؤں گا تا کہ فہرست (جلد چہارم) کا میرے ذمے کام ختم ہو جائے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ کتاب کے مقدمے کی حد تک اس کے ۵۱ صفحات کمپوز ہو چکے ہیں۔ ان میں اضافہ کر کے ۱۰۰ صفحات ہو سکتے ہیں۔ پھر یہ کتاب کی شکل میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے اس کام کو کریں۔

میں نے عرض کیا کہ ہم (چوہدری محمد حنیف صاحب، راقم السطور اور دیگر لوگ) میاں خلیل احمد صاحبؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے تھے[۸۵]۔ ہجوم کی وجہ سے آپ سے ملاقات ممکن نہ تھی۔ آپ نے اس سے اتفاق کیا۔ میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور آپ کو صبر جمیل عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ آپ نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی مرحوم کی بعض باتوں کا اب علم ہو رہا ہے۔ مجید نظامی صاحب، ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت، لاہور ان کے بہت معتقد ہیں۔ میں نے کہا کہ میں گھر میں نوائے وقت لیتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ اس میں جو کچھ حضرت میاں خلیل احمد صاحبؒ کے بارے میں چھپ رہا ہے اس کو محفوظ کر لیتا ہوں۔ فرمانے لگے کہ وہ مجھے

Marfat.com

بھی دیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں بھی اس کی عکسی نقل پیش کروں گا۔ فرمانے لگے کہ ابھی شرقپور شریف سے آرہا ہوں۔ پہلے آپ کے پاس ہی آیا ہوں۔ ابھی لاہور میں دو جگہ اور جانا ہے۔ پھر واپس شرقپور شریف جانا ہے۔

میاں صاحب نے خادمین سے کہا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کے لیے پیٹی پہنچادیں۔ چنانچہ وہ پیٹی پہنچادی گئی۔ خاصی بڑی تھی۔ میاں صاحب کا تحفہ تھا۔ اس بند پیٹی میں بہت اعلیٰ قسم کے سیب تھے۔ میں نے اس کے لیے میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا تھا اور کہا تھا کہ آپ کی نوازشیں تو پہلے ہی بہت زیادہ ہیں۔ آپ ہمیشہ کرم فرمائی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی علم دوستی اور علم پروری کس حد تک ہے کہ میاں خلیل احمد مرحوم کے یوم قل خوانی سے اگلے روز ہی تشریف لے آئے۔ اس سے ان کے عزم اور ہمت کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔ خداوند عالم ان کو صحت وسلامتی سے رکھے۔ آمین۔

۱۵۔ جنوری ۲۰۱۲ء

میاں صاحب سے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ملاقات

آج نماز فجر کے بعد تعقیبات سے فارغ ہوا تھا اور میاں صاحب کی فہرست کی جلد چہارم کے فائنل پروف پڑھ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ جب میں باہر گیا تو میاں صاحب کے مرید اور خادم (خالد محمود مجددی صاحب) نے بتایا کہ آپ کو میاں صاحب نے یاد کیا ہے۔ وہ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر موجود ہیں۔ میں گاڑی لے کر آیا ہوں۔ میں نے خالد صاحب سے کہا کہ ایک منٹ میں آتا ہوں۔

Marfat.com

میں اندر آیا' اہل خانہ کو بتایا کہ میاں صاحب نے بلایا ہے' میں جا رہا ہوں۔ میں نے اپنے ساتھ کتابی شکل میں فہرست (جلد چہارم) کا مسودہ بھی لے لیا[۸۶]۔

ہم حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر پہنچے۔ میں میاں صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ وہ اکیلے کمرے میں بیٹھے تھے۔ میں نے سلام پیش کیا۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ میں نے میاں صاحب کی مزاج پرسی کی۔ فرمایا کہ دیکھ لیں۔ رضائی لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے کہ میں پرسوں سے ادھر ہی ہوں۔

میں نے شاپر سے فہرست (جلد چہارم) کا غیر مطبوعہ مسودہ نکال کر کہا کہ میں نے لائبریری والوں سے کہا تھا کہ اس کی دو کاپیاں پرنٹ کی صورت میں نکال لیں۔ دو چھٹیاں آ رہی ہیں۔ ایک میں پڑھوں گا' دوسری کاپی حامد صاحب پڑھیں۔ ان دو دنوں میں اس کی پروف خوانی پھر ہو جائے گی۔ کوشش ہونی چاہئے کہ اس میں حتی الامکان کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ جب کتاب پریس میں چلی جاتی ہے اور چھپ جاتی ہے تو وہ لکھنے والے کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ جب آپ کا خادم مجھے بلانے کے لئے گیا تو میں اسی مسودے کو دیکھ رہا تھا۔ چند صفحات پڑھنے والے باقی رہ گئے ہیں۔ مسودے کو پڑھ کر میں نے اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ کل ان شاء اللہ لائبریری جاؤں گا اور اس کی اغلاط لگواؤں گا۔

میاں صاحب نے سوال کیا کہ اب اس کے چھپنے میں کتنے دن لگ جائیں گے میں نے کہا کہ کم سے کم ایک ہفتہ تو لگ جائے گا۔ اس کا ڈیٹا پین ڈرائیو میں لے کر پریس کے کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا جائے گا۔ پریس والے اس کی ٹریسنگ نکالیں گے۔

Marfat.com

حامد علی انصاری صاحب اس کو چیک کریں گے کہ یہ ہمارے پرنٹ کے مطابق نکلی ہے۔ پھر پریس والے اس کی کاپی پیسٹنگ کریں گے۔ اس کے بعد اس کی پلیٹیں بنوائیں گے۔ پھر پرنٹنگ مشین پر اس کے فرمے چھپ جائیں گے۔ اس کے بعد دفتری/جلد سازی کا کام شروع ہو جائے گا۔ بعد ازاں جلد ساز اس کی جلد بندی کا کام مکمل کرے گا۔ اس طرح اتنا وقت (ہفتہ عشرہ) لگ جائے گا۔ (میری اطلاع کے مطابق اب پنجاب یونیورسٹی پریس میں سلائی اور جلد سازی کا کام خودکار مشین کرتی ہیں)۔

اگر آپ کو مجدد کانفرنس (۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء) سے پہلے اس کی چار پانچ کاپیاں مطلوب ہوں گی تو لائبریری والے ان کے پرنٹ لے کر اتنی کاپیاں تیار کروالیں گے اور جلد بندی کے بعد آپ کو دے دیں گے۔ میاں صاحب نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ ایک کاغذ چاہیے۔ میں ایک شعر لکھواتا ہوں آپ اس کو لکھ دیں۔ میرے پاس اس مسودہ میں لیگل سائز کا ایک لکیر دار کاغذ تھا۔ اس کے ایک حصے پر میں نے مسودہ کے ان صفحات نمبر کو لکھا ہوا تھا جس پر فہرست (جلد چہارم) کی اغلاط لکھی ہوئی تھیں۔ ان کو درست کروانا تھا۔ یہ کاغذ آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ میں نے اس کا آدھا خالی حصہ کاٹ لیا۔ میاں صاحب نے لکھنے کے لیے نیلے رنگ کا پوائنٹر مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ شعر صاف طور پر کھلا کھلا لکھ دیں۔ شعر یہ ہے:۔

بر مزار پیر روشن ہم چراغ و ہم گلے
ہم پر پروانہ سوزد ہم صدائے بلبلے

میں نے کہا اصل شعر نور جہاں کے مقبرے پر لکھا ہوا ہے۔ اس میں کچھ ترمیم کی گئی ہے۔ آپ نے اس سے اتفاق کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ آپ نے کی ہے۔ فرمایا

Marfat.com

نہیں کسی اور کی ہے۔اس نے دیا ہے۔

اس کے بعد میں نے فہرست (جلد چہارم) کی افتتاحی تقریب کی بات کی اور کہا کہ تیسری جلد کی افتتاحی تقریب نہیں ہوئی تھی اور اخبارات میں تبصرے بھی نہیں ہوئے تھے۔ میں نے حنیف صاحب سے کہا تھا کہ جب چوتھی جلد چھپ جائے تو اس کی افتتاحی تقریب لائبریری کے آڈیٹوریم میں کروائی جائے۔اس کی تائید محمد ہارون عثمانی صاحب' ڈپٹی چیف لائبریرین' نے بھی کی تھی۔ اس کے اخبارات میں تبصرے بھی ہونے چاہئیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کتاب چھپ گئی ہے ۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ کام تو آپ لائبریری والوں نے کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فہرست کی جلد اول کی افتتاحی تقریب یونیورسٹی میں ہوئی تھی۔اس کے لیے کھانے پینے کا سامان آپ نے فراہم کیا تھا۔فرمانے لگے کہ کھانے پینے کا انتظام تو ہو جائے گا۔باقی کام یعنی اس تقریب کا انتظام تو آپ (راقم السطور اور لائبریری انتظامیہ) نے کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ حنیف صاحب سے بات کروں گا تا کہ کتاب چھپنے پر یہ تقریب لائبریری ہی میں ہو جائے۔میاں صاحب نے فرمایا کہ حنیف صاحب ابھی آ رہے ہیں۔ان کو لینے کے لیے آدمی گیا ہوا ہے۔تھوڑی دیر کے بعد حنیف صاحب بھی آ گئے۔احوال پرسی کے بعد میاں صاحب کے ارشاد پر کرسی پر بیٹھ گئے ۔ میں نے حنیف صاحب کو بتایا کہ میاں صاحب سے یہ باتیں ہوئی ہے یعنی کتاب کے اس فائنل پروف کو پھر پڑھا ہے۔ اس میں کافی اغلاط لگوانے والی ہیں ۔کل صبح میں لائبریری میں آؤں گا اور خود کمپوزر/ ٹائپسٹ کے پاس بیٹھ کر لگوالوں گا۔اس کے بعد کل ہی یہ کتاب پریس میں چھپنے کے لیے بھیجی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

حنیف صاحب نے کہا کہ کل آپ ذرا جلدی لائبریری آ جائیں تا کہ یہ کام جلد مکمل ہو جائے' پھر ہم تینوں (حنیف صاحب' حامد علی انصاری صاحب اور راقم السطور) پریس میں خالد خان صاحب (ڈائریکٹر پریس) کے پاس جائیں گے اور ان سے فہرست کی طباعت کے متعلق بات کریں گے اور وہیں تفصیلات طے ہو جائیں (یعنی کتابوں کی تعداد' کاغذ' پرنٹنگ اور بائنڈنگ وغیرہ اور ان کے تخمینہ کے متعلق)۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب نے پچھلی تقریب افتتاح کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں نے اس کی تفصیل بتائی۔ اس پر حنیف صاحب نے کہا کہ لائبریری کے آڈیٹوریم میں افتتاحی تقریب کا انعقاد ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ محمد ہارون عثمانی صاحب نے اس پر مقالہ لکھنے اور پڑھنے کے لیے اتفاق کیا ہے۔ ایک ان شاء اللہ میں بھی لکھوں گا۔ دو تین اساتذہ سے استدعا کریں گے کہ وہ بھی کتاب (فہرست) کے بارے میں لکھیں اور تقریب میں پڑھیں بھی۔ اس کا انتظام ان شاء اللہ ہو جائے گا۔ باقی کھانے پینے کے سامان کے متعلق میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا انتظام (ان کی جانب سے) ہو جائے گا۔ (لیکن افسوس کہ حنیف صاحب کے فریکچر کی وجہ سے یہ تقریب منعقد نہ ہو سکی)۔

میں نے حنیف صاحب سے کہا کہ اگر یہ کتاب ۲۰۔ جنوری تک نہیں چھپتی' تو کمپیوٹر سے چار پانچ کتابوں کے پرنٹ نکلوا لیے جائیں اور ان کی جلد بندی کروا کر میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حنیف صاحب نے اس سے اتفاق کیا اور کہا کہ رنگین ٹائٹل کی فوٹو کاپی کروا کر جلد پر لگوا دیں گے۔ اس طرح یہ کتابیں

Marfat.com

خوبصورت انداز میں تیار ہو جائیں گی اور میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی۔

جو آدمی حنیف صاحب کو لے کر آیا تھا وہ بازار سے پیزا بھی لے کر آیا تھا۔ چائے بھی آ گئی۔ میاں صاحب نے ہمیں فرمایا کہ کھائیں۔ چنانچہ ہم نے پیزا کھایا اور چائے بھی پی۔ میاں صاحب نے بھی ہمارے ساتھ چائے پی۔ اس کے بعد فرمایا کہ آج اتوار ہے۔ بہت سے کرنے والے کام ہوتے ہیں۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔ میاں صاحب نے حنیف صاحب سے پوچھا کہ آپ گاڑی پر آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جو آدمی مجھے لینے گیا' اس نے کہا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں' لہٰذا میں اپنی گاڑی نہیں لایا۔ آپ نے اپنے خادموں کو بلایا اور فرمایا کہ ان کو گھروں تک پہنچا دیں۔ ہم نے سلام کیا اور کمرے سے باہر آ گئے۔ میاں صاحب کے خادم (خالد محمود مجددی صاحب) نے کہا کہ پہلے شاہ صاحب (راقم السطور) کو پہنچانا ہے۔ پھر چوہدری حنیف کو۔ میں نے حنیف صاحب سے پوچھا کہ آپ کو دیر تو نہیں ہو جائے گی۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ انہوں نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ ہمارا پروگرام تو پہلے ہی آج حضرت میاں صاحب کے پاس آنے کا تھا۔ کاموں میں ذرا دیر ہو گئی۔ اتنے میں میاں صاحب کا آدمی پہنچ گیا اور میں حاضر ہو گیا۔ ڈرائیور نے مجھے گھر کے قریب اتارا۔ پھر چوہدری حنیف صاحب کو ڈراپ کرنے کے لیے چلے گئے۔ باقی حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس کا پس منظر اور مصلحت بھی لکھی جاتی ہے۔

میں غلطی سے میاں صاحب کا پوائنٹر اپنے ساتھ لے آیا یعنی میں نے سمجھا کہ

Marfat.com

شاید یہ میرا ہے۔ میں عام طور پر سیاہ رنگ کا پوائنٹر اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ جب میں گھر آ کر کتاب کے پروف پڑھنے لگا تو میری جیب سے دو پوائنٹر نکلے۔ ایک سیاہ اور ایک نیلا۔ یہ دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا کہ یہ پوائنٹر تو میاں صاحب کا ہے جو میں غلطی سے لے آیا ہوں۔ میں نے فون پر چوہدری حنیف صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ میاں صاحب کا موبائل نمبر میرے پاس نہیں تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں افراد خانہ کہنے لگے کہ آپ چائے پی لیں۔ اگر پوائنٹر واپس کرنے کے لیے جانا چاہتے ہیں تو چائے کے بعد چلے جانا۔ میں نے چائے بمشکل پی۔ گھر سے باہر چوک سپر مارکیٹ سے رکشہ لیا اور حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر پہنچ گیا۔ میاں صاحب کے خادم نے کہا کہ آپ کمرے کے اندر چلے جائیں۔ میں جب اجازت لے کر کمرے کے اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ محمد عالم مختار حق صاحب کرسی پر میاں صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے جاتے ہی میاں صاحب سے اظہار افسوس کیا کہ میں غلطی سے آپ کا پوائنٹر اپنے ساتھ لے گیا۔ جب گھر میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہوگئی ہے تو بہت پریشان ہوا۔ یہ واپس کرنے آیا ہوں۔ میاں صاحب نے کہا کہ بال پوائنٹ پنسل (پوائنٹر) آپ کو لے کر آئی ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر میں نے عالم صاحب کی احوال پرسی کی۔ تین ابلے ہوئے انڈے پلیٹ میں پڑے ہوئے تھے۔ خادم نے چائے بھی لا کر رکھ دی۔ میاں صاحب نے کہا کہ انڈا کھائیں اور چائے بھی پئیں۔ میں نے کہا کہ آپ کا ارشاد ہے اس لیے انڈا کھا لیتا ہوں۔ میں نے انڈا کھا لیا اور چائے بھی پی لی۔ عالم صاحب نے بھی ایسا ہی کیا۔

Marfat.com

بعد میں میاں صاحب نے عالم صاحب سے کہا کہ یہ شعر میں نے کاغذ پر لکھوایا ہے اور شاہ صاحب (راقم السطور) نے لکھا ہے۔ دیکھ لیں ٹھیک ہے۔ عالم صاحب نے دیکھ کر کہا کہ شاہ صاحب نے لکھا ہے' درست ہے۔ پھر میاں صاحب نے عالم صاحب سے کہا کہ اس کو کسی کاتب سے ٹین کے ٹکڑے پر لکھوا دیں۔ عالم صاحب نے کہا کہ یہ کاتب کا کام نہیں' پینٹر کا کام ہے۔ وہ ٹین وغیرہ پر لکھتے ہیں۔ میں نے بھی ان کی بات سے اتفاق کیا۔ عالم صاحب نے پوچھا کہ اس کا سائز کیا ہو؟ میاں صاحب نے سامنے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں دروازے کے درمیان میں کنڈی لگی ہوئی ہے وہاں سے لے کر دروازے کے آخر تک اس کی لمبائی ہو۔ میں نے کہا کہ کنڈی دروازے کے وسط میں لگی ہوئی ہے آخر تک کا فاصلہ تین فٹ کے قریب ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس کی شکل (ٹین کے ٹکڑے کی شکل) مربع ہوگی؟ میاں صاحب اور عالم صاحب نے کہا کہ مربع نہیں بلکہ اس کی چوڑائی کم ہوگی یعنی ۳×۲ ہونی چاہیے۔ میں نے کہا مستطیل شکل کا ہوگا۔ بعد میں عالم صاحب نے کاغذ کا وہ ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور کہا کہ میں کسی پینٹر سے لکھوانے کی کوشش کروں گا۔

چونکہ بات کاتب کی ہوئی تھی۔ اس لیے میاں صاحب نے کاتب ''دین محمد'' کی باتیں شروع کر دیں۔

ایک اور بات جو حنیف صاحب کی موجودگی میں ہوئی وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کا ذکر ہوا۔ میں نے کہا کہ جب وہ خطبات بہاولپور ۸۷ کے لیے آئے تھے تو واپسی پر لاہور ٹھہرے۔ جامعہ پنجاب کے وائس چانسلر ڈاکٹر خیرات محمد ابن رسا نے

Marfat.com

انہیں ایک لیکچر دینے کی دعوت دی۔ انہوں نے سینیٹ ہال میں لیکچر دیا۔ اس میں راقم السطور بھی حاضر تھا۔ اس لیکچر میں ڈاکٹر صاحب نے صلح حدیبیہ کو ایک نئے انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف خیبر کے یہودی اسلام کے مخالف تھے' دوسری جانب قریش مکہ مخالف تھے۔ حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد خیبر کا رخ کر کے یہودیوں کو شکست دی۔ پھر فتح مکہ آٹھ ہجری میں ہوا۔ اس طرح اسلامی قوت نے باری باری دونوں کو شکست دی۔ لیکچر کے بعد ڈاکٹر صاحب وائس چانسلر کے ساتھ سینیٹ ہال سے باہر نکلے۔ میں بھی دیگر حضرات کے ساتھ ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ وائس چانسلر نے ڈاکٹر صاحب کو پیشکش کی کہ اگر آپ یہاں یونیورسٹی میں تدریس کے لیے آنا پسند فرمائیں تو ہم حاضر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب میں کہا کہ میں جہاں (پیرس) بیٹھ کر کام کر رہا ہوں وہی جگہ بہتر ہے۔ وہاں خاموشی سے کام ہو سکتا ہے۔

اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ خطبات بہاولپور کے وقت میں بھی خطبات سننے کے لیے بہاولپور گیا تھا۔ ان دنوں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب وہاں ہوتے تھے۔ میں تو اپنے ایک جاننے والے کے پاس ٹھہر گیا۔ ہر روز رکشہ میں بیٹھ کر یونیورسٹی جاتا تھا اور لان ہی میں بیٹھ کر لیکچر سن لیتا تھا۔ ایک روز میں جس رکشہ پر بیٹھا' اس کا ڈرائیور پیر تھا۔ میں نے سوچا کہ پیر کے پیچھے پیر بیٹھا ہوا ہے۔ اس پر قہقہہ بلند ہوا۔ اس نے بتایا کہ میں اپنے مریدوں کے ہاں جاتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ آپ کی خدمت (نذر و نیاز کی صورت میں) کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بعض کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔ میں نے پوچھا کہ جو نہیں کرتے ان کے لیے آپ کیا کہتے

Marfat.com

ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کو دے تاکہ وہ مجھے دیں۔ میں نے سوچا کہ یہ ایسی دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دے تاکہ میں دوسروں کو دوں۔ اس سے میاں صاحب کا اللہ تعالیٰ پر توکل اور (جود وسخا) کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے۔

۱۳۔ فروری ۲۰۱۲ء

میاں صاحب تشریف لائے اور ایک کتاب مجھے عطا کی (بشمول دیگر تحائف)

آج بروز سوموار حضرت کا ایک مرید اور خادم آیا اور اس نے بتایا کہ حضرت صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ میں اوپر مکان کی چھت پر دھوپ میں لیٹا ہوا تھا۔ وقت قریباً ۱۲ بجے دوپہر سے چند منٹ پہلے کا تھا۔ میں فوراً نیچے آیا اور دروازے سے باہر نکلا اس مرید (خالد محمود مجددی صاحب) نے بتایا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ جب ہم دونوں بڑی گلی کی جانب چلے تو سامنے میاں صاحب کی گاڑی آکر رکی۔ میں نے قریب جا کر آپ کو سلام پیش کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ میاں صاحب نے ایک کتاب مجھے عطا کی۔ اس کا عنوان فخر شیر ربانی تھا[۸۸]۔ یہ حضرت میاں خلیل احمد صاحب شرقپوریؒ کے متعلق تھی۔ اسی اثنا میں آپ نے پوچھا کہ کتاب کب چھپے گی یعنی فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (جلد چہارم)۔ میں نے کہا کہ آج کتاب ملنے کا امکان تھا۔ میں نے لائبریری میں فون کیا تھا، لیکن حنیف صاحب سے رابطہ نہ ہو سکا۔ پھر میں نے یہ بھی بتایا کہ دوسری کتاب پر کام کر رہا ہوں۔ چند روز کا کام باقی رہ گیا ہے۔ میں نے آپ کے استفسار پر بتایا کہ یہ فہرست جلد چہارم کا مقدمہ ہے جس میں مَیں نے کافی اضافے کیے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی کہ یہ کتابی صورت میں چھپ جائے۔ آپ نے پوچھا کہ اس کو کون چھاپے

Marfat.com

گا۔ میں نے کہا کہ اس کو حنیف صاحب شائع کریں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر ٹھیک ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے کہا کہ وہ چیزیں رکھوالیں۔ اس سے پہلے دوران گفتگو آپ نے اپنے خادموں سے فرمایا کہ وہ چیزیں شاہ صاحب (راقم السطور) کے گھر کے قریب پہنچادیں۔ آپ کا مرید وہ دونوں پیٹیاں دروازہ کے اندرونی حصہ میں رکھ کر لوٹ رہا تھا۔ میں نے آپ کا بہت شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مہربانی فرمائی۔ پھر آپ گاڑی میں چلے گئے۔ گاڑی ہی میں بیٹھے بیٹھے ہوئے میاں صاحب سے یہ گفتگو ہوئی۔ میں باہر کھڑا رہا اور میاں صاحب سے یہ مختصر گفتگو ہوئی۔

میاں صاحب کا دو بند پیٹیوں کا تحفہ یہ تھا کہ ایک میں کِنّو تھے اور دوسری میں کیلے۔ حضرت میاں صاحب کی اس طرح کی نوازشات اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ یہ آپ کی علم پروری کی روشن دلیل ہے۔ کتاب سے محبت کرتے ہیں۔ صاحب علم لکھنے والوں سے پیار کرتے ہیں اور ان کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ آپ کے اس عمل سے صوفیائے سلف اور اولیائے عظام کے کردار کی عکاسی ہوتی ہے۔ خداوند عالم آپ کو صحت وسلامتی سے رکھے۔ آپ کی ذات گرامی ایک شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عالم پیری اور بیماری کی حالت میں بھی اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں اور صاحبان علم سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔

۱۴۔ فروری ۲۰۱۲ء

میاں صاحب کی لائبریری کے باہر تشریف آوری اور ان کی خدمت میں حنیف صاحب نے کتابیں پیش کیں

میں ۱۴ فروری ۲۰۱۲ء کو لائبریری پہنچا۔ ابھی میں نے کام شروع ہی کیا تھا کہ

Marfat.com

حامد علی انصاری صاحب میری سیٹ کے قریب آئے اور بتایا کہ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا ہے کہ حضرت میاں صاحب لاہور آئے ہیں۔ غالباً ماڈل ٹاؤن میں ہیں۔ وہ واپسی پر لائبریری آنے والے ہیں۔ اس وقت بعد دوپہر ایک بجنے والا تھا۔ حامد صاحب نے بتایا کہ چوہدری حنیف صاحب نے کہا ہے کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کو ان کے دفتر میں بلالیں تاکہ جب میاں صاحب تشریف لائیں تو ہم اکٹھے کتاب (فہرست جلد چہارم) کے دس نسخے ان کی خدمت میں پیش کریں۔ میں چوہدری صاحب کے دفتر میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ڈاکٹر سعید نیازی صاحب ماہر امراض چشم بھی آ گئے۔ حنیف صاحب نے بتایا کہ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کا فون آیا ہے کہ میاں صاحب ایک بجے بعد دوپہر کے قریب لائبریری آئیں گے۔ ہم انتظار کر رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ میں نے حضرت میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کے بارے میں نوائے وقت میں شائع ہونے والے مضامین اور خبروں کے تراشے جمع کیے ہوئے ہیں۔ ان کی فوٹو کاپی کروا کر فائل کور میں لگا کر میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں۔ چوہدری حنیف صاحب کی وساطت سے میں نے ان کی فوٹو کاپی کروائی۔ ایک فائل کور لے کر ان کو اس میں لگایا۔

میاں صاحب قریباً دو بجے بعد دوپہر لائبریری کے صدر دروازے کے قریب تشریف لائے یعنی ان کی گاڑی آ کر رکی۔ چوہدری صاحب کو بذریعہ فون اطلاع ملی۔ انہوں نے کہا کہ میاں صاحب آ گئے ہیں۔ چنانچہ ہم سب (چوہدری محمد حنیف صاحب، حامد علی انصاری صاحب، ڈاکٹر سعید نیازی صاحب) راقم السطور اور چیف لائبریرین کے آفس کے چند اہلکار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چوہدری

Marfat.com

صاحب کے ارشاد کے مطابق میں آگے آگے تھا۔ میں نے میاں صاحب کو سلام کیا اور مذکورہ فائل آپ کو دیتے ہوئے بتایا کہ اس میں حضرت میاں خلیل احمدؒ صاحب کے متعلق نوائے وقت میں چھپنے والے مضامین اور خبروں کے تراشے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھا اور کہنے لگے کہ آپ .... ؟ میں نے کہا کہ میرے پاس ان کی نقول موجود ہیں۔ میاں صاحب نے وہ فائل رکھ لی۔ پھر چوہدری محمد حنیف صاحب نے دس کتابوں (فہرست کی جلد چہارم) کا سیٹ پیش کیا۔ میاں صاحب نے خادم سے کہا کہ اس کو پیچھے رکھ لو۔ پھر فہرست کی چار جلدوں (اوّل تا چہارم) کا سیٹ بھی میاں صاحب کو آصف جلالی صاحب کو پیش کرنے کے لیے دیا۔ اس کے بعد غالباً کشف المحجوب کا ایک نسخہ جو شعبہ عربی نے شائع کیا ہے' اس میں حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کا مقدمہ بھی شامل ہے۔ اس کا ایک نسخہ پیش کیا۔ میاں صاحب نے غالباً اس کی قیمت کے متعلق پوچھا۔ حنیف صاحب نے بتایا کہ یہ کتاب بلا قیمت ملی ہے۔ اس کے علاوہ میاں خلیل احمدؒ صاحب کے متعلق ایک رسالے کی دو فوٹو کاپیاں بھی مع اصل رسالہ میاں صاحب کو پیش کیں۔ اس کے بعد حامد علی انصاری صاحب اور ڈاکٹر سعید نیازی صاحب نے آپ سے مصافحہ کیا۔ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب بھی اس دوران وہاں موجود رہے۔ پھر میاں صاحب نے ڈرائیور کو چلنے کے لیے کہا۔ گاڑی روانہ ہو گئی۔ حنیف صاحب نے بھٹی صاحب سے پوچھا کہ آپ ساتھ نہیں گئے۔ انہوں نے بتایا کہ میں اپنی گاڑی میں آیا ہوں اور میاں صاحب کے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔ پھر بھٹی صاحب بھی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ان کے ساتھ چلے گئے۔

Marfat.com

۱۱۔ مارچ ۲۰۱۲ء

راقم السطور سے میاں صاحب نے گوجرانوالہ میں فون پر رابطہ کیا

آج بروز اتوار علی الصبح ساڑھے آٹھ بجے گوجرانوالہ کے لیے روانہ ہوا۔ وہاں ساڑھے دس بجے کے قریب پہنچ گیا۔ اگلے روز ایک بجے بعد دوپہر عزیز خاور عباس سلمہٗ کے ساتھ واپس لاہور آنے کا پروگرام تھا۔ سوموار کو وہاں میرے موبائل پر فون آیا کہ حضرت میاں صاحب بات کریں گے۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ گوجرانوالہ میں ہوں۔ قریباً ایک بجے بعد دوپہر واپسی کا پروگرام ہے۔ فون بند ہو گیا۔ میں نے فوراً فون کیا اور پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں لاہور میں حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر ہوں۔ میں نے پوچھا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ آئیں گے تو بات ہو گی۔ میں نے کہا کہ ان شاء اللہ تین بجے سہ پہر واپس لاہور آ جاؤں گا۔ کہنے لگے کہ میں تین بجے تک یہاں ہوں۔ پھر مجھے واپس شرقپور شریف جانا ہے۔ وہاں ایک کام ہے اگر آپ تین بجے تک آ گئے تو ملاقات ممکن ہو گی۔

میاں صاحب کے ساتھ اس رابطے سے میرے اندر ایک تجسس کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور سوچنے لگا کہ آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں عزیز خاور عباس سلمہٗ سے فون پر بات کی۔ عزیز نے بتایا کہ ہم ان شاء اللہ تین بجے تک لاہور پہنچ جائیں گے۔ عزیز دفتر سے واپس آ گئے اور ہم ایک بج کر پینتیس منٹ پر عزیز کی گاڑی پر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ابھی تین بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے کہ ہم موٹر وے کے بابو صابو انٹر چینج پر پہنچ گئے۔ میں نے میاں صاحب کو فون کیا کہ دو تین

Marfat.com

منٹ تک آپ کے پس پہنچ جاؤں گا۔ (جب گوجرانوالہ سے چلے تھے تب بھی فون پر میاں صاحب کو اطلاع کر دی تھی۔ میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اچھا آپ آ رہے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا تھا: جی ہاں)۔ میاں صاحب نے فون سن کر کہا: بے شک دس منٹ تک آ جائیں۔ جب ہم حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ (واقع بند روڈ، نزد بابو صابو) کی طرف جانے لگے تو راستہ بھول گئے۔ ایک دو مقامات سے راستہ پوچھا بھی۔ ہم تین بج کر دس منٹ پر ڈیرہ پر پہنچ گئے۔ حضرت میاں صاحب نے جو بات کہی تھی، وہ پوری ہوگئی۔ میں نے میاں صاحب کے خادم کو اپنا نام بتایا۔ جب اس نے میاں صاحب کو جا کر میرا نام بتایا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو بلائیں۔ میں کمرے کے اندر گیا۔ میں نے دیکھا کہ سعید احمد صدیقی صاحب وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے میاں صاحب کو سلام پیش کیا۔ میاں صاحب نے صدیقی صاحب سے کہا کہ قلفے کی پیکنگ لائیں۔ ایک شاہ صاحب (راقم السطور) کو دیں۔ ایک آپ لے لیں اور ایک مجھے دے دیں۔ قلفہ کھانے کے بعد میاں صاحب نے خادم سے کہا کہ شاہ صاحب کے ہاتھ دھلائیں۔ میں نے ہاتھ دھوئے۔ میاں صاحب نے بھی اپنے ہاتھ دھوئے۔

اب میاں صاحب نے بات شروع کی کہ آپ نے مکتوبات امام ربانی مطبوعہ امرتسر (چار جلدوں) کا ذکر کیا ہے[۸۹] یعنی نادر و کمیاب کتب والے پرنٹ میں کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے شروع میں (میاں صاحب) نے اپنے قلم سے نوٹس (Notes) لکھے ہیں۔ میاں صاحب نے مزید کہا کہ میرا خیال تھا کہ یہ کتاب کہیں ادھر اُدھر ہوگئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے کتاب دیکھ کر نوٹ لکھا

Marfat.com

ہے۔ اس پر آپ نے اطمینان کا اظہار کیا کہ یہ کتاب میرے ذخیرۂ کتب میں محفوظ ہے۔ آپ کے چہرے پر مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ میرے پاس اسی کتاب کا دوسرا پروف تھا جس کا زیادہ حصہ میں نے گوجرانوالہ میں پڑھالیا تھا۔ کچھ حصہ لاہور میں پہلے ہی پڑھ لیا تھا۔ یہ میں نے میاں صاحب کو دکھایا اور کہا کہ یہ کتاب تقریباً ایک سوتیس صفحات سے زائد صفحات کی ہوگی۔ اب تک اس کے ایک سوبیس صفحات ہو گئے ہیں۔ اس میں ۱۵۰ کتب کا تعارف شامل ہے۔ اس میں دس صفحات کے دو اشاریے شامل کیے جائیں گے اور چار صفحات کا مقدمہ بھی شامل ہوگا۔ اس طرح میرا اندازہ ہے کہ اس کے قریباً ۱۳۴ صفحات ہو جائیں گے۔ سعید احمد صدیقی صاحب نے یہ پروف لے کر مجھے واپس کر دیا۔ میں نے بتایا کہ اب اس کی اغلاط لگواؤں گا۔ میرے پاس پڑھا ہوا یہی مسودہ/ پرنٹ ہے۔ اس کے بعد میاں صاحب نے صدیقی صاحب سے پوچھا کہ آپ موٹر سائیکل پر آئے ہیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب کو گھر چھوڑ کر آپ بھی چلے جائیں۔ میں نے میاں صاحب کو سلام کیا اجازت لی اور صدیقی صاحب مجھے بائیک پر گھر چھوڑ گئے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ میاں صاحب کو کتابوں سے کس قدر محبت ہے۔ صرف ایک کتاب (مکتوبات امام ربانی) کے محفوظ ہونے کے بارے میں پوچھنے کے لیے مجھے دو تین بار گوجرانوالہ میں فون کیا۔ یہ علم اور کتاب کے ساتھ محبت ہونے کی عمدہ مثال ہے۔

Marfat.com

۲۲۔جولائی ۲۰۱۲ء

میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات

آج بروز اتوار میاں صاحب سے ملاقات کے لیے صبح قریباً آٹھ بجے شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ جانے والوں میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

۱) چوہدری محمد حنیف صاحب' چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۲) حامد علی انصاری صاحب' لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۳) سید جمیل احمد رضوی' سابق چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

۴) عظیم حسن صاحب (ڈرائیور)

راقم السطور کے علاوہ تینوں حضرات آٹھ بجے صبح موٹروے کے بابو صابو انٹر چینج کے قریب پہنچ گئے۔ مجھے حامد صاحب نے وہاں سے فون کیا۔ میں نے کہا کہ میں رکشہ میں بیٹھ رہا ہوں۔ پانچ سات منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ یہ تاخیر غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔ حامد صاحب سے میں نے کہا تھا کہ آپ چوہدری محمد حنیف صاحب کے مکان پر پہنچ کر مجھے فون کریں' لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ بہر حال میں آٹھ بج کر پانچ منٹ پر وہاں پہنچ گیا۔ ہم ابھی موٹروے کے شرقپور والے انٹر چینج کے قریب پہنچے کہ حضرت میاں صاحب نے چوہدری صاحب سے فون پر بات کی کہ آپ اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے میاں صاحب کے سوال کا جواب دیا۔ پھر میاں صاحب نے

Marfat.com

پوچھا کہ آپ کب تک پہنچ جائیں گے؟ حنیف صاحب نے کہا کہ امید ہے کہ ۱۵۔۲۰ منٹ تک پہنچ جائیں گے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آدھ گھنٹے سے پہلے۔ چوہدری صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ ہم شرقپور شریف ساڑھے آٹھ بجے پہنچ گئے۔ گاڑی پارک کی۔ حامد صاحب نے کتابیں اٹھائیں۔ اس ملاقات کا پس منظر یہ ہے کہ میری کتاب بعنوان ''ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور (نادر و کمیاب کتب کا تعارف)'' چھپ گئی تھی۔ اس کو چوہدری حنیف صاحب نے شائع کروایا۔ یہ پنجاب یونیورسٹی کے پریس میں طباعت کے عمل سے گزری۔ اس کے ۱۴۷ صفحات ہیں۔ چوہدری صاحب نے اس کی ایک سو کاپیاں چھپوائیں۔ اس کتاب کی پچاس کاپیاں میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنی تھیں۔ میاں صاحب سے چوہدری صاحب نے وقت لیا تھا۔ اس پروگرام کے تحت ہم وہاں گئے تھے۔ وہاں پہنچ کر کتابیں حامد علی انصاری صاحب نے اٹھائیں۔ ہم آگے بڑھے۔ ایک نوعمر طالب علم نے پوچھا کہ آپ حنیف صاحب ہیں؟ لاہور سے آئے ہیں؟ کتنے آدمی ہیں؟ چوہدری صاحب نے پہلے سوال کا اثبات میں جواب دیا۔ یہ بھی کہا کہ ہم تین آدمی ہیں' پھر غالباً چار بھی کہا۔ حامد صاحب کے کہنے پر دو طالب علم کتابیں اٹھا کر میاں صاحب کے کمرے میں لے گئے۔ تین کرسیاں بھی میاں صاحب کے بیڈ کے قریب رکھ دیں اور وہی طالب علم آ کر کہنے لگا کہ ٹھیک ہے آپ میاں صاحب کے پاس جائیں۔ ہم اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ حنیف صاحب نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ آگے چلیں۔ چنانچہ پہلے میں کمرے میں داخل ہوا اور میاں صاحب سے مصافحہ کیا۔ اتنے

Marfat.com

میں حنیف صاحب بھی قریب آ گئے۔ انہوں نے بھی میاں صاحب سے نہایت ادب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور دست بوسی کی۔ حامد علی انصاری صاحب میاں صاحب کے سرہانے کے قریب پہنچ گئے۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ حامد ہیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ اچھا بیٹھیں۔ ہم کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ کتاب کا ایک نسخہ پہلے ہی میاں صاحب کے ہاتھ میں تھا۔ آپ اس کو بار بار دیکھتے تھے۔ تھوڑے سے توقف کے بعد میں نے پوچھا: حضرت! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا: آپ کے سامنے ہے۔ بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے: اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ میں خود کروٹ بھی نہیں لے سکتا۔ اندرون خانہ جانے کے لیے وہیل چیئر کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ باہر آنے کے لیے بھی یہی چیئر استعمال کرتا ہوں۔ پھر یہ لوگ (خدام) مجھے بیڈ پر لٹا دیتے ہیں۔ کہیں باہر آتا جاتا نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ یہ کتاب آپ کے فیض اور حنیف صاحب کی حوصلہ افزائی سے چھپی ہے۔ اس کی تالیف کا کام میرے ذمے تھا۔ وہ بھی آپ کی دعا سے مکمل ہوا۔ میاں صاحب نے خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ اور مہربانی کے الفاظ ادا کیے۔ میاں صاحب نے حامد علی صاحب کی بھی تعریف کی۔ میں نے کہا کہ اس کتاب کی طباعت کی نگرانی حامد صاحب نے کی ہے۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ میں ایک دو روز پہلے کسی سے کہہ رہا تھا کہ یہ کتاب بھی نادر ہے۔ جب ہم لائبریری سائنس کا علم پڑھاتے ہیں اور نادر کتب کا موضوع زیر بحث آتا ہے تو جو کتاب محدود ایڈیشن میں چھپی ہو اس کو بھی نوادر میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے صرف ایک سو نسخے شائع ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ بھی نادر کتب میں شمار

Marfat.com

ہوتی ہے۔

کتاب کے متعلق بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں نے کہا کہ مکتوبات امام ربانی کے اس ایڈیشن کا تعارف بھی اس میں شامل ہے جس کو پڑھ کر آپ نے نوٹس لکھے ہوئے ہیں۔ جب میں مارچ ۲۰۱۲ء میں گوجرانوالہ گیا ہوا تھا۔ آپ نے مجھے گیارہ مارچ ۲۰۱۲ء کو فون کیا تھا۔ میں جب اسی روز لاہور پہنچا اور آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھ سے اسی کتاب کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اس کتاب کا اندراج اور اس پر تعارفی نوٹ دیکھ کر لکھا ہے۔ یہ کتاب لائبریری میں آپ کے ذخیرۂ کتب میں محفوظ ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میرا خیال تھا کہ کہیں ضائع نہ ہوگئی ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میاں خلیل احمد صاحب کی عادت تھی کہ اگر کسی نے کہا کہ یہ کتاب بہت اچھی ہے' مجھے چاہیے تو وہ کہہ دیتے تھے کہ آپ لے جائیں۔ اسی خیال کے تحت میں نے اس کے متعلق پوچھا تھا۔

اس موقع پر حضرت میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں جہاں جاتا کتابیں خرید کر لے آتا۔ اس طرح ان کو جمع کرتا رہا۔ پھر اس اندیشہ کے تحت کہ یہ ضائع نہ ہو جائیں' ان کو میں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ کروادیا۔ اس پر میں نے کہا کہ میری آپ سے پہلی ملاقات حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے مطب میں ۱۹۸۹ء میں ہوئی تھی۔ حکیم صاحب نے پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب سے کہا تھا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کا تعارف میاں صاحب سے کروائیں۔ مجددی صاحب نے میرا تعارف آپ سے کرایا۔ پھر جب میں نے ایک علمی کام کے حوالے سے آپ سے ایک استفسار کیا' تو آپ نے فرمایا تھا کہ آئیے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ میری طبیعت ٹھیک

Marfat.com

نہیں ہے۔اسی ملاقات کے دوران آپ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ سب کتب خانوں کی فہرستیں بنا رہے ہیں یا صرف حکیم صاحب کے ذخیرۂ کتب کی فہرست بنا رہے ہیں۔میں نے کہا کہ صرف حکیم صاحب کے ذخیرۂ کتب کی۔اس پر آپ نے مسکرا کر کہا تھا کہ یوں کہیں کہ حکیم صاحب کے نام کا ایک گوشہ لائبریری میں بنا رہے ہیں۔میں نے اثبات میں جواب دیا تھا۔اس پر حکیم صاحبؒ نے ایک فقرہ کہا تھا کہ میاں صاحب! اگر آپ نے کسی ادارے کو کتابیں دینی ہیں تو پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو دے دیں۔

اس موقع پر چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ دو ذاتی ذخائر کتب کثرت کے ساتھ لائبریری میں استعمال ہوتے ہیں۔ایک میاں صاحب کا ذخیرۂ کتب اور دوسرا حکیم صاحب کا ذخیرۂ کتب۔انہوں نے بتایا کہ ابھی چند روز پہلے ایک اسکالر صوفی برکت علی صاحبؒ کی کتاب مکشوفات[90] (پانچ جلدیں) طلب کر رہے تھے۔ہم نے اس کو لائبریری میں تلاش کیا۔آخر یہ کتاب آپ کے ذخیرۂ کتب سے ملی اور اس سکالر نے اس کو دیکھا۔اس کی تائید حامد علی انصاری صاحب نے بھی کی کیونکہ وہ اس کتاب کو تلاش کرنے کے لیے ان ذخیروں کی فہارس کو دیکھتے رہے تھے (اس روز راقم السطور بھی لائبریری میں گیا ہوا تھا)۔

میاں صاحب نے بتایا کہ یہاں (شرقپور شریف میں) ایک صاحب ملک حسن علی صاحب تھے۔ان کا اپنا عقیدہ تھا۔میں نے سوچا کہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کرنا چاہیے اور دیکھا جائے کہ کیا ہم ان کی تعلیمات کے مطابق چل رہے ہیں۔مکتوبات امام ربانی مطبوعہ امرتسر کا چار جلدوں والا ایڈیشن ملتا نہیں تھا۔آخر ایک

Marfat.com

صاحب نے بتایا کہ لوہاری دروازہ کے تاجر کتب نادرہ مولوی شمس الدین صاحب[91] کے پاس ہے۔ میں ان کے ہاں گیا۔ انہوں نے مجھے یہ ایڈیشن دکھایا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی قیمت ۱۰۰ روپیہ ہے۔ اگر آپ لیں گے تو ۸۰ روپے میں دوں گا۔ میں نے کہا کہ آپ سو روپیہ ہی لے لیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ اسی روپے ہی دیں۔ چنانچہ میں نے وہ ایڈیشن خرید لیا۔ اس کو پڑھنا شروع کیا۔ انکساری کا اظہار کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ فارسی تو ہماری ایسی ہے۔ بہر حال اس کو پڑھتے وقت میں نے عبارات کے تحت لائن بھی لگائیں اور نوٹس بھی لکھتا رہا۔ پھر ان کی مدد سے کتاب ارشادات مجدد[92] تیار ہو کر شائع کی گئی۔

اس پر حامد صاحب نے کہا کہ مکتوبات امام ربانی ایران سے بھی شائع ہوئے ہیں۔ میں نے دیکھے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ چھپ گئے ہوں گے۔ حامد صاحب نے کہا اگرچہ ایرانیوں کے خیالات اور ہیں لیکن انہوں نے ان کو شائع کیا ہے۔ میں (راقم) نے کہا کہ انہوں نے اس کو بہت علمی کتاب سمجھتے ہوئے شائع کیا ہے۔ میاں صاحب نے کہا وہاں بہت سی ایسی کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں جو شاید ان کے عقائد/خیالات کے مطابق نہ ہوں (میاں صاحب اصل میں ایسی عقیدے کی باتوں کو عام طور پر پسند نہیں کرتے۔ وہ وصل کی بات کرتے ہیں فصل کی بات نہیں کرتے)۔ مولانا رومؒ نے کیا خوب کہا:

ما برائے وصل کردن آمدیم
نہ برائے فصل کردن آمدیم

میاں صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ فہرست کی پہلی جلد میں مکتوبات کے اسی

Marfat.com

ایڈیشن کا اندراج ہے۔ وہاں سے بھی اس کو دیکھ لیا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ واقعی اس کا اندراج فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی جلد اوّل میں ہے۔

پھر میاں صاحب نے مجھے (راقم) خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے میاں خلیل احمد صاحب پر جو مضمون لکھ کر بھیجا ہے اس میں ایک نکتہ یہ ہے کہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اور میاں خلیل احمد صاحب کے درمیان جو مکالمہ ہوا تھا وہ آپ کے روزنامچے میں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ روداد محمد عالم مختار حق صاحب نے ایڈٹ کی تھی۔ میں نے تو ان کو اپنے روزنامچے کی فوٹو کاپی بھیج دی تھی۔ معلوم نہیں کہ یہ مکالمہ کس طرح اس میں شامل نہ ہو سکا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس مضمون کا حنیف صاحب کچھ کریں گے[۹۳]۔ حنیف صاحب نے کہا کہ میں اس کو ٹائپ کراؤں گا اور پھر دیکھتے ہیں کہ یہ کہاں شائع ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے اس کی ایک کاپی ماہنامہ نور اسلام کے دفتر میں بھجوائی اور ایک آپ کو۔ چھپ تو کہیں بھی سکتا تھا' لیکن میں نے اس لیے کسی کو نہ دیا کہ یہ نور اسلام میں ایک شائع شدہ اعلان کے تحت لکھا گیا ہے اس لیے یہ وہاں ہی جانا چاہیے اور آپ کے پاس بھی' کیوں کہ اعلان میں یہ بھی تھا کہ میاں صاحب کو بھی مطلوبہ معلومات ارسال کی جا سکتی ہیں۔

میں نے بتایا کہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی کتاب: Perspectives on Mughal India آکسفورڈ یونیورسٹی پریس' کراچی سے شائع ہو گئی ہے۔ اس میں غالباً چھ مقالات (Research articles) ایسے ہیں جو نقشبندی علماء اور صوفیہ کے بارے میں ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ کتاب

Marfat.com

ہمیں کیسے ملے گی؟ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ ہم اس کی دو کاپیاں لائبریری کے لیے خرید رہے ہیں۔ ایک نسخہ خرید کر آپ کو بھجوا دیں گے۔ یہ کتاب ایک ہفتہ پہلے کراچی میں شائع ہوئی ہے۔ ابھی تک اس پریس کے لاہور کے دفتر میں نہیں پہنچی۔ جس وقت لاہور کے آفس میں پہنچتی ہے ہم خرید لیں گے۔

کئی ماہ سے میرے (راقم) ذہن میں ایک خیال تھا کہ جب شرقپور شریف جاؤں گا، وہاں میاں صاحبؒ سے ملاقات کرنے کے بعد وڈے میاں صاحبؒ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے مزار پر بھی حاضری دوں گا اور دیگر بزرگوں کے مزارات پر بھی جیسے حضرت میاں خلیل احمد صاحبؒ کے مزار پر بھی (جو ابھی زیر تعمیر ہے)۔ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے مزار پر حاضر ہو کر ان کے وسیلہ سے اپنی حاجات اللہ تعالیٰ سے مانگوں گا اور حضرت میاں صاحبؒ (وڈے میاں صاحبؒ) پر ایک توضیحی کتابیات تیار کروں گا۔ اس خیال کا اظہار میں نے کسی سے نہیں کیا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے اس ملاقات کے آخر میں فرمایا کہ شاہ صاحب (راقم) حضرت میاں صاحبؒ (وڈے میاں صاحبؒ) پر چند کتابیں یہاں شائع ہوئی ہیں۔ آپ ان کو دیکھیں اور کوئی کتاب ان کے بارے میں لکھیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ پروفیسر منور حسین صاحب سے کروا لیں گے۔ یہ وہ خیال تھا جو میرے ذہن میں تھا۔ حضرت میاں صاحب نے اشارہ و کنایہ میں اس کو ظاہر کر دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضرت! میرے ذہن میں ایک خیال ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ پر کتابیاتی کام کروں گا۔ چوہدری حنیف صاحب نے کہا کہ اس کتابیاتی کام کے ساتھ نوٹس بھی ہوں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں، ان شاء اللہ اس کے ساتھ نوٹس (Annotations)

Marfat.com

بھی ہوں گے۔ حنیف صاحب نے یہ بھی کہا کہ اس کو میں شائع کروں گا۔ آپ کام کریں۔[۹۴]

پھر میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کی بیماری' ان کی شفایابی' حضرت ثانی صاحبؒ سے ملاقات' شہد کا وہاں سے ملنا —— اس واقعہ کی تفصیل قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ بیان کی۔ پروفیسر صاحب کی بیماری کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ساہی وال کے ایک بڑے زمیندار کا بیٹا ایچی سن کالج میں داخل ہوا۔ کالج انتظامیہ نے اس سے کہا کہ تعطیلات کے بعد ٹیسٹ ہوگا۔ اگر تم ٹیسٹ میں کامیاب نہ ہوئے' تو ہم تمہیں کالج سے نکال دیں گے۔ وہ زمیندار پروفیسر منور صاحب کو ساہیوال سے آگے اپنے گاؤں لے گیا۔ وہاں اس کی کوٹھیاں تھیں۔ ان کے پاس گھی اور دودھ وغیرہ بہت تھا۔ انہوں نے کھانے وغیرہ میں میری بہت خدمت کی۔ ان کا بچہ بہت کھلنڈرا تھا' میرے دوش پر بیٹھ جاتا تھا' لیکن میں تعلق کی بنا پر اس کو کچھ نہیں کہتا تھا۔ جب کالج میں ٹیسٹ ہوا تو وہ پاس ہو گیا۔ اس نے بہت اچھے نمبر لیئے' غالباً فسٹ آیا۔ مرغن غذائیں کھانے سے وہ بیمار ہو گئے۔ بہت علاج کروایا' لیکن آرام نہ آیا۔ کسی نے ان کو خالص شہد استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ چوک برف خانے سے آگے جا کر عطار کی دکان تھی۔ وہاں سے چار کلو شہد سولہ روپے میں خریدا' لیکن وہ چینی جمائی ہوئی تھی یعنی شہد میں ملاوٹ تھی۔ پروفیسر صاحب نے ایک روز کلاس میں شہد کی طلب کا ذکر کیا۔ کلاس میں شرقپور کا ایک لڑکا منصور نامی تھا۔ اس نے کہا کہ ہمارے شہر میں بشیر نامی عطار کی دکان ہے۔ وہاں سے خالص شہد مل جائے گا۔ پروفیسر صاحب اس کے ساتھ گئے اور بشیر عطار سے ملے۔ اس نے شہد دکھایا۔

Marfat.com

پروفیسر صاحب کو اچھا لگا۔ منصور نے پروفیسر صاحب سے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک بزرگ رہتے ہیں (حضرت ثانی صاحبؒ)۔ آپ ان سے بھی مل لیں۔ وہ مجھے لے گیا اور کہنے لگا کہ چونکہ میرے سر پر ٹوپی نہیں ہے اس لیے میں اوپر نہیں جا سکتا' وہ بزرگ اوپر حجرے میں بیٹھے ہیں۔ آپ مل لیں۔ چنانچہ میں اوپر گیا' آپ محویت کے عالم میں تھے' ذرا متوجہ ہوئے۔ انہوں نے پروفیسر صاحب سے پوچھا کہ نام کیا ہے' کہاں سے آئے ہو کیا کرتے ہو؟ پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں ایک کالج میں بچوں کو انگریزی پڑھاتا ہوں' آپ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔ حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ یہاں پندرہ منٹ میرا انتظار کریں۔ میں اس دوران واپس آتا ہوں۔ آپ جائیں نہیں۔ حضرت ثانی صاحبؒ گھر میں چلے گئے' پندرہ منٹ میں شہد کی ایک بڑی بوتل لے کر واپس آ گئے اور کہا کہ یہ آپ کے لیے ہے۔ اس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ حضرت ثانی صاحبؒ نے کہا کہ ہمارے جاننے والے شہد لے آتے ہیں۔ ہم بھی استعمال کرتے ہیں اور کچھ جاننے والوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اس سے منور صاحب بہت متاثر ہوئے۔ شہد لے کر بشیر عطار کی دکان پر آئے۔ اس نے کہا کہ یہ شہد بالکل خالص ہے۔ ایسا تو میرے پاس بھی نہیں ہے۔

اس کے بعد میں (راقم) نے کہا کہ جب ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر کا افتتاح ہوا تو پروفیسر منور حسین صاحب' میاں خلیل احمد صاحب کے ساتھ سٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ میں اس تقریب کا سٹیج سیکرٹری تھا۔ مقررین کے لیے وقت مقرر تھا۔ میں (راقم) نے بھی ایک مختصر مقالہ اس تقریب میں پڑھا تھا۔ میں سامعین کی پہلی لائن میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب پروفیسر منور حسین صاحب

Marfat.com

تقریر کرنے لگے تو انہوں نے یہ واقعہ سنایا اور ساتھ ساتھ ان کی آنکھوں سے آنسو بھی رواں تھے۔ حضرت میاں خلیل احمد صاحبؒ پروفیسر صاحب سے کہتے رہے کہ آپ جتنا چاہیں وقت لے لیں۔ یہ واقعہ میں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے۔

اس کے بعد میاں صاحب نے ایک طالب علم سے کہا کہ بابا غفور کو بلائے۔ بابا جی جب آ گئے تو میاں صاحب نے ان کے کان میں کوئی بات کی اور کہا کہ جلدی آئیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور تھوڑی دیر میں جامن (مٹھائی) کے تین کیجے (پیکنگ) لے آئے اور ہماری کرسیوں کے پیچھے میاں صاحب کے اشارے پر رکھ کر چلے گئے۔ اب ملاقات کرتے ہوئے قریباً پون گھنٹہ ہو گیا تھا۔ میاں صاحب نے حامد صاحب سے کہا کہ یہ تین جامن کے کیجے ہیں۔ ایک تمہارے لیے اور باقی دو ان کے لیے (یعنی حنیف صاحب اور راقم السطور) کے لیے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اب آپ جائیں (جانے کی اجازت دے دی)۔ حامد صاحب نے وہ جامن کے کیجے اٹھائے۔ جب ہم باہر آئے تو میں نے حنیف صاحب سے کہا کہ ہم پون گھنٹہ میاں صاحب کے ساتھ ملاقات کے لیے بیٹھے ہیں یعنی ۴۵ منٹ تک یہ ملاقات جاری رہی۔

پھر ہم وڈے میاں صاحبؒ (میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے مزار کی جانب گاڑی پر گئے۔ راستے میں حضرت میاں خلیل احمد مرحوم کا مزار دائیں جانب آیا۔ میں نے حنیف صاحب سے کہا کہ حفظ مراتب کی بنا پر پہلے ہمیں حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار پر حاضری دینی چاہیے۔ پھر وہاں مزارات پر حاضری دے کر حضرت میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کے مزار پر حاضر ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ داخلے کے بیرونی راستے پر ایک شخص گلاب کے پھول لے کر بیٹھا تھا۔ وہاں سے ہم نے پھولوں کے چار

Marfat.com

شاپر لیے۔ مزار کی طرف آگے چلے۔ حنیف صاحب نے مجھے بتایا کہ اب مزار کے حصے کو کافی بلندی پر لے گئے ہیں۔ اب قریباً پانچ چھ سٹیپ (Steps) اوپر چڑھنا پڑتا ہے۔ پہلے تین مزارات کے گرد دیوار تھی، اب وہ ختم کر دی گئی ہے۔ اس طرح فرش کی جگہ کافی وسیع ہوگئی ہے، گنبد وہی ہے۔ اس کو اتنا ہی بلند کر کے دیواروں پر نصب کر دیا گیا ہے۔ ابھی تزئین و آرائش کا کام جاری ہے۔ ہم حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ حضرت میاں غلام اللہ صاحبؒ (حضرت ثانی صاحبؒ) اور حضرت میاں غلام احمد صاحبؒ کے مزارات کے قریب گئے۔ ان پر گل پاشی کی۔ وہاں پر کھڑے دعائیں مانگتے رہے۔ قریباً سات آٹھ منٹ تک مصروف دعا رہے۔ پھر میں قریب بچھائی ہوئی چٹائی پر بیٹھ گیا جہاں اور زائرین بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں بیٹھ کر بھی دعائیں کی گئیں۔ جب سب ساتھی دعاؤں سے فارغ ہوگئے تو میں بھی اٹھا اور ہم مزار کے احاطے سے باہر آنے کے لیے چلے۔ محافظ پاپوش سے اپنی جوتیاں لیں اور پھر باہر آ کر حامد صاحب نے اسی گل فروش بابا جی سے چار پیکٹ گلاب کے پھولوں کے لیے۔ ہم سب نے ایک ایک شاپر پکڑ لیا۔ پھر ہم میاں خلیل احمد صاحبؒ کے مزار کی جانب گئے۔ مزار کے اندر کمرے میں داخل ہوئے۔ مزار پر گل پاشی کی اور دعا میں مصروف ہوگئے۔ یہاں بھی پانچ سات منٹ تک دعا میں مصروف رہے۔ پھر ہم احاطہ مزار سے باہر آ گئے۔ گاڑی میں بیٹھے اور لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔ قریباً ساڑھے دس بجے قبل دوپہر واپس لاہور آ گئے۔ حنیف صاحب نے مجھے مسجد حمزہ کے قریب ڈراپ کرنے کے لیے ڈرائیور سے کہا تھا۔ مجھے وہاں ڈراپ کر کے چلے گئے۔ حامد صاحب نے جامن کا ایک کجا (پیکنگ) مجھے دے دیا۔

Marfat.com

۱۰۔ستمبر۲۰۱۲

میاں صاحب کی آمد اور میاں خلیل احمد صاحبؒ کے متعلق مضمون کے متعلق مختصر بات

غالباً گزشتہ سوموار (۹۔ستمبر۲۰۱۲ء) کو حضرت میاں صاحب پونے نو بجے صبح تشریف لائے تھے۔ میں نے اپنے مضمون متعلقہ میاں خلیل احمد صاحبؒ کے بارے میں بات کی۔ میں نے آپ کو بتایا کہ اس کے چھپنے کے وقت کچھ عبارت آگے پیچھے ہو گئی ہے۔ اس کو درست کر دوں گا۔ فرمایا کہ میاں خلیل احمد صاحبؒ کے متعلق کتاب ختم ہوگئی ہے۔ اس کو دوبارہ شائع کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنے مضمون میں اغلاط کی نشاندہی کر دوں گا اور اس کے بعد آپ کو دوں گا۔ فرمایا: ہاں' کر دیں۔ پھر آپ چلے گئے۔ بعد میں مَیں نے میاں صاحب سے موبائل پر رابطہ کیا اور کہا کہ میں نے مضمون سے متعلق کام کر دیا ہے۔ کیا آپ کو ڈاک کے ذریعے بھجوا دوں؟ فرمایا: ہم آپ سے لے لیں گے۔ اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا: ''آپ کا شکریہ مہربانی''۔ اس وجہ سے میں نے ان کو یہ مضمون بذریعہ ڈاک ارسال نہیں کیا تھا۔

۱۷۔ستمبر۲۰۱۲

میاں صاحب کی تشریف آوری اور مختصر ملاقات میں زیر حوالہ مضمون کے متعلق بات چیت

آج صبح آٹھ بجے کا وقت تھا کہ عزیز عقیل احمد سلمہ' نے نیچے سے آواز دی کہ میاں صاحب آئے ہیں۔ میں جلدی سے نیچے گیا۔ ان کے لیے تیار کیا ہوا مضمون والا

Marfat.com

لفافہ بارش کی وجہ سے شاپر میں ڈالا اور باہر گلی میں گیا۔ آپ کے ساتھ غالباً دو افراد تھے۔ ایک ڈرائیور اور دوسرے ایک اور۔ ڈرائیور والی سیٹ کا دروازہ کھول رکھا تھا۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ ڈرائیور والی سیٹ پر میاں صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ آپ کو سلام پیش کیا۔ میں نے زیر حوالہ مضمون کے بارے میں بتایا کہ اس لفافے میں وہ مضمون ہے۔ میں نے اصل شائع شدہ کتاب سے اس کی فوٹو کاپی کروا کر اغلاط لگا دی ہیں۔ جو عبارت آگے پیچھے ہوگئی تھی اس کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے اس کی ٹائپ کی ہوئی پندرہ کاپیاں آپ کو پیش کی تھیں۔ اس ٹائپ کیے ہوئے مضمون کی ایک کاپی میں نے بھی لفافے میں رکھ دی ہے۔ یہ مضمون حضرت میاں خلیل احمد صاحبؒ کے متعلق ہے جو ان کے بارے میں شائع شدہ کتاب (مرتبہ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب) میں شامل ہے۔ میاں صاحب نے یہ باتیں سن کر فرمایا کہ جب آپ اس مضمون کو پاس کریں گے تب یہ شائع ہوگا۔ میں نے کہا کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آپ (راقم) سے یہ مضمون لے لیں گے۔ اس لیے میں نے ڈاک میں نہیں بھیجا۔ آپ نے فرمایا: دیکھیں میں اتنی بارش میں آ گیا ہوں۔ (رات سے مسلسل بارش ہو رہی ہے) میرے پاس تو گاڑی بھی نہیں۔ بعض (گاڑی والے) لوگ میری بات مان جاتے ہیں (اس لیے آ گیا ہوں)۔ میں نے پوچھا کہ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ نے کہا: دیکھ لیں طبیعت تو ایسی ہی ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ اس کے بعد میں نے آپ سے مصافحہ کیا اور گاڑی سے باہر آ گیا۔ ڈرائیور اور ایک اور صاحب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ پھر میاں صاحب گاڑی میں تشریف لے گئے۔ الحمد للہ میاں صاحب سے اس مختصر سی ملاقات

Marfat.com

کے بعد ایک قسم کی توانائی کا احساس ہوا۔ آپ سے ملاقات کے بعد طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ میں نے اس کو بارہا محسوس کیا ہے۔ الحمد الله علی احسانه

یکم جون ۲۰۱۳

حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب سے ملاقات

یکم جون ۲۰۱۳ کو رات سوا دس بجے چوہدری محمد حنیف صاحب نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ حضرت میاں صاحب لاہور آئے ہوئے ہیں اور وہ حبیب اللہ بھٹی صاحب کی رہائش گاہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پیغام دیا ہے کہ اگر کل سات بجے صبح سے پہلے آ جائیں تو ملاقات ہو جائے گی۔ میں بھی آ جاؤں گا۔ آپ (راقم السطور) بھی آ جائیں تا کہ حضرت میاں صاحب سے ملاقات ہو جائے۔

میں ۲۔ جون بروز اتوار قریباً ساڑھے چھ بجے بھٹی صاحب کے مسکن پر پہنچ گیا۔ دروازے پر شیراز فیض بھٹی صاحب' ایڈووکیٹ ملے اور کہنے لگے آ جائیں۔ جب ہم کمرے کے دروازے پر پہنچے تو بھٹی صاحب کمرے کے اندر گئے۔ میری حاضری کے بارے میں میاں صاحب کو بتایا۔ دو اور ملاقاتی پہلے سے کمرے میں موجود تھے۔ وہ باہر چلے گئے۔ پھر میں اندر چلا گیا۔ میرے دونوں ہاتھوں میں دو شاپر تھے۔ ایک میں کتابیں تھیں اور دوسرے میں وہ مسودہ تھا جس پر حضرت شیر ربانی شرقپوریؒ پر کام کر رہا تھا [بعد میں یہ کتاب بعنوان: ''حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (توضیحی کتابیات و وضاحتی اشاریہ ''نور اسلام'' متعلقہ مقالات و مناقب'') شائع ہوئی]۔

Marfat.com

میں نے حضرت میاں صاحب سے مصافحہ کیا۔ کہنے لگے وہ کیا ہے یعنی شاپر میں کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ایک شاپر میں چار کتابیں ہیں جو آپ کے ذخیرۂ کتب کے لیے لایا ہوں۔ یہ کتابیں میں نے میاں صاحب کو دکھائیں۔ ان کے عنوانات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ شجرہ نسب سادات رضویہ سابق مقیم کالا افغاناں ضلع گورداسپور (مطبوعہ ۲۰۱۳ء)۔ میں نے کہا کہ اس میں مکان شریف کا بھی ذکر ہے۔ میاں صاحب اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر دیکھتے رہے۔

۲۔ دوسری کتاب: ''نذر سلیم (عبدالوہاب خان سلیم) مطبوعہ علی گڑھ دکھائی اور بتایا کہ سلیم صاحب لائبریری میں میرے رفیق کار رہے۔ اس کو بھی میاں صاحب نے دیکھا۔

۳۔ دیوان صائب کا ایک نسخہ' جو مجھے کسی نے دیا تھا' میاں صاحب کے ذخیرے کے لیے پیش کر دیا۔[۹۵]

۴۔ ماہنامہ الحمراء لاہور کا شمارہ (مئی ۲۰۱۳ء) بھی ان میں شامل تھا۔

میں نے کہا کہ میں یہ کتابیں شاپر میں رکھ دیتا ہوں۔ میاں صاحب نے اس سے اتفاق کیا۔ میں نے دوسرے شاپر سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا مسودہ نکالا اور آپ کو دکھایا اور بتایا کہ کافی کام ہو چکا ہے۔ اس کو مکمل کر رہا ہوں۔ اپنا دست مبارک اس کو لگا دیں۔ حضرت میاں صاحب نے اپنا دایاں ہاتھ اس کو لگا دیا۔ حصول برکت کے لیے میں نے یہ استدعا کی تھی۔

میں نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ کی ذات اقدس سے ہمارے لیے ''بہاریں'' ہیں۔ آپ کے فیض سے یہ لکھنے پڑھنے کا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ

Marfat.com

کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ (اس وقت بھی میاں صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ بیڈ (Bed) پر لیٹے ہوئے تھے)۔

اس کے جواب میں میاں صاحب نے فرمایا: "میرے بھائی صاحب (حضرت میاں غلام احمد صاحبؒ) بہت جہاندیدہ تھے۔ وہ اچانک اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میرا بیٹا (میاں خلیل احمدؒ) اگرچہ بیماری کی وجہ سے تکلیف میں تھا، لیکن بہت باہمت تھا۔ اس نے ہمت اور حوصلہ کے ساتھ وقت گزارا۔ وہ بھی اچانک فوت ہو گیا۔ اب میں بیمار رہتا ہوں۔ کہیں آجا نہیں سکتا۔ کچھ کر نہیں سکتا۔ چند دوست ساتھ ہیں جن کی وجہ سے کچھ کام ہو رہا ہے یعنی تصنیف و تالیف کا۔

اب پونے سات بجے کا وقت ہو چکا تھا۔ اس وقت چوہدری محمد حنیف صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے میاں صاحبؒ کو سلام پیش کیا۔ میرے ساتھ بھی ہاتھ ملایا اور میرے قریب بیٹھ گئے۔ پھر محمد عالم مختار حق صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی میاں صاحب سے مصافحہ کیا اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ ہم دونوں صوفہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

چوہدری محمد حنیف صاحب نے بتایا کہ میاں صاحب کے ذخیرۂ کتب کے لیے ۱۲۱ نئی کتابیں خریدی ہیں۔ یہ لائبریری کے ذخیرۂ کتب میں بھی موجود نہیں ہیں۔ ان کی قیمت تقریباً ۶۳ ہزار روپے میاں صاحب نے ادا کی ہے۔ اب پانچویں جلد کے لیے قریباً ۱۲۰۰ کتب ہو گئی ہیں۔ انہوں نے میاں صاحب سے پوچھا کہ کیا اب اس جلد کو چھاپ دینا چاہیے؟ میاں صاحب نے تھوڑی دیر سوچا اور فرمایا کہ ہاں، چھاپ دیں۔ یہ بھی کہا کہ اب حالات ایسے ہیں، اور بھی کئی مالی اعتبار سے سوچنے کے امور ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ فی الحال فہرست کی اس جلد (پانچویں جلد) پر کام شروع کر کے اس کو شائع کر دیں۔[96]

چوہدری صاحب نے کہا کہ اب کام شروع کروا کر شائع کر دیں گے۔ چوہدری صاحب نے مجھے (راقم السطور) سے کہا کہ آپ اس پر نظر ثانی کا کام کر دیں گے اور مقدمہ بھی لکھ دیں گے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ آپ بھی چند صفحات بطور ''پیش لفظ'' اس میں شامل کرنے کے لیے لکھیں گے۔ چوہدری صاحب نے مزید بتایا کہ جو کام بڑے میاں صاحبؒ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) پر شاہ صاحب (راقم السطور) کر رہے ہیں' اس کو پہلے چھاپنے کا ارادہ ہے اور فہرست کی پانچویں جلد کو بعد میں۔

میاں صاحب نے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب سے کہا کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے اس بارے میں بتایا یعنی ''وڈے میاں صاحب'' (حضرت میاں صاحب شیر محمد شرقپوریؒ) کی کتاب کے متعلق۔ میاں صاحبؒ کے ایک سوال کے جواب میں' مَیں نے کہا کہ اس میں جو مواد شامل ہے وہ ''ماہنامہ نور اسلام'' سے ماخوذ ہے۔ بھٹی صاحب نے یہ بات حضرت میاں صاحب کو ذرا بلند آواز میں بتا دی۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ میاں صاحب کے ذخیرے میں ''ماہنامہ نور اسلام'' کے کچھ شمارے موجود نہیں ہیں۔ اس کی فائل کو مکمل ہونا چاہیے تاکہ بعد میں تحقیق کرنے والوں کے لیے آسانی ہو۔ چوہدری صاحب نے بھی اس کی تائید کی اور کہا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) کا کام اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک مطلوبہ شمارے نہ دیکھ لیں۔[97] بھٹی صاحب نے میاں صاحب کے قریب جا کر یہ

Marfat.com

بات بتائی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ ان شماروں کی فہرست دے دیں، تلاش کروائیں گے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ اگر اصل شمارے نہ مل سکیں، تو ہمیں ''ماہنامہ نور اسلام'' کے دفتر میں محفوظ متعلقہ جلدیں دے دیں، ہم مطلوبہ شماروں کی فوٹو کاپی کر لیں گے اور ان کی عکسی نقول مجلد صورت میں میاں صاحب کے ذخیرۂ کتب میں رکھ لیں گے۔ اس طرح ذخیرہ میں ''ماہنامہ نور اسلام'' کی فائل مکمل ہو جائے گی۔

بعد ازاں چوہدری صاحب نے بتایا کہ وہ جمعہ کو عمرہ کے لیے جا رہے ہیں (بچوں کے ہمراہ)۔ جب بھٹی صاحب نے یہ بات میاں صاحب کو بتائی تو آپ نے فرمایا کہ جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر دیں تو میرا سلام پیش کرنا اور میری صحت کے لیے دعا بھی کرنا۔ بھٹی صاحب نے میاں صاحب کی بات سن کر بتایا کہ آپ یہ فرما رہے ہیں۔ محمد عالم مختار حق صاحب اور راقم السطور نے بھی چوہدری صاحب سے درخواست کی کہ وہ ہمارے لیے بھی حرمین شریفین میں جا کر دعا کریں۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ ان شاء اللہ ضرور دعا کروں گا۔

میز پر چائے اور دیگر لوازمات رکھے ہوئے تھے۔ اس گفتگو کے دوران ہم نے چائے پی لی۔ بھٹی صاحب نے بتایا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اب دعا کر لیں۔ چنانچہ میاں صاحب کے ساتھ ہم نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور میاں صاحب نے خاموشی کے ساتھ نہایت مختصر دعا کی۔ اس کے بعد ہم نے اجازت لی اور جانے کے لیے اٹھے۔ ہم نے حضرت میاں صاحب کو سلام پیش کیا اور دروازے کی جانب چلنے لگے۔ عالم صاحب ہمارے پیچھے تھے۔ میاں صاحب نے عالم صاحب کو بلایا۔

Marfat.com

وہ ان کے قریب گئے۔ ہم کمرے سے باہر آ گئے۔ عالم صاحب بھی تھوڑی دیر کے بعد باہر آ گئے۔ ہم دونوں عالم صاحب اور راقم السطور) چوہدری صاحب کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ انہوں نے ہمیں اپنی اپنی رہائش گاہ پر ڈراپ کر دیا۔

یکم ستمبر ۲۰۱۳ء

حضرت میاں صاحب سے آخری ملاقات

میری حضرت میاں صاحبؒ سے آخری ملاقات یکم ستمبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار شرقپور شریف میں ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ڈائری میں اس ملاقات کی روداد کو لکھ لیا تھا۔ اپنی ڈائری سے اس کے اہم نکات کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس ملاقات کے لیے حضرت میاں صاحب نے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کی وساطت سے پیغام بھجوایا تھا۔

۳۱۔ اگست بروز ہفتہ چوہدری محمد حنیف صاحب نے فون پر مجھے بتایا کہ کل شرقپور شریف جانا ہے۔ میاں صاحب نے بلایا ہے۔ سوا نو بجے قبل دوپہر روانہ ہونا ہے۔ آپ بھی ساتھ چلیں۔ شیراز فیض بھٹی صاحب نے کہا کہ شاہ صاحب کو بھی ساتھ لائیں۔ چوہدری صاحب نے پوچھا کہ آپ کس مقام پر آئیں گے تاکہ ہم اکھٹے چلیں۔ میں نے کہا کہ جس مقام پر آپ کہیں' میں آ جاؤں گا۔ پہلے کہنے لگے کہ آپ موٹر وے کے بابو صابو انٹرچینج کے قریب آ جائیں وہاں سے اکٹھے چلیں گے۔ پھر کہنے لگے کہ گرمی کا موسم ہے' میں آپ کو گھر سے ساتھ لے لوں گا۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا کہ بڑے میاں صاحبؒ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ) کے بارے میں کتاب کا ٹائپ کیا ہوا حصہ ساتھ لے لیں (یعنی اس کا پرنٹ)۔ ساجد محمود صاحب ۹۸ کمپوزر کو بھی میں نے اس سلسلے میں فون کر دیا۔ چنانچہ موصوف

Marfat.com

نے ٹائپ کیا ہوا حصہ ٹیپ بائنڈنگ کروا کر اور اصل فائل بھی ساتھ رکھ کر چوہدری صاحب کو دے دیا۔

اگلے روز سوا نو بجے چوہدری صاحب میری رہائش گاہ کے قریب مسجد حمزہ کے نزدیک آ گئے اور مجھے فون پر اطلاع کر دی۔ میں اس مقررہ مقام پر پہنچ گیا۔ ڈرائیور (عظیم حسن) ساتھ تھے۔ میں گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ہم قریباً سوا نو بجے شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ چوہدری صاحب نے زیر حوالہ کتاب کا ٹائپ کیا ہوا حصہ اور اصل فائل دونوں میرے سپرد کر دیے۔ ہم دس بجے قبل دوپہر کے قریب شرقپور شریف پہنچ گئے۔ میاں صاحب کی رہائش گاہ کے باہر چند درویش اور ملاقاتی بیٹھے ہوئے تھے۔ ملک محمد حیات نقشبندی مجددی صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ حضرات چارپائی پر بیٹھے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہاں سے اٹھے اور کہا کہ آپ بیٹھیں۔ ان کے اصرار پر ہم چارپائی پر بیٹھ گئے۔ ایک خادم نے حضرت میاں صاحب کو اندر جا کر بتایا کہ لاہور سے مہمان آئے ہیں۔ خادم نے آ کر کہا کہ آ جائیں۔ ہم اندر چلے گئے۔ رہائش گاہ کے اندر داخل ہوتے ہوئے بائیں ہاتھ ایک کمرہ ہے' وہاں حضرت میاں صاحب موجود تھے۔ اجازت لی گئی' ہم اندر چلے گئے۔ ہمارے لیے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہم نے میاں صاحب سے مصافحہ کیا اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ پر ''برنولا'' لگا ہوا تھا۔ سرہانے کے قریب سٹینڈ رکھا ہوا تھا' جس پر ڈرپ کی بوتل لٹک رہی تھی۔ ابھی اس بوتل کے آدھے حصے میں ڈرپ کی دوائی موجود تھی۔ میاں صاحب بیڈ (Bed) پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی دائیں طرف محمد عالم مختار حق صاحب اور ایک سفید ریش بزرگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ چوہدری

Marfat.com

محمد حنیف صاحب کے ہاتھ میں وہی شاپر تھا جس میں مذکورہ کتاب (حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ) کا ٹائپ کیا ہوا نامکمل حصہ تھا اس کی ٹیپ بائنڈنگ (Tape binding) کروائی ہوئی تھی۔ میاں صاحب نے اس کی جانب اشارہ کیا کہ اس شاپر میں کیا ہے۔ چوہدری صاحب نے شاپر مجھے پکڑا دیا۔ میں نے ٹائپ کیا ہوا کتاب کا مجلد حصہ حضرت میاں صاحب کو دکھایا۔ آپ نے اس کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور اس کو دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے۔ اس موقع پر آپ کے چہرے پر خوشی اور بشاشت کے آثار بھی ظاہر ہوئے۔ پھر آپ نے محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی کتاب دکھائی۔ انہوں نے اس کو دیکھ کر پسند فرمایا اور پوچھا کہ یہ کس کا خیال (Idea) تھا۔ راقم السطور نے کہا کہ یہ میرا خیال تھا۔ اس کی تائید حضرت میاں صاحب نے کی تھی۔ عالم صاحب کہنے لگے بہت اچھا کام ہے۔ یہ حوالے کی کتاب ہوگی۔

اس کے بعد اور باتیں ہوتی رہیں۔ چوہدری صاحب کی سروس کی مدت بھی زیر بحث آئی۔ میاں صاحب کے ذخیرہ کتب (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور) کی حفاظت کے پہلو پر بھی بات ہوئی۔ چوہدری صاحب نے اس کے حفاظتی انتظام کی تفصیل بتائی اور یہ بھی کہا کہ انٹرنیٹ پر اس ذخیرے کی فہرست موجود ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ فہرست کی پانچویں جلد کے آٹھ سو اندراجات مکمل ہو چکے ہیں۔ چار سو باقی ہیں۔ پہلے بڑے میاں صاحبؒ والی کتاب مرتبہ راقم السطور کو شائع کیا جائے گا' پھر فہرست کی پانچویں جلد ۹۹ کو شائع کرنا ہے۔

دس پندرہ منٹ کے بعد حضرت میاں صاحب نے دوبارہ زیر حوالہ کتاب کا ٹائپ کیا ہوا مجلد حصہ دکھانے کے لیے فرمایا۔ یہاں یہ بات تحریر کرنا مناسب معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے حضرت میاں صاحب کی باتیں ہم سمجھنے سے قاصر تھے۔ محمد شیراز فیض بھٹی صاحب ترجمانی کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ بھٹی صاحب میاں صاحب کی بات سمجھ لیتے تھے۔ پھر ہمیں بتاتے تھے۔ ہماری بات بھی بھٹی صاحب میاں صاحب کو بتاتے تھے۔ ہم حیران تھے کہ اس بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی آپ کتابوں کی باتیں کرتے رہے۔ یہ منظر اس جذبے کو ظاہر کرتا ہے کہ اتنی تکلیف کے باوجود انہیں علم اور کتب کے ساتھ کس قدر دلچسپی تھی۔ جب میاں صاحب نے دوسری بار کتاب کا ٹائپ شدہ مسودہ طلب کیا تو میں نے اس کو شاپر سے نکال کر آپ کو دے دیا۔ آپ اس کو پھر دیکھتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے سوال کیا کہ اس میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م ۱۷۔ نومبر ۱۹۹۹ء) کا واقعہ شامل کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ واقعہ دو تین کتابوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں شامل نہیں ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس میں بھی شامل کر دیں۔ میں میاں صاحب کے سوال سے سمجھا کہ یہ چوہدری حبیب احمد (م ۱۹۸۰ء) کی کتاب کی اشاعت کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔ پھر میں نے حاضرین کو اختصار کے ساتھ وہ واقعہ سنایا بھی۔ میں نے کہا کہ میں یہ واقعہ اس کتاب کے مقدمہ میں شامل کر دوں گا۔ میاں صاحب کو یہ بھی بتایا گیا کہ کتاب مکمل نہیں ہے۔ ابھی اس میں اور اضافے ہوں گے۔ میاں صاحب نے یہ کتاب بھٹی صاحب کو پکڑا دی۔ وہ اس کو دیکھنے لگے۔ میاں صاحب نے ان سے کہا کہ اس کو بیٹھ کر دیکھیں۔ بعد ازاں بھٹی صاحب نے وہ کتاب مجھے دے دی۔

اس کے بعد محمد عالم مختار حق صاحب نے ایک کتاب بعنوان: ''بیان الاخلاق'' ۱۰۰ از محمد بخش مسلم بی۔ اے کا ذکر کیا کہ اس کی تین سو یا ساڑھے تین سو کاپیاں ''ضیاء

Marfat.com

القرآن'' والوں کے پاس پڑی ہوئی ہیں۔ میاں صاحب چاہیں تو اس کے کچھ نسخے خرید لیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ان (ضیاء القرآن والوں) سے بات کر رہے ہیں کہ وہ پچاس فیصد رعایت میں دے دیں یعنی آدھی قیمت (مبلغ -/۱۰۰ روپے) میں دے دیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ اگر اس کے شروع میں کچھ ہماری طرف سے لکھ دیا جائے تو ہم اس کے ۱۵۰ یا ۲۰۰ نسخے خرید لیں گے۔ عالم صاحب نے کہا کہ اگر میاں صاحب دو سو نسخے خریدیں گے تو ان کی مالیت بیس ہزار روپے ہوگی۔

چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا کہ میاں صاحب کی طرف سے ایک سٹکر چھپوا کر یا ٹائپ کروا کر کتاب کے شروع میں چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب آستانہ عالیہ شیر ربانی کی طرف سے تقسیم کی گئی ہے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے اسٹکرز والا کام اپنے ذمے لے لیا۔ لیکن کتاب کی خرید والا کام نہ ہو سکا۔ عالم صاحب نے بعد میں ایک روز میرے استفسار پر بتایا تھا کہ ''ضیاء القرآن'' والوں سے یہ معاملہ طے نہ ہو سکا تھا۔ فاروقی صاحب کی طبیعت بھی خراب رہتی ہے۔ پھر چند روز کے بعد حضرت میاں صاحب کا وصال ہو گیا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت میاں صاحب جس کمرے میں تشریف فرما تھے' اس میں کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ عالم صاحب کے کہنے پر بھٹی صاحب نے دو کتابیں عالم صاحب کو دیں۔ شاید یہ کتاب ''صاحبزادہ حضرت میاں خلیل احمد نقشبندی مجددیؒ کی کرامات'' تھی۔ بھٹی صاحب نے میرے کہنے پر مجھے تین کتابیں میاں صاحب کی طرف سے بطور ھدیہ دیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Marfat.com

۱۔ صاحبزادہ حضرت میاں خلیل احمد نقشبندی مجددیؒ کی کرامات تالیف منظور حسین شاہ سکنہ غوث نزد تر ڈیوالی تھانہ تحصیل شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ۔ اس کو مؤلف نے ۲۰۱۳ء میں شائع کیا۔

۲۔ محمد عالم مختار حق (مرتب)۔ مولانا محمد بخش مسلمؒ بی۔اے، یادگاری کتابچہ حسب ارشاد (فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ)۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۲۰۱۲ء۔

۳۔ جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، صاحبزادہ (مرتب)۔ تذکرہ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ۔ شرقپور شریف: شعبہ نشرواشاعت دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۲۰۱۲ء۔

پھر میاں صاحب نے چائے پیش کرنے کے لیے بھٹی صاحب کو اشارہ کیا۔ انہوں نے شیرینی اور دیگر لوازمات میز پر رکھے۔ ہم سب نے چائے پی۔ میاں صاحب نے آدھا کپ دینے کو کہا۔ ہمیں سوا گھنٹہ کی اس ملاقات کے دوران لفظ ''آدھا'' سمجھ میں آیا۔ میاں صاحب نے ذرا بلند آواز میں اس لفظ کو ادا کیا تھا۔ باقی باتیں بھٹی صاحب کی ترجمانی سے ہوتی رہیں۔ آدھے کپ والی چائے خادم نے ٹھنڈی کر کے میاں صاحبؒ کو پلائی۔ وہ خود دائیں ہاتھ میں کپ پکڑ نہیں سکتے تھے۔

اس دوران میاں صاحب نے بتایا تھا کہ وہ آٹھ دس روز ڈاکٹرز ہسپتال میں داخل رہے ہیں۔ ہسپتال کا بل 'دبیلیوں' نے ادا کیا ہے۔ میاں صاحب کو دل کی تکلیف تھی۔ تکلیف والی بات میرے استفسار پر بھٹی صاحب نے بتائی۔

ملاقات کے آخر میں چوہدری محمد حنیف صاحب کی استدعا پر ان کے لیے

Marfat.com

میاں صاحب سے دعا کروائی گئی۔ پھر میں نے بھٹی صاحب سے کہا کہ میری پوتی کو گفتگو کرنے میں ابھی دقت کا سامنا ہے۔اس کے لیے بھی میاں صاحب سے دعا کی درخواست ہے۔میاں صاحب نے اس کے لیے بھی دعا کی۔ان دونوں دعاؤں میں حاضرین نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

اس شدید بیماری کے عالم میں بھی حضرت میاں صاحب چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے تھے۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ میاں صاحب نے بھٹی صاحب سے پوچھا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) چوہدری صاحب کے ساتھ آئے ہیں' ان کے ساتھ جائیں۔ عالم صاحب کے بارے میں بتایا کہ ان کو بھٹی صاحب لے کر آئے ہیں' وہ ان کے ساتھ لاہور واپس جائیں۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے کہا عالم صاحب کو ہم ساتھ لے جاتے ہیں۔اس پر بھٹی صاحب نے کہا کہ ان کو میں ساتھ لے جاؤں گا جیسا کہ حضرت میاں صاحب نے فرمایا ہے۔ پھر ہم نے اجازت لی' میاں صاحب سے مصافحہ کیا اور کمرے سے باہر آ گئے۔ یہ ہماری ان سے آخری ملاقات تھی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حواشی

Marfat.com

۱۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ (م ۱۷۔نومبر ۱۹۹۹ء) کا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کی فہرست سازی کا کام راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) نے کیا۔ اس فہرست کی پہلی جلد مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے ۱۹۹۶ء میں شائع کی۔ اس کے ۹۰۴ صفحات ہیں۔ باقی جلدیں پنجاب یونیورسٹی نے علی الترتیب ۱۹۹۷ء، ۱۹۹۸ء، ۲۰۰۱ء اور ۲۰۰۸ء میں شائع کیں۔ اب تک اس فہرست کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس ذخیرۂ کتب میں اب تک کتابوں کی تعداد قریباً چودہ ہزار سے زائد ہے۔ اس ذخیرے میں اضافے کے لیے برابر کتابیں بھجوائی جاتی ہیں۔ اس کا سہرا میاں زبیر احمد ضیائی صاحب اور محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب کے سر ہے۔

۲۔ فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی چوتھی جلد کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سید جمیل احمد رضوی۔ فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۱ء۔

۳۔ جب سردی کا موسم شروع ہوا تو میں نے استدعا کی کہ بائیک پر جانے سے مجھے سردی لگنے کا اندیشہ ہے۔ بہتر ہوگا اگر گاڑی کا انتظام ہو جائے۔ حضرت میاں صاحب نے میری استدعا کو قبول کرتے ہوئے گاڑی کا انتظام کر دیا۔ عام طور پر معروف احمد صاحب گاڑی لے کر آجاتے۔ ہم یونیورسٹی چلے جاتے اور فہرست سازی کا کام کرنے کے بعد معروف صاحب مجھے گاڑی پر گھر کے قریب ڈراپ کر جاتے۔

۴۔ ان عربی لغاتوں کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

Marfat.com

(ا)۔ المنجد عربی اردو: لوئیس، اردو ترجمہ از مولانا سعد حسن خاں یوسفی (و دیگر)۔ کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۷۵ء۔ اس پر نظر ثانی مولانا سبحان محمود مظاہری نے کی، تصحیح کا کام مولانا ظہور احمد، مولانا اصلح الحسینی اور مولانا ولی حسن نے کیا۔

(ب)۔ المورد، قاموس انکلیزی۔عربی، از منیر البعلبکی۔ بیروت: دارالعلم للملدیین، ۱۹۶۹ء۔

(ج)۔ لسان العرب: ابن منظور، طبعۃ جدیدۃ وملونۃ اعتنیٰ بتصحیحہا امین محمد عبدالوہاب (و) محمد الصادق العبیدی۔ بیروت: دارالاحیاء التراث العربی، ۱۹۹۷ء۔ ۱۸ جلدیں۔ اس کی آخری تین جلدیں فہارس پر مشتمل ہیں۔

۵۔ ملک محمد صدیق صاحب نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں سروس کا آغاز لائبریری اسسٹنٹ (موجودہ لائبریرین) کی حیثیت سے کیا۔ پھر وہ ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی چیف لائبریرین کے منصب پر فائز ہو گئے۔ وہ ۱۰۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو قائم مقام (Acting) چیف لائبریرین کی حیثیت سے فرائض سرانجام دینے لگے۔ ملک صاحب ۴۔ نومبر ۲۰۰۳ء کو یونیورسٹی سروس سے ریٹائر ہو گئے۔ ان پر مفصل نوٹ کے لیے دیکھیے: ''عبدالوہاب خاں سلیم (پیکر جود و عطا)''، از سید جمیل احمد رضوی (لاہور: ادارۂ فروغ مطالعہ، ۲۰۱۳)، ص۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔

۶۔ مہذب اللغات: مہذب لکھنوی۔ لکھنو: مقرب لکھنوی، ۱۹۷۸ء۔ ۱۹۸۹ء۔ ۱۴ جلدیں۔ اس میں ''ٹگا'' یا ''پنجابی ٹگا'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

۷۔ (میڈم) خالدہ اختر اس وقت ڈپٹی چیف لائبریرین (سرکولیشن) تھیں۔ انھوں

Marfat.com

نے جامعہ کراچی سے ایم۔اے (لائبریری سائنس) کی ڈگری لی تھی۔وہ کئی سال تک شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور میں لائبریرین کی حیثیت سے فرائض ادا کرتی رہیں۔تقریباً دو سال کے لیے ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد میں ڈیپوٹیشن پر چلی گئیں۔پھر واپس یونیورسٹی میں آ گئیں۔بعد میں انھوں نے تھوڑی مدت کے لیے چیف لائبریرین کا چارج سنبھالا۔وہ ۲۵۔اپریل ۲۰۰۳ء کو یونیورسٹی سروس سے ریٹائر ہو گئیں۔ان کو آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف سے بھی عقیدت تھی۔ان کے شوہر اسلم صاحب مرحوم بھی اس آستانہ عالیہ سے نیاز مندی کا تعلق رکھتے تھے۔

8۔ Maddul-Qamus, An Arabic-English lexicon, by Edward William Lane. London: Walliams And Norgate, 1863-1893. 8 Vols.

۹۔ ڈاکٹر ایس ایم زمان کا ایک مضمون بعنوان: ''شریعت وطریقت'' ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف کی جلد ۶۰، شمارہ ۳ (مارچ ۲۰۱۴ء) میں شائع ہوا ہے۔یہ اس شمارہ کے صفحات از ۳۴ تا ۴۲ پر مشتمل ہے۔اس میں ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب نے ''کشف المحجوب'' کے حوالے بھی دیے ہیں۔یہ بہت علمی مضمون ہے۔اس میں بالواسطہ حضرت میاں صاحب کے سوال کے حوالے سے معلومات مل جاتی ہے۔

۱۰۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی مرحوم (م: ۱۶۔اپریل ۲۰۱۳ء) حضرت میاں صاحب کے قابل اعتماد ساتھی تھے۔ان کا تقرر پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ

Marfat.com

علوم اسلامیہ میں بحیثیت لیکچرار رہا ہوا، بعد میں وہ ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے شعبہ کے چیئرمین بھی رہے۔ یونیورسٹی سے ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر وہ شیر ربانی اسلامک سنٹر، مانچسٹر میں بھی تدریس کا کام کرتے رہے۔ قاضی ظہور احمد اختر کا ایک مضمون، ماہنامہ نور اسلام میں بعنوان ''آفتاب علم و روحانیت پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی رحمتہ اللہ علیہ'' شائع ہوا ہے۔ یہ محولہ بالا شمارہ (مارچ ۲۰۱۴ء) کے صفحات: ۴۴ تا ۶۲ پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ راقم السطور کے دادا جی حکیم سید غلام علی رضوی (وفات جنوری ۱۹۴۰ء) بن حکیم سید احمد علی فتح والہ مشمولہ کالا افغاناں، ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ انھوں نے پرائمری تک تعلیم مقامی سکول میں حاصل کی۔ پھر گھڑیاں کے بانگر (تحصیل بٹالہ) کے مولوی غلام رسول صاحب سے علم طب کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں آپ نے بٹالہ میں مولوی محمد صادق صاحب (پنشنر ریاست خیرپور) خلف مولوی گل علی ہمدانی سے طب اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر ان کو سند بھی دی تھی۔ آپ نے مولوی الٰہی بخش میاں کوٹی (مدفون پسرور) کو موجز سنائی تھی۔ آپ نے کچھ مدت کے لیے ڈیرہ بابا نانک اور بٹالہ میں حکیم کی سرکاری اسامیوں پر کام بھی کیا تھا۔ انھوں نے کلانور اور بٹالہ میں اپنا ذاتی مطب بھی قائم کیا تھا۔ فتح والہ میں بھی مطب چلاتے رہے۔ ان کا انتقال فتح والہ میں ہوا۔ مقامی مسجد کے باہر ان کی قبر بنائی گئی۔ مرحوم نے علم طب میں

Marfat.com

بہت شہرت حاصل کی۔ ان کے حالات اور مجربات حکیم مولوی علم الدین بھاگو والیہ کی کتاب خزینۃ الاطباء المعروف بہ اسرار صدری مطبوعہ امرتسر (۱۹۲۲ء) میں دیکھے جا سکتے ہیں [بحوالہ مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں)، ص۔۸۱]

۱۲۔ میاں محمد دین کلیم قادری ۱۹۱۷ء میں موضع دلیل پور، نزد کلانور اکبری، ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جی۔ ڈی۔ ہائی سکول مینگری سے ۱۹۳۵ء میں میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ ۱۹۵۵ء میں ادیب فاضل کی سند پنجاب یونیورسٹی سے لی۔ اسی سال (۱۹۵۵ء) ثانوی تعلیمی بورڈ پنجاب سے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۶ء میں جامعہ پنجاب ہی سے بی۔ اے (صرف انگریزی) کی ڈگری لی۔

قیام پاکستان کے وقت آپ کا خاندان پاکستان آ گیا۔ پہلے فیصل آباد اور پھر لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ میاں صاحب نے لاہور کارپوریشن میں سروس کر لی تھی۔ ۱۹۷۵ء میں سینئر اکاؤنٹنٹ کے منصب سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کا انتقال ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ہوا۔ آپ کو گڑھی شاہو کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ نے متعدد تحریری آثار چھوڑے ہیں۔ ان میں سے بعض ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں۔

میاں محمد دین کلیم مرحوم کا ذخیرۂ کتب ان کے ورثاء نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔ یہ ڈیڑھ ہزار مجلدات پر مشتمل ہے۔ یہ جون ۱۹۹۱ء میں لائبریری میں منتقل ہوا تھا۔ میاں صاحب کے ورثاء کو حکیم صاحب نے ترغیب دلائی تھی کہ کلیم صاحب کا کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی

Marfat.com

لائبریری کو تحفۃً دے دیں۔ آخر حکیم صاحب کی کوشش بار آور ثابت ہوئی۔ اس طرح یہ ذخیرۂ کتب محفوظ ہو گیا [بحوالہ سید جمیل احمد رضوی، ''پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ذاتی ذخائر کتب'' مشمولہ سہ ماہی خبر نامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب)، جلد ۳، شمارہ ۳۔۴ (۱۹۹۳ء) ۲۶؛ نیز دیکھیے: مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری (یادداشتوں کے آئینے میں، ص۔ ۷۹]

۱۳۔ اس بیل گاڑی بان کا نام فیروز گاڈی تھا جیسا کہ آگے اس کا ذکر ہو گا۔

۱۴۔ چودھری خوشی محمد کے متعلق محمد عالم مختار حق، سیکرٹری حوزۂ نقشبندیہ، اپنی مرتبہ کتاب ''ہفت مجالس علمیہ'' میں لکھتے ہیں:۔

حوزۂ نقشبندیہ کا قیام حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی مساعی جمیلہ سے اپریل ۲۰۰۳ء میں عمل میں لایا گیا۔ ابتداء میں اس کی ہفتہ وار نشست پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کی رہائش گاہ B-196 سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور یا پھر میاں صاحب کے خادم الحاج چودھری خوشی محمد کے دفتر واقع ۱۹۸ ملتان روڈ نزد شاہ نور سٹوڈیو لاہور میں منعقد ہوتی رہی۔ تا آنکہ چودھری صاحب مورخہ ۹ نومبر ۲۰۰۶ء کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور تب سے ان کے یہاں علمی مجالس کا انعقاد معطل ہو گیا۔ ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

[ہفت مجالس علمیہ (باہتمام حوزۂ نقشبندیہ، لاہور) مرتبہ محمد عالم مختار حق (سیکرٹری حوزۂ نقشبندیہ) (لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۰۹ء)، ص۔ ۳]

عالم صاحب اس کتاب کے اسی صفحہ پر فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:۔

الحاج چودھری خوشی محمد مرحوم میاں صاحب کے خاص منظور نظر نیاز مندوں

Marfat.com

میں سے تھے۔ آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کے بھی خدمت گزار تھے اور بالخصوص حوزۂ نقشبندیہ کی مجالس کے انعقاد کے سلسلے میں تمام انتظامی امور و اخراجات (مع خورونوش) خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ انھوں نے ''حاجی خوشی محمد ٹرسٹ'' بھی قائم کیا جس کے تحت مسجد یارسول اللہ اور ایک تعلیمی درسگاہ جامعہ شیخ الاسلام باحسن طریق اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ادارہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہے۔ [محولہ بالا، ص۔۳]

۱۵۔ حکیم صاحب کی یاد میں جو خصوصی رسائل شائع ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ ماہنامہ جہان رضا، لاہور، جلد۹، شمارہ ۹۰ (اکتوبر، نومبر ۲۰۰۰ء/شعبان، رمضان ۱۴۲۱ھ)۔ اس کے اندرونی ٹائٹل پر لکھا ہے: ''حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی نمبر''۔ اس کے بیرونی ٹائٹل پر یہ شعر لکھا ہے:۔

اے کلیمِ وادیٔ احمد رضا
اے عصائے موسوی در عصرِ ما

اس کے صفحہ۲ پر یہ عبارت بھی لکھی ہے۔ ''بانی مرکزی مجلس رضا حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک پر خصوصی نمبر''

۲۔ ماہنامہ کنز الایمان، لاہور، جلد۱۰، شمارہ۱۲ (جنوری ۲۰۰۱ء)

''اس کے ٹائٹل پر لکھا ہے: بیاد حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری'' اس کے بیرونی ٹائٹل پر مادۂ تاریخ درج ہے: پارسا بدرصراط مستقیم

۱۴۲۰ھ

Marfat.com

سرورق پر یہ عبارت بھی درج ہے:

ویژہ نامہ

"حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ"

۳۔ ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور، جلد ۴۷، شمارہ ۱۔۱۲ (جنوری۔فروری ۲۰۰۰ء)

اس کے ٹائٹل پر لکھا ہے: ماہنامہ مہر و ماہ لاہور کا ایک فقید المثال شیوع "یادگار موسیٰ"

اس کے بیرونی ٹائٹل پر حکیم صاحب کی ایک رنگین تصویر دی ہے۔اس کے نیچے لکھا ہے:۔

"محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری نور اللہ مرقدہٗ"

۴۔ ماہنامہ نوائے انجمن، اسلام آباد، جلد ۸، شمارہ ۲ (فروری ۲۰۰۰ء)

اس کے ٹائٹل پر لکھا ہے: "حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ، خصوصی نمبر"

اس کے بیرونی ٹائٹل پر حکیم صاحبؒ کی رنگین تصویر دی ہے۔اس کے نیچے یہ عبارت تحریر ہے:۔

"حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری، ایک فرد نہیں، ایک انجمن اور ایک عالمگیر ادارہ تھے"۔

مصطفائی تحریک پاکستان، لاہور نے حکیم صاحب کے چہلم کے موقع پر ان کا کشف المحجوب کا تعارف بھی شائع کیا۔اس کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محمد موسیٰ امرتسری، حکیم۔تذکرہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ (تعارف

Marfat.com

کشف المحجوب)۔لاہور: مصطفائی تحریک، پاکستان، ۲۰۰۰ء۔۶۴ ص۔

اس کے شروع میں عرض تحریک کے عنوان کے تحت لکھا ہے:۔

پیش نظر رسالہ ''تعارف کشف المحجوب'' جو کہ محقق عصر، درویش لاہور، حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۰ء بروز چہار شنبہ) کی علمی و تحقیقی تصنیف ہے، حکیم اہلسنت کے چہلم شریف (منعقدہ بمقام جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ مورخہ ۱۳ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ / مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۰۰ء بروز جمعتہ المبارک کے موقع پر حکیم اہلسنت کی روح کو ایصال ثواب کے لیے ہدئیہ مسلمین کیا جارہا ہے۔۔۔(صفحہ۔۲)

۱۶۔ چونکہ اس دور میں محمد معروف احمد شرقپوری میاں صاحب کے ساتھ خادم خاص کی حیثیت سے رہتے تھے، اس لیے وہ دن بھر کے واقعات ڈائری پر لکھ لیتے تھے یعنی اس روز میاں صاحب کی کیا مصروفیات رہیں۔انھوں نے دوسال کی ڈائری میں لکھے گئے واقعات کو کمپوز/ ٹائپ کیا تھا اور غالباً ستمبر کے شروع میں ۱۷۴ صفحات مجھے پڑھنے اور اصلاح و ترمیم کے لیے دیے تھے۔اس کی ایک کاپی محمد عالم مختار حق مرحوم (م ۶۔مارچ ۲۰۱۴ء) کو دی تھی، ایک کاپی غالباً محمد اقبال مجددی صاحب کو اور ایک کاپی میاں صاحب کی خدمت میں بھی پیش کی تھی۔اس کے چندروز بعد میاں صاحب کا وصال ہوگیا۔بقول معروف احمد صاحب میاں صاحب نے اس کو شائع کرنے کی اجازت دے دی تھی۔معروف صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت میاں صاحب کے نام علمی خطوط بھی ان کے پاس ہیں۔شاید یہ عالم

Marfat.com

صاحب مرحوم کو بھی دکھائے تھے۔ میں نے ڈائری کے ۴۷ اصفحات پڑھ کر معروف صاحب کو واپس کر دیے تھے اور کہا تھا ان کو شائع کر دینا چاہیے۔ یہ بہت اہم روزنامچہ ہے۔ اس سے حضرت میاں صاحب کی مصروفیات کا علم ہوتا ہے۔ یہ ایک اعتبار سے ملفوظات کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں نے بعد میں ان سے فون پر بات کی تھی۔ انھوں نے بتایا تھا کہ یہ روزنامچہ اور خطوط دونوں ان شاء اللہ شائع ہوں گے۔ وہ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے ان کو حتمی شکل نہیں دے سکے۔

۱۷۔ میاں زبیر احمد صاحب، حکیم صاحب مرحوم کے دست راست کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے (مرحوم میاں صاحب کو اپنی حیات میں مسند طبابت پر بٹھا گئے)۔ چنانچہ میاں صاحب حکیم صاحب مرحوم کی روحانی نگرانی میں یہ دونوں کام سرانجام دیتے نظر آتے ہیں۔ مطب کا منظر بتاتا ہے کہ حکیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کی معنوی طور پر نگرانی کر رہے ہیں اور میاں صاحب اس نگرانی کے زیر اثر اور زیر سایہ یہ کام کر رہے ہیں۔ [بحوالہ ماہنامہ جہان رضا، جلد ۹ (اکتوبر، نومبر ۲۰۰۰ء) ۲۴۷]۔ گزشتہ چند سالوں سے میاں صاحب مطب میں روزانہ تشریف نہیں لاتے۔ ان کی دیگر مصروفیات رہیں۔ اس کے علاوہ صحت کے مسائل بھی مانع رہے۔ اب ان کے پتے کا اپریشن ہو گیا ہے۔ بقول محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب اب میاں صاحب صحت یابی کے بعد روزانہ مطب پر آیا کریں گے۔ اس دوران ہمایوں صاحب ہی مطب کا کام چلاتے رہے اور اب بھی چلا رہے ہیں۔ اس کام کے (طبابت) کے حوالے سے ہمایوں صاحب کی رفاقت

Marfat.com

حکیم صاحب کے ساتھ قریباً آٹھ سال رہی تھی۔

۱۸۔ محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب مطب میں آنے والے مریضوں کو ادویہ دینے پر مامور ہیں۔ وہ یہ فریضہ کئی سالوں سے خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں کتابوں کی تلاش اور جستجو کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد ہے۔ ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ میں شامل کرنے کے لیے کتابوں کو تیار کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل ہے۔ ان کے علاوہ دیگر خدمات بھی بجالاتے ہیں [بحوالہ ماہنامہ جہان رضا، جلد ۹ (اکتوبر، نومبر ۲۰۰۰ء) ۲۴۷۔۲۴۸]۔ میاں زبیر احمد صاحب کی دیگر مصروفیات اور صحت کی خرابی کی وجہ سے وہ مطب موسوی کا کام اکیلے ہی کر رہے ہیں۔ میں گاہے گاہے حکیم صاحبؒ کے مطب میں جاتا رہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ طبابت کے کام کو احسن طریق سے ادا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ذخیرۂ کتب حکیم صاحبؒ میں کتابیں بھجوانے کا کام بھی مسلسل کر رہے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی جلد ششم بھی شائع ہو جائے۔

۱۹۔ لائبریری میں کئی سالوں سے پاکستان کلیکشن (Pakistan Collection) کے عنوان سے پاکستان کے بارے میں کتابیں اکٹھی کی جا رہی ہیں۔ اس میں تحریک پاکستان، اکابرین تحریک پاکستان اور اسی موضوع سے متعلقہ کتب جمع کی جا رہی ہیں۔ ان موضوعات پر شائع شدہ کتب کے عام طور پر دو نسخے خریدے جاتے ہیں، ایک پاکستان کلیکشن میں رکھا جاتا ہے اور ایک قارئین کے لیے قابل اجراء ہوتا ہے۔ حضرت میاں

Marfat.com

صاحب تاریخ تحریک پاکستان میں دلچسپی رکھتے تھے، اس لیے آپ نے اس موضوع پر کتابوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ میاں صاحب کے ذخیرۂ کتب میں اس موضوع پر کتابیں موجود ہیں۔ ان کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کا مطالعہ کیا ہے اور کئی کتب پر اپنے ہاتھ سے نوٹس (Notes) بھی لکھے ہیں اور کئی مقامات پر عبارتوں کو خط کشیدہ کیا ہے۔

۲۰۔ حکیم عبدالمجید عتقی مرحوم کے ذخیرۂ کتب کا ایک حصہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی موجود ہے۔ حکیم صاحب مرحوم اور ان کے ذخیرۂ کتب کے بارے میں اپنے ایک مضمون سے درج ذیل اقتباس نقل کیا جاتا ہے:۔

یہ ذخیرۂ کتب حکیم عبدالمجید عتقی مرحوم (۱۹۰۱ء۔۱۹۷۱ء) نے ۱۹۴۹ء میں لائبریری کو بطور عطیہ دیا۔ اس میں ۲۵۰۰ کتابیں تھیں۔ مرحوم عتقی کے مختصر حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ حکیم نور محمد چوہان لکھتے ہیں:۔

''حکیم عبدالمجید عتقی صاحب نے ایک ایسی معزز اور قریشی النسل خاندان میں جنم لیا جو پشتہا پشت سے نہایت ہی دیندار، علم دوست وادب پرور تھا۔ موصوف مارچ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب حکیم مولانا حاجی عبدالکریم صاحب تاثیر علم وادب اور حکمت ودانش کے ایک مثالی پیکر تھے اور ''جنت والے'' کے لقب سے مشہور تھے۔ موصوف کے آباؤ اجداد دہلی سے آکر لاہور میں مقیم ہوگئے [بحوالہ اسرار حکمت، لاہور، ۱۹:۹ (ستمبر ۱۹۶۸ء) ۵]۔ عتقی صاحب کو طلب علم وحکمت کی دلی لگن بچپن ہی سے تھی۔ چنانچہ آپ نے فارسی، عربی کے علوم متداولہ کے امتحانات میں امتیازی حیثیت کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔ چونکہ علمی، ادبی، تاریخی، سیاسی اور طبی

Marfat.com

ذوق فطری طور پر ودیعت ہوا تھا، اس لیے جملہ علوم وفنون کی تحصیل کے زمانے میں ہی تصنیف وتالیف کے میدان میں کام کرنے لگے۔۔۔ان کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد ستر تک پہنچتی ہے۔[بحوالہ محولہ بالا]

حکیم عبدالمجید عتیقی مرحوم کا علمی ذوق ہمہ جہتی تھا۔ان کی شخصیت کا عکس ان کے ذخیرۂ کتب کے موضوعات میں پایا جاتا ہے اور اس سے ان کے کتابوں کی جمع آوری کے ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ان کے ذخیرے میں کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ کتابوں کی زیادہ تعداد علوم اسلامیہ، لسانیات، علم طب، اردو ادبیات اور تاریخ وسوانح کے موضوعات پر ہیں۔ حکیم صاحب بعد میں بھی کتابیں بھجواتے رہتے تھے جو ان کے ذخیرے میں شامل کردی جاتی تھیں۔ گاہے گاہے لائبریری میں تشریف بھی لاتے تھے۔اس عطیے کی یاد کو دوام دینے کے لیے ان کی تصویر بھی کتابوں کے ساتھ لگائی گئی تھی۔ذخیرۂ عتیقی کی نشاندہی کرنے والی سلپیں چھپوا کر زیر حوالہ ذخیرہ کی کتابوں پر لگائی گئی ہیں۔[بحوالہ سید جمیل احمد رضوی، ''پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ذاتی ذخائر کتب'' مشمولہ سہ ماہی خبرنامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب)، جلد۳، شمارہ ۳،۴ (۱۹۹۳ء) ۲۱]

۲۱۔ حکیم علی احمد نیّر واسطی کے متعلق پروفیسر محمد اسلم لکھتے ہیں:۔

حکیم نیر واسطی کا شمار پاکستان کے نامور اطباء اور ادباء میں ہوتا تھا۔انھوں نے پروفیسر ای۔جی۔ براؤن کی مشہور تصنیف Arabic Medicine کا اردو ترجمہ طب العرب کے نام سے کیا تھا۔ یہ ترجمہ اپنے حواشی کی بناپر اصل تصنیف سے زیادہ اہم ہوگیا ہے۔ان کی نظموں اور

Marfat.com

غزلوں کا مجموعہ ''شعر و حکمت'' کے نام سے زیور طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ان کی ایک تصنیف ''تاریخ روابط پزشکی ایران و پاکستان'' بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔موصوف قلعہ لاہور کی شمالی دیوار کے ساتھ شیر شاہ ولی کی درگاہ میں محو استراحت ہیں۔ان کے لواح مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ　　یا محمد

مرقد منور

علامہ حکیم سید علی احمد نیر واسطی

نور اللہ مرقدہ الشریف

تاریخ وفات

۲۶ مئی ۱۹۸۲ء بمطابق ۲ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

قطعہ تاریخ

داد داغ فراق مارا ہائے۔نیر واسطی ز دھر نہفت

فکر کردم برائے سال وفات۔''ہائے داغ فراق'' ہاتف گفت

۱۴۰۲ھ

دیگر

نیر سعد بخت آہ زما۔روئے خود در نقاب گور نہفت

از پئے سال رحلتش ہاتف۔''نیر سعد بخت'' آہ گفت

۱۴۰۲ھ

Marfat.com

(عرشی امرتسری)

[خفتگان خاک لاہور (لاہور: دارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۹۳ء)، ص۔ ۴۳۸۔۴۳۹]

حکیم نیر واسطی نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کا جنازہ دیکھ کر یہ اشعار کہے۔ ان سے ان کے اعلیٰ حضرتؒ کے ساتھ قلبی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کا عنوان ''سوز دل'' ہے۔ اس کے پہلے چار اشعار ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:۔

سوز دل

میاں شیر محمد صاحب شرقپوری مرحوم کا جنازہ دیکھ کر

شان وشوکت سے یہ کس دولھا کی آتی ہے برات
تھر تھراتے ہیں فرشتے کانپتی ہے کائنات
ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے
آج اٹھی ہے یہ کس عاشق کی میّت دھوم سے
وصل ہے کس کا خدائے قادر و قیوم سے
کس جنید وقت کی میّت چلی آتی ہے یہ
قدسوں کو عصمت وعفت میں شرماتی ہے یہ

[بحوالہ نور اسلام شیر ربانی نمبر، جلد ۱۴، شمارہ ۶۔۷ (۱۹۶۹ء) ۱۵۳]

۲۲۔ میاں صاحب نے فہرست (جلد اول) کی ڈمی کی ایک نقل ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب، چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل (واقع اسلام آباد) کو

Marfat.com

بوساطت معروف احمد صاحب بھجوائی تا کہ وہ اس فہرست کے متعلق کچھ لکھ دیں اور ان کی تحریر کتاب کے شروع میں لگا دی جائے، لیکن وہ اپنی مصروفیت اور علالت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ بعد میں انھوں نے فہرست کو دیکھ کر ایک تحریر بھیجی اور اس کے ساتھ میاں صاحب کو ایک خط بھی ارسال کیا۔ انھوں نے یہ مکتوب ۱۷۔ جولائی ۲۰۰۳ء کو ارسال کیا۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج ہے:۔

چند کلمات بطور حرف تقدیم فہرست ذخیرۂ شرقپوری کے لیے قلمبند کر دیے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کی نظر میں جچیں یا نہیں۔ یہ بھی علم نہیں کہ اب تک فہرست چھپ چکی ہے یا ہنوز زیر طباعت ہے۔ بہر حال اگر یہ مختصر سی تحریر کسی کام آسکے تو میرے لیے اعزاز کی بات ہوگی۔

جب ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب کی یہ تحریر وصول ہوئی، اس وقت کتاب چھپ چکی تھی۔ نتیجۃً یہ تحریر اس میں شامل نہ ہو سکی۔ یہ تحریر ایک قسم کا تبصرہ ہے جو ڈاکٹر صاحب نے اس ذخیرہ اور اس کی فہرست (جلد اوّل) کے متعلق کیا ہے۔ اب اس کو فہرست کی جلد دوم میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس کا عنوان ''حرف تقدیم'' ہے۔۔۔[''تعارف''، مشمولہ فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۴ء)، جلد دوم، ص۔۸۔۹]۔
یہ تحریر اس کتاب کے صفحات: از ۹ تا ۱۵ پر مشتمل ہے۔

۲۳۔ معروف احمد صاحب کا یہ مضمون فہرست (جلد اول) کے صفحات: از ۳۲ تا ۴۴ پر موجود ہے۔

Marfat.com

۲۴۔ حضرت میاں صاحب نے ''ماہنامہ نور اسلام'' کے چھ خصوصی نمبر نکالے۔ ان کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(ا) شیر ربانیؒ نمبر

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۱۴، شمارہ ۶۔۷: شیر ربّانی نمبر (جون۔ جولائی ۱۹۶۹ء)

(ب) امام اعظمؒ نمبر

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۲۰، شمارہ ۹۔۱۰: امام اعظمؒ نمبر (ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۵ء)

(ج) اولیائے نقشبندؒ نمبر

ماہنماہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۲۴، شمارہ ۳۔۴: اولیائے نقشبندؒ نمبر (مارچ۔ اپریل ۱۹۷۹ء)۔ یہ نمبر دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

(د) حضرت مجدد الف ثانیؒ نمبر

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۳۳، شمارہ ۱۔۲: مجدد الف ثانیؒ نمبر (جنوری۔ فروری ۱۹۸۸ء) یہ نمبر تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

(ھ) حضرت ثانی لاثانیؒ نمبر

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۴۴، شمارہ ۱۰۔۱۱: حضرت ثانی لاثانیؒ نمبر (اکتوبر۔ نومبر ۱۹۹۹ء)

(و) گولڈن جوبلی نمبر

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۵۱، شمارہ ۱۱۔۱۲ گولڈن جوبلی نمبر (نومبر، دسمبر ۲۰۰۶ء)۔ یہ نمبر تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

۲۵۔ شیخ عبدالعزیز صاحب ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور چند سال پہلے ریٹائر ہو گئے۔اب وہ تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ان کی افسانوں کی ایک کتاب شائع ہو چکی ہے۔دو بار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔انھوں نے حج کا سفرنامہ بھی لکھا ہے،لیکن یہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔شیخ صاحب افسانہ نگاری سے سیرت صلی اللہ علیہ وسلم نگاری کی طرف آ گئے ہیں۔انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب لکھی ہے جو ان شاء اللہ جلد شائع ہو جائے گی۔اس کا موضوع رسولؐ خدا بحیثیت ماہر نفسیات ہے۔یہ موضوع بھی بہت نادر ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ کرے تاکہ وہ اسلامی موضوعات پر اور لکھ سکیں۔انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ان موضوعات پر مزید کام کرنا چاہتے ہیں۔

۲۶۔ ملک عارف صاحب شرقپور شریف کے رہنے والے ہیں۔ ان دنوں لائبریری میں ایڈمن آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

۲۷۔ فدا حسین فدا (ایڈیٹر ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور)۔فدا صاحب شاعر اور ادیب تھے۔ماہنامہ مہر و ماہ کے ایڈیٹر رہے۔ان کو تاریخ گوئی میں مہارت حاصل تھی۔حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ساتھ ان کے قریبی تعلقات تھے۔میں جب فہرست سازی کے لیے حکیم صاحب کے مطب میں جایا کرتا تھا،تو ابوالطاہر فدا حسین فدا (مرحوم) سے اکثر ملاقات ہو جاتی تھی۔فدا صاحب نے حکیم صاحب کے چہلم پر ماہنامہ مہر و ماہ کا ایک خاص نمبر شائع کیا تھا جو ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں ان کا قطعہ تاریخ بھی شامل کیا تھا۔اس

Marfat.com

کے دس اشعار ہیں۔ اس کا عنوان اور پہلا و آخری شعر ذیل میں دیے جاتے ہیں:۔

قطعہ تاریخ وصال

محقق عصر معروف دانشور الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

رحلت: ۸۔ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ، مطابق ۱۷۔ نومبر ۱۹۹۹ء بروز چہار شنبہ

غم مقرب والا

۱۴۲۰ھ

چل بسا بزم رضا کا بانی و صدر آج آہ۔ حضرت مُوسیٰ فدائے سیّدِ خیرُ الاُمم!

☆☆☆

بندہ احمد رضا کا سال رحلت اے فدا
''منبع فیض عمیم! محمد موسیٰ'' کر رقم

۱۴۲۰ھ

[ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور، جلد ۴۷، شمارہ ۱۲۔۱ (جنوری۔ فروری ۲۰۰۰ء) ۲۲۵]

۲۸۔ محمد عالم مختار حق (م: ۶۔ مارچ ۲۰۱۴ء) معروف سکالر اور محقق تھے۔ وہ کتاب دوست تھے۔ ان کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں اس وقت چودہ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ ان کی پروف خوانی کا شہرہ اندرون ملک اور بیرون ملک بھی تھا۔ ان کے فرزند محترم محبوب عالم تھابل کی تحریر کے مطابق عالم صاحب کی تالیفات و تصنیفات کی تعداد ۲۵ ہے۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نے ''حوزۂ نقشبندیہ'' قائم کیا۔ اس ادارہ کے وہ سیکرٹری تھے۔ اس حیثیت سے مرحوم نے قریباً سات کتابیں مرتب کیں۔ حضرت

Marfat.com

میاں صاحب کے بہت قریبی احباب میں شامل تھے۔میاں صاحب ان سے ملنے کے لیے ان کے مسکن پر تشریف بھی لے جاتے تھے۔شرقپور شریف بھی میں ملاقات کے لیے بلا لیتے تھے۔ان کے حالات اور کام کے لیے ان دو کتابوں کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے:۔

(۱)۔ محبوب عالم تھابل (مرتب)۔محمد عالم مختار حق اور ان کا کتب خانہ (ایک تعارف)۔لاہور: کتب خانہ محمد عالم مختار حق،۲۰۱۲ء۔۳۲ص۔

(۲)۔ محبوب عالم تھابل (مرتب)۔تذکار جامع المعروف بہ دلکشا تذکرۂ میاں محمد عالم۔لاہور: کتب خانہ محمد عالم مختار حق،۲۰۱۴ء۔۱۶۰ص۔اس کے سرورق پر یہ نوٹ دیا گیا ہے:۔

(یہ کتاب والد مرحوم کے چہلم پر ۱۳/ اپریل ۲۰۱۴ء کو احباب میں تقسیم کی گئی)

۲۹۔ پرویز اختر قاضی، ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور کے منصب سے چند سال پہلے ریٹائر ہوئے تھے۔وہ حج کی سعادت سے بھی مشرف ہوئے۔انھوں نے حج کا سفرنامہ بھی لکھا جو شائع ہو گیا تھا۔ مرحوم کا آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف سے بھی ~~بڑا~~ دلی لگاؤ تھا۔وہ شرقپور شریف زیارت کے لیے بھی گئے تھے۔ان کا انتقال ۲۸ مئی ۲۰۱۱ء کو ہوا۔ ان کو اگلے روز جوہر ٹاؤن کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

۳۰۔ ڈاکٹر وحید قریشی مرحوم (م:۱۷۔اکتوبر۔۲۰۰۹ء) نقاد، ادیب، کالم نگار اور مخزن لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے۔ اسلامیہ کالج سول لائنز سے پنجاب یونیورسٹی میں آ گئے تھے۔صدر شعبہ اردو رہے۔ ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و ادبیات شرقیہ، جامعہ پنجاب منصب پر فائز رہے۔ پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل

Marfat.com

کالج کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ انھوں نے مجلّہ تحقیق نکالا اور اس کے بانی ایڈیٹر تھے۔ اورینٹل کالج میگزین کے ایڈیٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ پھر وہ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین بھی رہے۔ اس دور میں مقتدرہ نے متعدد کتابیں شائع کیں۔ اقبال اکیڈمی کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور کے معتمد عمومی (جنرل سیکرٹری) کے منصب پر بھی فائز رہے۔ رسالہ مخزن، لاہور کے اعزازی مدیر کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔ میر جملہ کے قلمی نام سے کالم بھی لکھے۔ انھوں نے اپنی لائبریری ای۔ ایم۔ ای (E.M.E.) سوسائٹی کی وساطت سے جی۔ سی۔ یونیورسٹی، لاہور کو دے دی تھی۔ یونیورسٹی نے ان کو پروفیسر ایمریطس کا منصب دے دیا تھا۔ وہ ہفتے میں غالباً ایک روز اس یونیورسٹی میں جاتے بھی تھے اور شعبہ فارسی میں بیٹھتے تھے۔ وہاں طلبہ کو گائیڈ کرتے تھے۔ ان کی طبیعت میں جلال و جمال دونوں صفات موجود تھیں۔ ان کی وفات کے بعد رسالہ مخزن، لاہور نے ان پر ایک خصوصی نمبر بھی شائع کیا تھا۔

۱۳۱۔ ترجمہ (مع تشریح)۔ اقبال نے مولانا رومؒ کی ایک مشہور غزل کے تین شعر ''اسرار خودی'' کے آغاز میں درج کیے ہیں۔ ان کے مضمون کو مثنوی کے مطالب و مقاصد سے جو مناسبت ہے، وہ کسی تصریح کی محتاج نہیں۔

(۱) کل شیخ چراغ لے کر شہر کے گلی کوچوں میں چکر لگا رہا تھا کہ میں درندوں اور چوپایوں سے سخت رنجیدہ اور تنگ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی انسان مل جائے یعنی جو آدمی ہر جگہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، ان کی حقیقت چوپایوں اور درندوں کی سی ہے۔ اس لیے بھی کہ وہ بدیہی حقائق کا اندازہ

Marfat.com

نہیں کر سکتے۔ اپنی ذات پر یا دوسروں پر سختی وظلم کرتے وقت انہیں قطعاً تامل نہیں ہوتا۔ ان کی صحبت پر کوئی کیوں کر مطمئن ہو جائے؟ انسان درکار ہے۔ وہی انسان جس کے متعلق مرزا غالب نے کہا ہے

"آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا"

(۲) میرے ساتھیوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے وجود جن عناصر سے مرکب ہیں، وہ نہایت نکمے تھے۔ ان میں جدوجہد اور عمل کا کوئی بھی جوہر موجود نہیں، لہٰذا ان سے دل بیزار ہو چکا ہے۔ ایسے وجود چاہییں جن میں شیر خدا اور رستم دستاں کی شجاعت، جوانمردی اور استعداد جدوجہد موجود ہو۔ جو ناممکن کو ممکن کر دکھائیں۔

(۳) میں نے کہا کہ آپ کو جس جنس کی طلب ہے، وہ تو گوہر نایاب کی حیثیت رکھتی ہے اور کہیں دیکھی نہیں گئی۔ شیخ نے کہا کہ جو دیکھی نہیں گئی، جو پائی نہیں جاتی، مجھے اسی کی آرزو ہے۔ گویا اسرار خودی کا مدعا بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیر خدا اور رستم دستاں جیسے انسان پیدا کرے۔ وہ جنس بروئے کار لائے جواب بازار زندگی میں کہیں نظر نہیں آتی۔

[بحوالہ غلام رسول مہر، مطالب اسرار و رموز (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۶۰ء) ص۔۴۹]

۳۲۔ رانا محمد یعقوب صاحب لائبریری کے اورینٹل سیکشن میں ڈپٹی چیف لائبریرین کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ کاشف صاحب اور بدرالحق صاحب بھی اسی سیکشن میں کام کرتے تھے۔ اب کاشف صاحب شعبہ دستاویز سازی (Documentation Section) میں کام کرتے ہیں۔

Marfat.com

۳۳۔ اقبال، علامہ محمد، بال جبریل مشمولہ کلیات اقبال اردو (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء)، ص۔ ۷

۳۴۔ یہ روداد فہرست (جلد دوم) کے صفحات: از ۳۷ تا ۵۳ پر مشتمل ہے۔ اس کا عنوان ہے: ''فہرست (جلد اول) کی افتتاحی تقریب کی روداد''۔

۳۵۔ سیف الرحمٰن عتیق صاحب لائبریری میں ڈپٹی چیف لائبریرین کے منصب پر فائز ہیں۔ ان دنوں یو۔ این سیکشن کے انچارج ہیں۔

۳۶۔ قرآن۔ قرآن مجید، ترجمہ مولانا ہدایت اللہ۔ لاہور: پنجابی ادبی لہر، ۱۹۸۶ء۔

یہ قرآن مجید کا پنجابی زبان میں ترجمہ ہے۔ ترجمہ متن کے بین السطور ہے۔ تفسیری حواشی بھی دیے گئے ہیں۔ اس کا یہ نسخہ مجھے مس محمودہ سلطانہ، سابق ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور نے بطور تحفہ ۲۷۔ جون ۱۹۸۷ء کو عنایت کیا تھا۔ محمودہ سلطانہ صاحبہ ۱۹۹۵ء میں یونیورسٹی سروس سے ریٹائر ہو گئی تھیں۔

۳۷۔ میاں ولید احمد جواد صاحب حضرت میاں خلیل احمد صاحب مرحوم کے بڑے بیٹے اور حضرت میاں جمیل احمد صاحبؒ شرقپوری کے پوتے ہیں۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحبؒ کے وصال کے بعد آپ ان کے جانشین اور زیب سجادہ آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور ہیں۔ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی میاں محمد صالح نقشبندی مجددی، ماہنامہ نور اسلام کے ناظم دفتر ہیں۔

۳۸۔ ادریس صاحب لائبریری کے شعبہ دستاویز سازی

Marfat.com

(Documentation Section) میں کام کرتے ہیں۔ وہ بہت محنت اور تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اپنے کام میں مہارت رکھتے ہیں۔

۳۹۔ "منبعِ انوار" اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے متعلق کتاب ہے۔ اس کے مرتب صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری ہیں۔ یہ کتاب کئی بار شائع ہوئی ہے۔ اس کا جو ایڈیشن اس وقت میرے سامنے ہے اس کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ (مرتب)۔ منبعِ انوار، حالات و واقعات قطب ربّانی شیر یزدانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز۔ شرقپور شریف: مکتبہ نور اسلام، ۲۰۰۵ء۔ ۹۱ص۔

یہ کتاب مختصر ہے۔ اس کو ایک ہی نشست میں پڑھا جاسکتا ہے۔

۴۰۔ انگریزی میں سہ ماہی شیر ربّانی ڈائجسٹ، لاہور (Quarterly Sher-E-Rabbani Digest, Lahore) کا اجراء ۲۰۰۴ء میں ہوا۔ اس کا پہلا شمارہ جنوری تا مارچ ۲۰۰۴ء تھا۔ دوسرا شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۴ء کا تھا جو میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب میں محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب کو دے کر آیا تھا۔ اس سہ ماہی پرچے کے سرپرست اعلیٰ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ تھے۔ اور چیف ایڈیٹر ایم معروف احمد شرقپوری تھے۔ پروفیسر منور حسین، ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ، لاہور اس کو حتمی شکل دیتے تھے یعنی اس کی انگریزی زبان کو دیکھتے تھے اور مضامین بھی پڑھتے تھے۔ وہ خود بھی اس پرچے میں

Marfat.com

مضامین لکھتے تھے۔اس کا آخری شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا۔ پھر یہ بوجوہ تعطل کا شکار ہو گیا یعنی بند ہو گیا۔ یہ پرچہ بیرون ملک بالخصوص مغربی دنیا میں بھی جاتا تھا۔ بالفاظ دیگر ان ممالک کے انگریزی داں اور انگریزی خواں اس کے قارئین تھے۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحبؒ شرقپوری اسلامی تعلیمات کا دائرہ عالمی سطح پر پھیلانا چاہتے تھے۔اس وجہ سے ان کی مساعی سے یہ انگریزی سہ ماہی پرچہ جاری کیا گیا۔ میاں صاحب پروفیسر منور حسین صاحب کی کوشش کو سراہتے تھے کہ وہ عالم پیری میں بھی اس کو حتمی شکل دینے میں اپنی ذمہ داری کو بخوبی سرانجام دے رہے تھے۔

اس پرچے کے کل ۲۳ شمارے شائع ہوئے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان پرچوں کے مضامین کا موضوعاتی تجزیہ کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اس کی اشاعت نے معاشرے میں کیا اثرات چھوڑے بالخصوص مغربی ممالک کے قارئین پر۔ جدید عالمی اصول تحقیق کو سامنے رکھ کر اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ اس سے جو نتائج اخذ ہوں گے وہ حضرت میاں جمیل احمد صاحبؒ شرقپوری کی گہری علمی بصیرت کے غماز ہوں گے۔ تاریخ صحافت میں اس کا مقام متعین کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

۴۱۔ حوزۂ نقشبندیہ کا قیام ۲۰۰۳ء میں عمل میں آیا۔اس کے سیکرٹری محمد عالم مختار حق مقرر ہوئے۔انھوں نے حوزہ کی ۲۰۰۳ء کی روداد کو لکھا اور یہ رودادِ حوزۂ نقشبندیہ کے عنوان سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔اس کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

Marfat.com

محمد عالم مختار حق (مرتب)۔ روداد حوزۂ نقشبندیہ (۲۰۰۳ء)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۰۴ء۔ ۳۲ص۔

اس کے بعد ۲۰۱۱ء تک حوزۂ نقشبندیہ کی چار رودادیں مزید شائع ہوئیں۔ ان سب کے مرتب محمد عالم مختار حق ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

محمد عالم مختار حق (مرتب)۔ روداد حوزۂ نقشبندیہ (۲۰۰۴ء۔ ۲۰۰۵ء)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۰۶ء۔ ۴۸ص۔

اس میں ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء میں منعقدہ اجلاسوں کی کارروائی شامل ہے۔

محمد عالم مختار حق (مرتب) ہفت مجالسِ علمیہ (باہتمام حوزہ نقشبندیہ، لاہور)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۰۹ء۔ ۸۰ص۔

اس میں سات علمی مجالس کی رودادیں شامل ہیں۔ ان کے بارے میں محمد عالم مختار حق صاحب ''اظہاریہ'' کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں (متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے):۔

> میاں صاحب نے اس عرصہ میں جو کم و بیش چار سالوں پر محیط ہے سات علمی مجالس کا انعقاد کیا۔ ان مجالس میں سے ایک کی روداد (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) تو چھپ گئی تھی۔ بقیہ مجالس کی رودادیں ٹیپ ریکارڈر کی عدم دستیابی یا فنی خرابی کے سبب درست ریکارڈ نہ ہو سکیں اور اب میاں صاحب نے ان مجالس کو ضبطِ تحریر میں لانے کے عندیہ کا اظہار کیا تاکہ یہ علمی باتیں ہوا ہی میں تحلیل ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ انہیں آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا جائے۔ ۲۰۰۶ء

Marfat.com

میں میری دونوں آنکھوں میں موتیا بند کے اپریشن کے سبب میرے لیے ممکن نہ تھا کہ میں مجالس کی کارروائی قلمبند کرسکتا یا مجالس میں شرکت کرسکتا۔ البتہ مجھے خوشی ہے کہ عزیز محترم جناب سید جمیل احمد رضوی سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسی لائبریری لاہور ان مجالس کی کارروائی شغلاً از خود قلمبند کرتے رہے۔ اور اب وقت پڑنے پر انھوں نے بلاحیل وحجت مطلوبہ سرمایہ ''سپردم بتو مایۂ خویش را'' کہہ کر راقم کے سپرد کردیا جس کا اظہار متعلقہ مقامات پر بھی میں نے کردیا ہے اور مجموعی طور پر یہاں بھی۔ بہرحال ان کے احسان پر ممنونیت ریز شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح عزیز محترم جناب پروفیسر محمد اقبال مجدد صاحب نے بھی میری گزارش پر مسودہ کے بعض حصوں پر نظر ثانی فرمائی اور نہایت مفید مشوروں سے نوازا بلکہ از یاد رفتہ نہایت قیمتی معلومات کا اضافہ کرکے میرے کام کو باثروت بنادیا۔

المنۃ للہ کہ در میکدہ باز است

[بحوالہ ہفت مجالسِ علمیہ، ص۔۵]

محمد عالم مختار حق (مرتب)۔ مجالسِ جمیل فخر (المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ کی علمی مجالس کی روداد)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۱۰ء۔ ۷۷+۳ص۔

یہ بھی حوزۂ نقشبندیہ کی مجالس کی روداد پر مشتمل ہے۔ اس میں اور علمی مضامین بھی شامل ہیں۔ محمد عالم مختار حق صاحب ''گفتنی'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

۔۔۔آپ (صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ) نے ۱۲ ستمبر ۲۰۰۹ء بیت النور (جوہر ٹاؤن لاہور) میں دعوت افطار کا اہتمام کیا اور ۲ نومبر ۲۰۰۹ء کو چودھری محمد حنیف صاحب چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کے اعزاز میں ان کے برطانیہ کے کامیاب دورہ سے واپسی پر بند روڈ پر واقع حبیب اللہ بھٹی صاحب کی رہائش گاہ پر ظہرانہ دیا۔اسی طرح راقم کے غریب خانہ پر ۱۴ جنوری ۲۰۱۰ء کو ایک نشست میں اپنے ماہنامہ ''نور اسلام'' کے اجراء کے بارے میں مفید گفتگو کی جسے اس نقطہ نظر سے محفوظ کر لیا گیا ہے کہ آئندہ جو اسکالر ''نور اسلام'' پر تحقیقی مقالہ لکھنا چاہے، اسے رسالہ کی بنیادی معلومات مہیا ہو سکیں۔

[بحوالہ مجالسِ جمیل، ص۔۳۰]

اس میں ڈاکٹر ساجدہ علوی (مانٹریال، کینیڈا) ☆ کا مضمون بعنوان: ''خالد لطیف۔۔۔ ہماری آخری ملاقات'' بھی شامل ہے۔اس کے آخر میں ''سوانح حیات حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہٗ'' مؤلفہ پیر غلام دستگیر نامی لاہوری بھی شامل ہے۔آخر میں محمد شیراز فیض بھٹی صاحب کی تحریر ''اظہاریہ'' کے عنوان سے بھی موجود ہے۔

محمد عالم مختار حق (مرتب)۔فیض جمیل (فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد مدظلہ، نقشبندی مجددی کی تبلیغی سرگرمیاں)۔لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، ۲۰۱۱ء۔ ۶۴ص۔

☆: ڈاکٹر ساجدہ سلطانہ علوی صاحب اب ٹورنٹو، کینیڈا میں مقیم ہیں۔

Marfat.com

اس کتابچہ میں پہلے روداد یوم مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ منعقدہ: لاہور ۲۳ جنوری ۲۰۱۱ء شامل ہے۔ اس میں نعت خوانی بھی ہوئی اور علماء اور دانشوروں نے خطاب بھی کیا۔ خطاب کرنے والوں میں مولانا شیر محمد نقشبندی، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، پروفیسر محمد اقبال مجددی، مولانا فاروق احمد نقشبندی مجددی شامل تھے۔ قاری سیف اللہ نقشبندی نے سلام پیش کیا۔ فاتحہ خوانی اور دعا مولانا فاروق احمد نقشبندی مجددی نے کرائی۔

اس کے علاوہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر ماہنامہ ''جہانِ رضا''، لاہور (وفات ۱۹۔ دسمبر ۲۰۱۳ء) کی تحریر بعنوان: ''حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے حضرت خواجہ محمد نقشبند حج کو جاتے ہیں'' بھی شامل ہے۔ بعدازاں ''حاجی دین محمد کاتب حضرت میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ کی نظر میں'' کا بیان ہے۔ اس کے بعد پروفیسر محمد اقبال مجددی کی تحریر بعنوان: ''حوزۂ نقشبندیہ سے ''لطائف مدینہ'' کی اشاعت (ایک تعارف)'' دی گئی ہے۔ بعد میں حضرت میاں صاحب سے ایک ترکی نقشبندی اسکالر کا حال شامل کیا گیا ہے۔ پھر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کا مضمون: ''امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ عرفان کے مجتہد اعظم'' شاملِ اشاعت ہے۔ آخر میں ''ارشادات حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی ''مکتوبات کی زبانی'' دیے گئے ہیں۔☆

☆: میں جناب محبوب احمد تھابل (فرزند محمد عالم مختار حق مرحوم) کا سپاس گزار ہوں کہ انھوں نے ''فیض جمیل'' مجھے فراہم کی۔ یہ میرے پاس موجود نہیں تھی۔ نیز ان کے ایک اہم کتابچہ بعنوان: ''محمد عالم مختار حق اور ان کا کتب خانہ (ایک تعارف)''، شائع کردہ کتب خانہ محمد عالم مختارِ حق، لاہور (۲۰۱۲ء) سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ ارمغان علمی بھی مجھے محبوب عالم تھابل صاحب نے عنایت کیا تھا۔

Marfat.com

۴۱ ا۔ حاجی محمد حیات نقشبندی مجددی (م۔ ۶ مئی ۲۰۱۴ء) پاکپتن گئے تھے۔ وہاں جانے کا مقصد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مزار کی زیارت اور حاضری تھا۔ وہ مزار مبارک کی بار بار زیارت کرتے رہے۔ جو صاحب ان کے ساتھ تھے انھوں نے بتایا کہ وہ قریباً دس بار مزار کے اندر گئے اور باہر آئے۔ پاکپتن کے قریب ایک گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات ان کا بلڈ پریشر بہت زیادہ ہو گیا۔ انھوں نے اس وقت دل کی تکلیف کا ذکر کیا۔ ان کو سول ہسپتال پاکپتن لے جایا گیا۔ جب ان کی ای سی جی کرنے لگے تو ڈاکٹر نے دیکھ کر بتایا کہ ان کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ وقت ساڑھے بارہ بجے رات کا تھا۔ اگلے روز ان کو اپنے گاؤں (جلیانہ) میں لایا گیا۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی نے بعد از نماز عصر ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کو وہاں آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ یہ معلومات مجھے محترم ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری صاحب نے فراہم کی ہیں۔

حاجی صاحب حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے نہایت عزیز اور قرب رکھنے والے مرید تھے۔ حاجی محمد حیات صاحب نے ''روحانیت کی جستجو'' نامی کتاب بھی لکھی۔ یہ دراصل سفرنامہ ہے جس میں مختلف ممالک میں مزارات کی زیارت اور حاضری کا حال لکھا ہے۔ یہ مصور ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے یہ بھی بتایا کہ حضرت میاں صاحب عمر کے آخری حصے میں علالت کی وجہ سے کہیں آجا نہیں سکتے تھے۔ وہ عموماً حاجی صاحب کو

Marfat.com

اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ سال ۲۰۱۲ء میں حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے عرس کے موقع پر حاجی حیات صاحب آئے تھے۔ یہ تقریب حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کی مسجد میں منعقد ہوتی ہے۔ بعد میں چادر پوشی ہوتی ہے، پھر حاضرین کو لنگر کھلایا جاتا ہے۔ چادر پوشی کے موقع پر حاجی صاحب نے شجرہ نقشبندیہ پڑھا تھا۔ ان کو زبانی یاد تھا۔ حاجی صاحب بہت خلیق اور ملنسار تھے۔ جب ان سے ملاقات ہوتی تھی تو بہت تپاک سے ملتے تھے۔ ان کے چہرے سے روحانیت کے آثار بھی نظر آتے تھے۔ درحقیقت یہ اس فیضان کا اثر تھا جو حضرت میاں صاحب سے ان کو حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایۂ رحمت میں رکھے۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

۴۲۔ آصف صاحب چیف لائبریرین کے آفس میں غالباً اسسٹنٹ کے منصب پر فائز ہیں۔ وہ اکاؤنٹس کے کام کو دیکھتے ہیں۔

۴۳۔ ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب اب ڈائریکٹر، مجلس ترقی ادب، لاہور کی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔ وہ رسالہ مخزن، لاہور کے اعزازی مدیر بھی ہیں۔

۴۴۔ اس مضمون کا کتابیاتی حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

Syed Jamil Ahmad Rizvi," Manuscript Collection in the Punjab University Library," Included in:Qunterly Sher-e-Rabbani Digest,Lahore, Vol. 1,Issue No. 1 (January to June 2004)23-38.

Marfat.com

۴۵۔ ذخیرہ الوارث (ذخیرۂ میاں عطاء اللہ ساگر وارثی)۔میاں عطاء اللہ ساگر وارثی سٹیٹ بنک میں ملازم تھے۔ان کا تعلق تصوف کے سلسلہ وارثی سے تھا۔انھوں نے صوفیہ کے حالات پر چند کتابیں تحریر کیں۔ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے اپنا ذخیرۂ کتب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔

سید بدر الحق (لائبریرین) نے اس ذخیرہ کی فہرست مرتب کی۔وہ اس کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:۔

زیر نظر فہرست ''ذخیرہ الوارث'' الحاج میاں عطاء اللہ ساگر وارثی کی طرف سے ملنے والی کتابوں اور رسائل پر مشتمل ہے۔میاں ساگر وارثی ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔انھوں نے گوجرانوالہ موضع اروپ میں اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کی اور پھر ملازمت کے سلسلے میں کراچی میں بھی مقیم رہے۔آپ ۷۔فروری ۲۰۰۰ء میں اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔

انھوں نے خیر الوارثین، مشائخ ہوشیار پور، تذکرۂ شعراء وارثیہ اور محبوب الوارثین جیسی کتابیں تحریر کیں۔۔۔اپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو ۱۱۸۴ کتب بطور عطیہ عنایت کیں۔یہ فہرست عنوان اور مصنف کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے۔

[بحوالہ سید بدر الحق، فہرست ذخیرۂ کتب عطاء اللہ ساگر وارثی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور] (غیر مطبوعہ) اس کے ابتدائیہ سے یہ اقتباس لیا

Marfat.com

گیا ہے۔

۴۶۔ یہ ذخیرۂ کتب مولانا اصغر علی روحی مرحوم (۱۸۷۱ء۔۱۹۵۴ء) کے نام پر ہے۔ روحی مرحوم نے اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ) میں ۱۸۹۲ء سے ۱۹۳۱ء تک عربی اور دینیات کے استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ عربی زبان و ادب اور علوم اسلامیہ کے بہت فاضل تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ ان کے نامور فرزند ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۹ء) بھی عربی زبان و ادب کے بہت عالم اور فاضل تھے۔ انھوں نے عربی استاد کی حیثیت سے گورنمنٹ کالج جھنگ، گورنمنٹ کالج ساہیوال اور گورنمنٹ کالج لاہور میں خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے یونیورسٹی اورینٹل کالج میں بھی کئی سال تک مہمان استاد کی حیثیت سے ایم۔اے (عربی) کی کلاسوں کو پڑھایا۔ مرحوم نے علمی اور ادبی دنیا میں بہت نام پیدا کیا۔ ان کو کتابوں کی خرید اور جمع آوری کا بہت شوق تھا۔ کتابوں کو خریدنے کے بعد بہت اہتمام سے ان کی جلدیں بنواتے اور ان کو پلاسٹک کے کور چڑھا کر محفوظ کر لیتے۔

اس شوق کے نتیجے میں ان کے پاس کتابوں کا قابلِ قدر ذخیرہ اکٹھا ہو گیا۔ ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ ان کی ذاتی لائبریری کو کسی تعلیمی ادارے کو بطور عطیہ دے دیا جائے۔ ڈاکٹر ذوالفقار علی رانا صاحب نے حسبِ وصیت یہ قیمتی ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا کر دیا۔ یہ ذخیرہ ۱۲ستمبر ۱۹۸۹ء کو لائبریری میں منتقل ہوا۔ اس کو ذخیرۂ روحی کے نام سے الگ ذخیرے کی حیثیت سے رکھا گیا

Marfat.com

ہے۔اس میں ڈاکٹر صوفی محمد ضیاء الحق مرحوم اور ان کے والد مولانا اصغر علی روحی مرحوم کی جمع کی ہوئی کتابیں شامل ہیں۔ان کی تعداد تین ہزار کے قریب ہے۔۔۔اس ذخیرے میں عربی زبان و ادب کی ''امہات الکتب'' کثیر تعداد میں شامل ہیں۔

[بحوالہ: سید جمیل احمد رضوی، ''پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ذاتی ذخائر کتب''، مشمولہ سہ ماہی خبر نامہ پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (پنجاب)، جلد۳، شمارہ۳،۴ (۱۹۹۳ء) ۲۴۔۲۵]

۴۷۔ فہرست (جلد اوّل) میں ان کتابوں کی کتابیاتی تفاصیل یہ ہیں۔آخر میں شمارہ فہرست دے دیا ہے۔

(۱) جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، صاحبزادہ میاں۔صدائے حق۔شرقپور شریف: حزب الرسول و جامع حضرت میاں صاحب (س۔ن)۔ ۶۴ص۔[شمارہ ۹۸۷ (۹)]

اس کا ایک اور نسخہ زیر شمارہ ۱۵۷۱ موجود ہے۔اس کتاب کو حضرت میاں صاحبؒ کے وصال کے بعد بھی شائع کیا گیا ہے۔

(۲) جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، صاحبزادہ میاں۔آسان جدید عربی گرائمر۔شرقپور شریف: جامع حضرت میاں صاحب، ۱۹۵۲ء۔ ۶۶ص۔ [۲۰۰۵ء]

(۳) جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، صاحبزادہ میاں ۔ ارشاداتِ مجدد۔ شرقپور شریف: مکتبہ شیرِ ربّانی، ۱۹۶۷ء۔۱۷۴ص۔[شمارہ ۶۰۵]

اس کا ایک اور نسخہ شمارہ ۶۶۱ کے تحت موجود ہے۔

Marfat.com

۴۸۔ ان دو انگریزی۔اردو لغاتوں کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

(A) Ferozsons English To English And Urdu Dictionary.Lahore:Ferozsons(n.d.)

(B) Qaumi English-Urdu Distionary,Edited by Dr.Jameel Jalibi. Islamabad: Muqtadarah Qaumi Zuban,1992.

اس کے سرورق پر اردو میں بھی عنوان اور ناشر کا نام لکھا ہے۔سرورق سے اگلے صفحہ (Verso) پر بھی اس کا اندراج (Entry) بنائی گئی ہے۔

ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس لغت کی تفصیل اردو میں بھی دی جاتی ہے:۔

قومی انگریزی اردو لغت، مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء۔۲۳۵۲ص۔(طبع اوّل)

۴۹۔ اس مضمون کا پورا حوالہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

Prof. Munawwar Hussain, "Sani La Sani Hazrat Mian Ghulam Ullah Sharaqpuri Naqshbandi Mujaddadi R.A." Included in: Quarterly Sher-E-Rabbani Digest, Lahore, Vol. I, No.4 (October to December 2004 A.D) 25-35.

اس مضمون میں پروفیسر منور حسین صاحب نے اپنی بیماری اور شہد استعمال

Marfat.com

کرنے کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ یہ بہت دلچسپ ہے۔

۵۰۔ محمد ہارون عثمانی اُس وقت قائداعظم لائبریری، لاہور میں کام کرتے تھے۔ اب وہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں ڈپٹی چیف لائبریرین کے منصب پر فائز ہیں۔ انھوں نے رسالہ مخزن، لاہور پر تحقیقی مقالہ (Thesis) لکھا ہے اور جی۔سی۔ یونیورسٹی فیصل آباد سے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ان کی مطبوعہ کتابوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) مولانا امین احسن اصلاحی کی نثری خدمات۔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۶ء۔

(۲) کپور نامہ (کلیات کنہیا لال کپور)۔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۷ء۔

(۳) اردو زبان وادب کے فروغ میں مجلّہ ''مخزن'' لاہور کا کردار۔ لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء۔

ان کی درج ذیل کتاب زیرِ طباعت ہے:۔

ا۔ کرشن کنہیا، کنہیا لال کپور، شخصیت وفن باقیات ونوادرات۔

ڈاکٹر محمد ہارون عثمانی لائبریری کے شعبہ السنۂ الشرقیہ (Oriental Section) کے انچارج ہیں۔ وہ اپنے فرائض منصبی کے علاوہ تحقیق اور تدریس کے کاموں میں بھی مصروف رہتے ہیں۔

۵۱۔ یہ روداد ''ہفت مجالس علیہ''، مرتبہ محمد عالم مختار حق (مرحوم) میں شائع ہو چکی ہے۔ اس مجلس کی روداد سے پہلے عالم صاحب نے ایک نوٹ لکھا جو بہت اہم ہے۔ اس کو یہاں پر نقل کیا جاتا ہے:۔

Marfat.com

"انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) کی پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ لاہور تشریف لائی ہوئی تھیں۔ انھوں نے میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار جناب محمد معروف احمد (ایڈیٹر سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ وروزنامہ شیر ربانی لاہور) سے کیا، چنانچہ یہ ملاقات موصوف کی وساطت سے آج شرقپور شریف میں ہونا قرار پائی۔ راقم الحروف (محمد عالم مختار حق) موتیا بند کے اپریشن کے باعث اس تقریب میں شامل نہ ہوسکا البتہ یہ خوشی بختی کی بات ہے کہ محترم جناب سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) نے اپنے روزنامچہ میں اس نشست کی جھلکیاں محفوظ کر رکھی تھیں جو میرے کام آگئیں۔ لہٰذا روداد موصوف ہی کی قلمبند کردہ خوانندگان گرامی کی خدمت میں ان کے ممنونیت ریز شکریہ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔[ہفت مجالس علمیہ، مرتبہ محمد عالم مختار حق، ص۔۶]

۵۲۔ ماہنامہ نور اسلام کا پچاس سالہ گولڈن جوبلی نمبر سال ۲۰۰۶ء میں تین جلدوں میں شائع ہوا۔ اس کا کتابیاتی حوالہ (Bibliographical Citation) نیچے دیا جاتا ہے:۔

ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۵۱، شمارہ ۱۱، ۱۲ (نومبر، دسمبر ۲۰۰۶ء) اس کے سرورق پر لکھا ہے: "پچاس سالہ گولڈن جوبلی نمبر"۔ اس کی تیسری جلد اشاریہ ہے جو محمد معروف احمد شرقپوری صاحب نے مرتب کیا جو اس

Marfat.com

رسالے کی پچاس سالہ تحریروں کی تلاش و جستجو میں آسانی فراہم کرتا ہے۔ جس سے تحقیق کرنے والوں کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔

۵۴۔ ان دو چھپے ہوئے مضامین کے عنوان درج ذیل ہیں۔ پہلے مضمون کا عنوان یہ ہے:۔

The Naqshbandi Mujaddidi Sufi Order's Ascendancy in Central Asia Through the Eyes of it's Masters and Disciples (1010S-1200S/1600S-1800S) Reason and Inspirction in Islam, Theology and Mysticism in Muslim Thought: Essays in Honour of Hermann Landolt. Edited by Todd Lawson (London: I.B. Tausis Publishers,2005),PP.418-431

اس کا اردو ملخص ترجمہ بعنوان: "وسطِ ایشیا میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا عروج: مجددی مشائخ اور خلفاء کی نظر سے (۱۶ویں تا ۱۸ویں صدی عیسوی میں)" ماہنامہ نور اسلام کے گولڈن جوبلی نمبر (نومبر، دسمبر ۲۰۰۶ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کی تلخیص اور اردو ترجمہ کا کام راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) نے کیا تھا اور اس مضمون کی انگریزی تلخیص سہ ماہی شیر ربانی

Marfat.com

ڈائجسٹ لاہور کی جلد۳، شمارہ۲ (اپریل تا جون ۲۰۰۶ء) میں شائع ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ کے دوسرے شائع شدہ مضمون کا عنوان یہ ہے:۔

The Mujaddid And Tajdid Traditions in the Indian Subcontinent: An Historical Overview.

Journal of Turkish Studies (Vol.18).

یہ مضمون ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا تھا [ہفت مجالس علمیہ، ص۔۸]

۵۴۔ ڈاکٹر محمد سعید نیازی، ماہرِ امراض چشم ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے ہیلتھ سنٹر میں کام کرتے ہیں۔ وہ بتایا کرتے ہیں کہ وہ مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم کے نواسہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا حضرت میاں صاحبؒ سے بہت قریبی تعلق تھا اور انھوں نے سلسلۂ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت بھی کر لی تھی۔ حضرت میاں صاحبؒ بھی ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ وہ اپنے طبّی مسائل میں ان سے مشورہ بھی کرتے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے جو ملازمین حضرت میاں صاحبؒ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے، ان میں ڈاکٹر سعید نیازی صاحب بھی شامل تھے۔

۵۵۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ پنجاب میں ۱۸ویں اور ۱۹ویں صدی عیسوی کے چشتی صوفیہ پر تحقیقی کام کر رہی ہیں۔ ان کی معاونت راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) کر رہا ہے۔ میں نے ستمبر ۲۰۰۴ء میں ڈاکٹر صاحبہ کی معاونت شروع کی۔ سب سے پہلے بنیادی مآخذ کی نشاندہی کی، پھر ان کے حصول

Marfat.com

کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔اس سلسلے میں تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) از گل محمد احمد پوری کی تلاش تھی۔یہ کتاب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کے پاس تھی۔ان سے یہ کتاب لے کر ہم نے اس کی فوٹو کاپی کروالی۔اس کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

گل محمد احمد پوری۔تکملہ سیر الاولیاء۔دہلی: مطبع رضوی، ۱۳۱۲ھ۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ ''ذکرالاصفیاء'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں کی جاتی ہے:۔

گل محمد احمد پوری۔ذکرالاصفیاء معروف تکملہ سیر الاولیاء، اردو ترجمہ از مسعود حسن شہاب۔بہاول پور: اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء (بار دوم)

۵۶۔ باباجی امیر الدین کوٹلویؒ کے بارے میں راقم السطور اپنے مضمون کا ایک اقتباس یہاں درج کرتا ہے:۔

آپؒ مرشد کامل حضرت امام علی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔انھوں نے آپ کو کوٹلہ شریف میں مکان شریف کی اراضیات پر متعین فرمایا تھا، مگر اراضیات کی نگرانی کی وجہ سے یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ امام علی شاہ صاحبؒ حضرت حاجی شاہ حسین المعروف بھورے والے کے خلیفہ تھے۔دھرم کوٹ مکان شریف سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

باباجی ۱۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۹ ذیقعد ۱۳۳۱ھ میں ایک سو پچیس سال کی عمر میں بعارضہ فالج رحلت فرما گئے۔آپ کا مزار مبارک کوٹلہ: پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے (نوراسلام، شیر ربانی نمبر (جون۔جولائی ۱۹۶۹ء)، ص۔۱۰۶)

Marfat.com

[بحوالہ سید جمیل احمد رضوی، ''مشائخ نقشبندیہ اور فلاحِ معاشرہ''، مشمولہ: حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی نقشبندی مجددیؒ مع حالات وکرامات اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ از ملک محمد اشرف (لاہور: مصنف، ۲۰۰۹ء)، ص۔ ۲۷]

۵۷۔ امام علی شاہ (م ۱۸۶۶ء) بن سید حیدر علی شاہ کی ولادت ۱۲۱۲ھ میں ہوئی۔ ۱۲۲۶ء میں سید حیدر علی شاہ نے انتقال کیا۔ اس وقت حضرت کی عمر چودہ سال کی تھی اور غلام علی شاہ (آپؒ کے بھائی) آٹھ سال کے تھے۔ حضرت نے حسبِ معمول تعلیم شروع کی ہوئی تھی۔ پہلے درسی کتابیں مولوی فقیر اللہ صاحب دھرم کوٹی سے اور کتب طب حافظ محمد رضا صاحب کالا والہ سے پڑھیں۔ اور کچھ کتابیں مولوی نور محمد صاحب چشتی سے مطالعہ کیں۔ جودت طبع و ذہن کی رسائی ابتدا ہی سے انتہا درجہ کی تھی جو ہم سبقوں کے لیے باعث رشک اور استادوں کے لیے باعثِ مسرت و مزید عنایت تھی۔ ان ایام میں حضرت حاجی سید حسین علی شاہ صاحب کملائے زمانے سے مکان شریف میں تھے۔ یہ حضرتِ اقدس کے رشتہ میں بزرگ تھے یعنی شاہ محمد صاحب کے پوتے اور میاں کریم کے بیٹے۔ ایک دن حضرت سے اقدس کتاب بغل میں دبائے دھرم کوٹ جارہے تھے کہ حضرت شاہ حسین کی نظر عنایت پڑ گئی۔ وفور مہربانی سے فرمایا: صاحبزادے! کون سی کتاب پڑھتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ فلاں کتاب۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مثنوی مولانا روم صحت عقائد اور صفائی روح کے لیے برگزیدہ کتاب ہے۔ اس ارشاد نے دل پر گہرا اثر کیا۔ حضرت شاہ صاحب نے چند ابیات مثنوی

Marfat.com

پڑھے اور اس کے معنوں کی تقریر بطرز عارفانہ و عاشقانہ ایسی کی کہ حضرت اقدس تڑپ اٹھے اور دل میں کچھ ایسی کشش پیدا ہوئی کہ جی بے اختیار ہو گیا۔ پھر تو یہ وتیرہ ہو گیا کہ حضرت اقدس ہر روز حضرت شاہ صاحب کے حضور میں حاضر ہوتے اور مثنوی سناتے اور معنی مثنوی سے فیضیاب ہوتے۔ کچھ عرصہ اس طرح گزرا۔ آخر کشش صادق اور محبت تامہ پیدا ہو گئی اور آپ نے شاہ صاحب سے بیعت کر کے خدمت گزاری پیرِ روشن ضمیر بھر کی کمر ہمت باندھ لی۔۔۔

[بحوالہ ذکر مبارک، مشائخ سادات مکان شریف قدس سرہم از قائم الدین قانونگوئے پنشنر مرحوم (سیالکوٹ: اسلامی کتب خانہ، س۔ن)، ص۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹]

آپ کا لنگر بہت وسیع تھا۔ محولہ بالا کتاب میں قائم الدین لکھتے ہیں: "میں نے صغیر سنی کے وقت وہ آخری زمانہ دیکھا ہے کہ تین تین سو بکرا روزانہ ذبح ہوتا میں نے خود دیکھا ہے۔ اسی پر باقی اجناس کا اقیاس کرنا چاہیے [محولہ بالا، ص۔ ۱۸۲]

۵۸۔ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، جلد ۴، شمارہ ۶۔ ۷ شیرِ ربانی نمبر (جون۔ جولائی ۱۹۶۹ء)۔

۵۹۔ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، امام اعظم نمبر (۱۹۷۵ء)

۶۰۔ اس علمی اجلاس کی پوری روداد "ہفت مجالسِ علمیہ"، مرتبہ محمد عالم مختار حق میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ روداد مذکورہ کتاب کے صفحات: از ۱۶ تا ۲۶ پر موجود ہے۔ وہاں سے اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

۶۱۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی (م ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۸ء) کے متعلق پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (م ۱۹۔ دسمبر ۲۰۱۳ء) نے ماہنامہ جہان رضا، لاہور کا ایک خصوصی نمبر نکالا جو اگست ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا تھا۔ میں محبوب عالم تھابل صاحب فرزند محمد عالم مختار حق (م ۶۔ مارچ ۲۰۱۴ء) کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کی نہ صرف نشاندہی کی بلکہ اپنے والد مرحوم کی لائبریری سے اس کا مجلد نسخہ برائے استفادہ مستعار دیا۔ اس سلسلے میں محترم ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کا بھی ممنون احسان ہوں کہ انھوں نے نہ صرف اس سلسلے میں محبوب عالم تھابل سے رابطہ کیا، بلکہ ان کے ہاں گئے اور یہ پرچہ مجھے لاکر دیا تاکہ میں اس سے مستفید ہوسکوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جزائے خیر عطا کرے۔

اب اس نمبر سے استفادہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہریؒ سے متعلق معلومات دی جاتی ہے۔ چونکہ یہ نوٹ حواشی کا حصہ ہے، اس لیے اختصار پیش نظر ہے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف اپنے مضمون ''آہ! تاجدار امارات قلم ۱۴۲۹ھ، پروفیسر مسعود احمد مظہری رحمتہ اللہ'' میں لکھتے ہیں:۔

نام: محمد مسعود احمد۔۔۔ والد ماجد: مفتی اعظم دہلی، مولانا شاہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ، شاہی امام جامعہ مسجد، فتح پور۔۔۔ دہلی نسب: صدیقی۔

سن ومقام ولادت: ۱۹۳۰ء، دہلی (بھارت)

تعلیم: فاضل اردو، فاضل فارسی، فاضل درس نظامی وعلوم شرقیہ، ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) پی ایچ۔ ڈی

Marfat.com

بیعت و خلافت: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں۔اپنے والد ماجد مفتی محمد مظہر اللہ صاحب قدس سرہٗ سے مفتی محمد شاہ الوریؒ کے سلسلۂ مجددیہ میں خلافت واجازت، نیز سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت پیر زین العابدین شاہ گیلانیؒ سے خلافت واجازت تھی۔۔۔

ریٹائمنٹ: مسعود ملت ۱۹۹۱ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔۔۔

[ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، محولہ بالا، ص۔۴۰۔۴۲]

مسعود ملت اور رضویات کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں:۔

مسعود ملت نے امام احمد رضا پر ۱۹۶۰ء سے لکھنے اور تحقیقی کام کا آغاز کیا، تقریباً تیس (۳۰)، پینتیس (۳۵) سال تک آپ نے فروغ رضویات میں اپنا اہم وعظیم کردار ادا کیا۔آپ نے امام احمد رضا پر چالیس کے قریب کتب ورسائل اور سو سے زیادہ مقالات قلم تحریر فرمائے۔۔۔

[ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، محولہ بالا، ص۔۴۳]

اس سلسلے میں حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کا کردار بہت اہم تھا۔محمد عالم مختار حق مرحوم کی تحریر کے مطابق حکیم صاحب نے ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہریؒ کو اس (رضویات) کی جانب متوجہ کیا۔اس پرچہ میں ایک مضمون کا عنوان ہے: ''مکتوبات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (بنام محمد عالم مختار حق گولڈ میڈلسٹ خطاطی)''۔اس کے ابتدائیہ میں عالم صاحب مرحوم لکھتے ہیں:۔

۔۔۔بانی مرکزی مجلسِ رضا حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م ۱۷۔ نومبر ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

جن کی نگہ انتخاب نے پروفیسر محمد مسعود احمد (م ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۸ء) کو ۱۹۷۰ء میں دریافت کیا اور انھیں رضویت کی طرف مائل کیا۔ پروفیسر صاحب نے ان کی دعوت پر لبیک کہی اور حکیم صاحب کے ایما پر انھوں نے مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف کے عمیق مطالعہ کے بعد ان پر لکھنا شروع کردیا، مضامین کی شکل میں اور کتابی شکل میں بھی۔ اس سلسلے میں انھوں نے مجلس کے لیے جو کتابیں تصنیف کیں، ان میں (۱) فاضل بریلوی اور ترک موالات (۲) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں (۳) عاشق رسول (۴) رہبر و رہنما (۵) حیات امام اہلسنت (۶) گناہ بے گناہ ہی (۷) عبقری مشرق (انگریزی) کتابیں شامل ہیں۔ ان کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک کتاب کے کئی کئی ایڈیشن چھپے اور ہزاروں کی تعداد میں۔

[مکتوبات پروفیسر محمد مسعود احمد، محولہ بالا، ص۔ ۱۵۶]

محمد کاشف اسلام قادری رضوی اپنے مضمون ''ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ ''میں لکھتے ہیں:۔

۔۔۔ وہ علم کا آفتاب جو ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو دہلی کی سرزمین سے طلوع ہوا تھا، ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۸ء کو علم و نور کی روشنی پھیلاتا ہوا کراچی میں غروب ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون...

[محمد کاشف اسلام قادری رضوی، محولہ بالا، ص۔ ۱۸]

۶۲۔ ''جہان امام ربانی'' کی چودہ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مرحوم (م ۱۹۔ دسمبر ۲۰۱۳ء) اپنے مضمون بعنوان: پروفیسر محمد مسعود

Marfat.com

احمد مظہریؒ کی یادوں کے چراغ'' میں لکھتے ہیں:۔

حضرت مسعود احمد مظہری نقشبندی مجددیؒ نے شہنشاہ سرہند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ پر کام کرنا شروع کیا، تو اس سلسلہ میں کئی سال مسلسل کام کیا اور چودہ مجلدات میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے علوم و معارف پر ''جہان امام ربانی'' مرتب کرایا۔ زیورِ طباعت سے آراستہ کیا اور اہل علم و فضل میں تقسیم کیا۔ آپ کا یہ بڑا کارنامہ ہے۔ برصغیر کا کوئی مجددی یا نقشبندی وہ کام نہیں کرسکا جو حضرت مسعود مظہری نے کیا۔۔۔

[پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، محولہ بالا، ص۔۱۲]

اس کی تصدیق محمد عالم مختار حق کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنے مذکورہ ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:۔

۔۔۔ اب انھوں (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) نے رہوار قلم کو مجددیت کی طرف موڑا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں یوم مجدد الف ثانی کے انعقاد کا سہرا شیخ المشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب زیب سجادہ شیر ربانی شرقپور شریف کے سر سجتا ہے اور میاں صاحب نے اس سلسلے میں بعض کتابیں بھی شائع کر کے بلا قیمت ملک میں پھیلائیں مگر پروفیسر صاحب نے مجدد صاحب کی تعلیمات کو بزور قلم پھیلانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں انھوں نے جو یادگار کارنامہ انجام دیا، وہ ہے ''جہان امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی'' کی چودہ ضخیم جلدوں میں اشاعت، جس کے

Marfat.com

مجموعی صفحوں کی تعداد ۹۳۹۰ بنتی ہے (آخری تین جلدیں ''باقیات جہانِ امام ربانی'' کے نام سے چھپیں)

[مکتوبات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (بنام محمد عالم مختار حق گولڈ میڈلسٹ خطاطی)، محولہ بالا، ص۔ ۱۵۶۔۱۵۷]

۶۳۔ ''ارشاداتِ مجدد'' کے ایک ایڈیشن کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں۔ ارشادات مجدد۔ پھلرون ضلع شیخوپورہ: شیر ربانی اسلامک سنٹر، ۲۰۰۵ء۔ ۲۷۲ص۔

۶۴۔ اس کتاب کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

محمد ارشد القادری، علامہ۔ شخصیات۔ لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء [بحوالہ ہفت مجالس علمیہ، مرتبہ محمد عالم مختار حق، ص۔ ۴۳]

عالم صاحب نے محولہ بالا کتاب کے اسی صفحہ پر یہ بھی لکھا ہے: ''تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ قبلہ میاں صاحب نے ازرہِ کرم ''شخصیات'' کا ایک نسخہ راقم الحروف کو بھی مؤرخہ ۵ جنوری ۲۰۰۹ء کو عنایت فرمایا [کتاب محولہ بالا، ص۔ ۴۳]

نوٹ: اس مجلس کی روداد راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) نے اپنے روزنامچہ سے فوٹو کاپی کروا کر محمد عالم مختار حق صاحب کو فراہم کی۔ انھوں نے اس کو ایڈٹ کر کے ہفت مجالس علمیہ میں شامل کرلیا۔ یہ روداد اس کتاب (ہفت مجالسِ علمیہ) کے صفحات: از ۴۰ تا ۴۴ پر موجود ہے۔

۶۵۔ اس مجلس کی روداد بھی احقر نے اپنے روزنامچہ سے فوٹو کاپی کروا کر محمد عالم مختار حق کو دی تھی۔ اس میں سترہ کتابیں جو ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو پیش کی

Marfat.com

گئی تھیں، ان کی فہرست شامل نہیں تھی۔ عالم صاحب نے مجھے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ان کتابوں کی فہرست بھی بنا دیں۔ چنانچہ حسبِ ارشاد میں نے ان کی فہرست بنائی اور عالم صاحب کو لکھوا دی یا بھیج دی۔ انھوں نے اس روداد میں ان کتابوں کے عنوانات اور مصنفین کے نام لکھ دیے۔ اس فہرست کو "ہفت مجالس علمیہ" کے صفحات ۴۶ اور ۴۷ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ روداد مذکورہ کتاب کے صفحات: از ۴۵ تا ۵۲ پر موجود ہے۔

۶۶۔ ڈاکٹر صاحبہ کا پی ایچ۔ ڈی کا یہ مقالہ لاہور میں دو جلدوں میں شائع ہو گیا تھا۔ اس کی کتابیاتی تفصیل اس طرح سے ہے:۔

محمد بختاور خان۔ مرأۃ العالم، تاریخ اورنگ زیب، بہ تصحیح و مقدمہ و حواشی ساجدہ علوی۔ لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۷۹ء۔ ۲ جلدیں۔ یہ کتاب ۱۶۵۸ء۔ ۱۶۶۸ء کے دور کا احاطہ کرتی ہے۔ جلد اوّل (مشتمل بر احوال و وقائع سیاسی)، جلد دوم (مشتمل بر تذکرہ ہای مشائخ و خطاطاں و شعراء وغیرہ)

[بحوالہ ہفت مجالسِ علمیہ، مرتبہ محمد عالم مختارِ حق، ص۔ ۴۸]

۶۷۔ ڈاکٹر محمد باقر اس وقت صدر شعبۂ فارسی، یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور تھے۔

۶۸۔ پروفیسر فیروز الدین رازی (ایف۔ ڈی۔ رازی) اس وقت گورنمنٹ کالج لاہور (حال جی۔ سی یونیورسٹی لاہور) میں فارسی کے استاد تھے۔ وہ شعبۂ فارسی، جامعہ پنجاب، لاہور میں بھی پڑھاتے تھے۔

۶۹۔ مولوی محمد شفیع (م ۱۸۸۳ء۔ ۱۹۶۳ء) کے متعلق ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

Marfat.com

اپنی کتاب ''تاریخ اورینٹل کالج'' میں لکھتے ہیں:۔

ڈاکٹر مولوی محمد شفیع ایم۔اے (انگریزی و عربی پنجاب)، ایم۔اے (کنٹب)، ڈی۔او۔ایل (پنجاب)، پروفیسر عربی ۱۹۱۹ء، وائس پرنسپل ۱۹۲۱ء، پرنسپل ۱۹۳۶ء۔۱۹۴۲ء۔ (ص۔۱۵۵)

وہ اسی کتاب میں مولوی صاحب کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:۔

۱۹۴۲ء میں حکومت نے پروفیسر محمد شفیع کو خان بہادر کا خطاب دیا۔ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ان کی علمی و تحقیقی خدمات کے اعتراف میں انھیں ڈی۔او۔ایل کی ڈگری پیش کی۔۱۹۵۳ء میں حکومتِ ایران نے انھیں نشان علمی (درجہ اوّل) عطا کیا۔۱۹۵۵ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع کی خدمت میں ارمغانِ علمی پیش کیا گیا جس میں ان کے اوصاف و سوانح کے علاوہ مشرق و مغرب کے ممتاز علماء و فضلا کے ۴۱ تحقیقی مقالات کا مجموعہ شامل تھا۔۱۹۵۹ء میں حکومت پاکستان نے انھیں ستارۂ پاکستان کا اعزاز عطا کیا (ص۔۱۵۷)

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا ایک اور اقتباس اسی کتاب سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

دسمبر ۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسی نے پروفیسر شفیع صاحب کی خدمات اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تدوین کے لیے بطور چیئرمین اور مدیر اعلیٰ حاصل کیں۔ یہ عظیم منصوبہ انگریزی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لائڈن) کو اردو دائرہ معاف اسلامیہ میں منتقل کرنے پر مبنی تھا۔۔ گیارہ برس کی محنت شاقہ کے بعد یہ منصوبہ تکمیل کے قریب پہنچ کر جولائی ۱۹۵۹ء

Marfat.com

سے طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اصل انسائیکلوپیڈیا میں دین اسلام اور اسلامی ثقافت کے بارے میں جو نا قابلِ قبول باتیں تھیں، اردو انسائیکلوپیڈیا میں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ علاوہ بریں اس میں پاکستانی نقطۂ نظر سے کئی نئے مقالات بھی شامل کیے گئے ہیں۔ کوہ کنی کا یہ عظیم کارنامہ بھی پروفیسر مولوی محمد شفیع کی محنت ہمت اور تبحر علمی کا مرہون منت ہے (ص ۔۱۵۸۔۱۵۹)

مولوی صاحب کا انتقال ۱۹۶۳ء میں ہو گیا۔ جب یہ خبر یونیورسٹی میں پہنچی تو اس روز باقی وقت کے لیے یونیورسٹی کو بند کر دیا گیا تھا۔ راقم السطور اس وقت شعبۂ لائبریری سائنس میں ڈپلوما کلاس میں پڑھتا تھا۔

۷۰۔ یہ کتاب ۲۰۱۲ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی سے شائع ہوئی۔ اس کی کتابیاتی ذیل میں دی جاتی ہے:۔

Sajida Sultana Alvi. Perspectivies on Mughal India; Rulers, Historians, Ulama and Sufis. Karachi: Oxford University Press, 2012.277p.

۷۱۔ اس کتاب کی کتابیاتی تفصیل یہاں پر درج کی جاتی ہے:۔

Ernest, Carl W. and lawrence, Bruce B. Sufi Martyrs of Love, the Chishti Order in South Asia and Beyond. New York: Palgrave Macmillan,

Marfat.com

2002.241P.

۷۲۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مرحوم (م: ۱۹ دسمبر ۲۰۱۳ء) کی اس کتاب کی کتابیاتی تفصیل نیچے درج کی جاتی ہے:۔

اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ۔ رجال الغیب۔ لاہور: مکتبہ نبویہ، ۲۰۰۷ء۔ ۲۴۰ص۔

۷۳۔ محمد عالم مختار حق صاحب نے اس مجلس کی روداد اپنی مرتبہ کتاب ''ہفت مجالسِ علمیہ'' میں لکھی ہے۔ یہ اس کے صفحات: از ۵۳ تا ۶۰ پر موجود ہے۔ یہ مجلس لائبریری میں منعقد ہوئی۔ دراصل یہ مجلس چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین) کے بیسویں گریڈ میں ترقی پر منعقد کی گئی۔ اس کا اہتمام حضرت میاں صاحب نے کیا تھا۔ اس کے تمام شرکاء میاں صاحب کے مہمان تھے۔

عالم صاحب نے سترہ شرکاء کے نام لکھے ہیں۔ ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

۱۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیر ماہنامہ جہانِ رضاء لاہور و مہتمم مکتبہ نبویہ لاہور)۔

۲۔ چودھری محمد حنیف، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی (لائبریری)، نیو کیمپس، لاہور۔

۳۔ ڈاکٹر محمد رمضان، چیف لائبریری لمز (Lums)، لاہور۔

۴۔ محمد انور، چیف لائبریری آفیسر (UMT)، لاہور۔

۵۔ شاہد سرویا، لائبریرین، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، لاہور۔

Marfat.com

۶۔ حامد علی انصاری، لائبریرین اورینٹل سیکشن، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور۔

۷۔ (محمد) ہارون عثمانی، ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۸۔ سید جمیل احمد رضوی، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی (لائبریری)، لاہور۔

۹۔ ملک محمد صدیق، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیوسٹی (لائبریری)، لاہور۔

۱۰۔ محترمہ مس خالدہ اختر، سابقہ چیف لائبریرین، پنجاب یونیوسٹی (لائبریری)، لاہور۔

۱۱۔ پروفیسر علیم تفضّل، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ڈی پی آئی کالجز۔

۱۲۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی، صدر شعبۂ تاریخ، اسلامیہ کالج، سول لائنز، لاہور۔

۱۳۔ محمد عالم مختار حق، سیکرٹری حوزۂ نقشبندیہ، لاہور۔

۱۴۔ محبوب عالم تھابل (ریٹائرڈ) ڈپٹی جی ایم، پی ٹی سی ایل۔

۱۵۔ محمد معروف احمد شرقپوری (ایڈیٹر ان چیف روزنامہ شیر ربانی وسہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ، انگریزی۔)

۱۶۔ محمد آصف (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے صاحبزادے)۔

۱۷۔ حاجی محمد حیات نقشبندی (مصنف ''روحانیت کی جستجو'')۔

[بحوالہ ہفت مجالسِ علمیہ، مرتبہ محمد عالم مختار حق، ص۔۶۰]

۷۴۔ مکتوبات امام ربانیؒ (فارسی) کے چند نسخے ذخیرۂ کتب میاں صاحب میں موجود ہیں، امرتسر والا ایڈیشن بہت اہم ہے۔ یہ چار جلدوں میں ہے۔ اس کی کتابیاتی ذیل میں نقل کی جاتی ہے:۔

Marfat.com

احمد فاروقی سرہندی، مجدد الف ثانیؒ۔ مکتوبات امام ربانی، بتصحیح نور احمد۔ امرتسر: روز بازار الیکٹرک پریس، ۱۹۱۱ء (؟)۔ ۴ جلدیں۔ (فارسی)۔ اس کی آخری تین جلدیں مطبع مجددی منشی نبی بخش واقع امرتسر میں طبع ہوئیں۔ یہ مکتوبات امام ربانی کا بہت اہم ایڈیشن ہے۔ اس کے شروع میں محترم میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی نے اپنے قلم سے نوٹس (Notes) لکھے ہیں۔ [۵۰۴]

[بحوالہ فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، جلد اوّل، ص۔ ۱۲۹]

مکتوبات امام ربانی کا امرتسر ایڈیشن کا ایک نسخہ ذخیرۂ حکیم موسیٰ امرتسری (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری) میں بھی موجود ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

احمد فاروقی، سرہندی، مجدد الف ثانیؒ۔ مکتوبات امام ربانی، بہ تصحیح وتحشیہ نور احمد نقشبندی مجددی۔ لاہور: رؤف اکیڈیمی، ۱۳۳۱ھ۔ حصہ اوّل تا پنجم (دفتر اوّل مکمل) حصہ ششم دفتر دویم (دو جلدوں میں)۔ (فارسی)

[بحوالہ فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری)، مرتبہ سید جمیل احمد رضوی، ص۔ ۵۱۔ ۵۲]

۷۵۔ اس مجلس کی مکمل روداد محمد عالم مختار حق کی مرتبہ کتاب: ''مجالس جمیل'' کے صفحات: از ۱۱ تا ۲۰ پر موجود ہے۔ جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب کی پنجابی میں پوری تقریر اس میں دی گئی ہے۔ اس علمی مجلس میں جن اصحاب علم وفضل نے شرکت کی، ان کے نام بھی روداد کے آخر میں دیے گئے ہیں۔ ''مجالس

Marfat.com

جمیل'' سے استفادہ کرتے ہوئے شرکاء کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں:۔

۱۔ جسٹس (ریٹائرڈ) منیر احمد مغل
۲۔ چوہدری محمد حنیف، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور
۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی، صدر شعبۂ تاریخ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور
۴۔ سید جمیل احمد رضوی، سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور
۵۔ ڈاکٹر محمد سعید نیازی، آئی سپیشلسٹ،، پنجاب یونیورسٹی ہیلتھ سنٹر، لاہور
۶۔ علیم تفضّل، اسسٹنٹ ڈائریکٹر کالجز پنجاب، لاہور
۷۔ محبوب عالم تھابل، ریٹائرڈ ڈپٹی جنرل منیجر، پی ٹی سی ایل، لاہور
۸۔ محمد معروف احمد شرقپوری (ایڈیٹر روزنامہ شیرِ ربّانی، لاہور)
۹۔ سعید احمد صدیقی، صدیقی پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور
۱۰۔ شفیق احمد شاکر، لاثانی بک پیلس، اردو بازار، لاہور
۱۱۔ محمد شیراز فیض بھٹی، ایڈوکیٹ لاہور ہائی کورٹ، الیاس چیمبرز، ۹ ٹرنر روڈ، لاہور

۷۶۔ اس علمی مجلس کی مکمل روداد محمد عالم مختار حق کی مرتبہ کتاب ''مجالسِ جمیل'' کے صفحات: از ۲۱ تا ۴۱ پر موجود ہے۔ چوہدری صاحب کے خطاب کے بعد سوال و جواب کا سیشن شروع ہوا۔ حاضرین میں سے بعض نے ان کے دورے کے متعلق سوالات کیے، جن کے جوابات چوہدری صاحب نے

Marfat.com

دیے۔ سوال کرنے والوں میں محمد معروف احمد شرقپوری کا نام سرِ فہرست ہے۔ اس سیشن میں جن دوسرے حضرات نے بحث میں حصہ لیا، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

معروف صاحب، محبوب احمد تھابل صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب اور عبدالعزیز شیخ صاحب۔

سوال و جواب کا سیشن بھرپور تھا۔ عام بحث بھی بہت علمی تھی۔ ان میں اساتذہ کے پرخلوص کردار کو زیرِ بحث لایا گیا تھا اور علم کے طالب حضرات کی دلی لگن اور حصول علم کی تڑپ بھی زیرِ بحث آئی تھی۔

۷۷۔ بعد میں فہرست کی یہ جلد سوم ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی۔ اس کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، مرتبہ چوہدری محمد حنیف، حامد علی انصاری، نظرثانی سید جمیل احمد رضوی۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء۔

راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) نے فہرست کی اس جلد کا مبسوط مقدمہ لکھا تھا۔ یہ اس کے صفحات: از ۱۰ تا ۷۷ پر مشتمل ہے۔

۷۸۔ محمد عالم مختار حق اپنی کتاب ''نذر شمس'' میں مولوی منظور احمد مرحوم کے متعلق لکھتے ہیں:۔

منظور احمد، سید۔ مکان شریفی

(م ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء)

پیرِ طریقت، عالم دین، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ انہیں

Marfat.com

ازبر تھے۔ فارسی و اردو کے نعت گو شاعر، کارکن تحریک پاکستان، نعتیہ مجموعہ ''بام عرش'' چھپ چکا ہے (ص۔۳۸۴)

۷۹۔ اس کے لیے حاشیہ نمبر ۸۱ دیکھیں۔

۸۰۔ پیر محمد اجمل چشتی صاحب، ساکن چشتیاں شریف، ضلع بہاول نگر خود بھی بہت صاحب علم ہیں۔ انھوں نے سلسلۂ چشتیہ کے متعلق بہت قابل قدر ذاتی کتب خانہ قائم کیا ہوا ہے۔ اس میں مطبوعہ اور خطی کتب موجود ہیں۔ ان کی دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

(ا)۔ محمد اجمل چشتی فاروقی، پیر۔ تاج العارفین، ذکر خیر شمع خانوادہ فریدیہ، سراج دودہ بدریہ شیخ المشائخ تاج الدین سرور شہید اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ مؤسس و بانی چشتیاں شریف۔ چشتیاں شریف: مرکز تعلیمات فریدیہ، ۲۰۰۱ء۔ ۱۰۳ص۔

(۲)۔ محمد اجمل چشتی فاروقی، پیر۔ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مقامات تبلیغ المعروف چلہ گاہیں۔ چشتیاں شریف: مرکز تعلیمات چشتیہ، ۲۰۰۳ء۔ ۹۳ص۔

۸۱۔ میاں صاحب کے متعلق انگریزی کتاب کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

Jamil Ahmad Rizvi, Syed. Sahibzadah Mian Jamil Ahmad Sharqpuri Naqshbandi Mujaddidis Contribution to the Dissemination of Knowledge: An

Marfat.com

Overview. Lahore: Chaudhry Muhammad Hanif, Chief Librarian Punjab University Library, 2011. 72 P.

۸۲۔ پروفیسر خالد بشیر صاحب حضرت میاں صاحب کے مرید ہیں۔ صاحب موصوف گجرات کے کالج میں انگریزی زبان وادب کے استاد رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں مضامین لکھتے ہیں۔

۸۳۔ اس کتاب کی کتابیاتی تفصیل نیچے دی جاتی ہے:۔

جمیل احمد رضوی، سید۔ ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور (نادر و نایاب کتب کا تعارف)۔ لاہور: چوہدری محمد حنیف، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، ۲۰۱۲ء۔ ۱۴۷ص۔

۸۴۔ اس کتاب کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

جمیل احمد رضوی، سیّد۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (توضیحی کتابیات ووضاحتی اشاریہ "نور اسلام" متعلقہ مقالات ومناقب)۔ لاہور: چوہدری محمد حنیف، چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، ۲۰۱۳ء۔ ۲۰۷ص۔ سلسلہ اشاعت (مع شمارہ): تجلیات شیر ربّانیؒ (۲)

۸۵۔ صاحبزادہ، میاں خلیل احمد صاحب کا انتقال ۵۔ جنوری ۲۰۱۲ء کو ہوا۔ آپ حضرت میاں صاحب کے بڑے فرزند تھے۔ ان کے وصال سے آپؒ کو بہت صدمہ ہوا۔ اس کا اظہار میاں صاحب نے ان الفاظ میں کیا۔

عزیزم صاحبزادہ میاں خلیل احمد میرا لخت جگر تھا جو مجھے ۵۔ جنوری ۲۰۱۲ء کو

Marfat.com

داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے اس لخت جگر نے باقاعدگی سے میرے زیر سایہ روحانی تربیت حاصل کی اور پھر مختلف روحانی منازل طے کرتا گیا۔ اس نے خانوادہ نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانیہ کے طریقہ روحانیت کو ساری زندگی جاری رکھا اور بے شمار سالکان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تربیت کی اور اس کے حلقہ ارادت میں بلا مبالغہ ہزاروں مریدوں نے فیض حاصل کیا۔

اگرچہ ہر شخص کو دنیا سے جانا ہے اور کل نفس ذائقۃ الموت کے پیش نظر موت کی وادی میں پہنچنا ہے مگر مجھے اس عزیز کی رحلت پر بے پناہ صدمہ ہوا۔ یہ میرے بڑھاپے کا ایک ایسا سہارا تھا جسے کھو کر میں بڑا دکھ محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے ہر ایک شخص کو سرنگوں ہونا ہوتا ہے اور اس کے حکم کو تسلیم کرنا ہی ایمان کی علامت ہے تاہم میں محسوس کرتا ہوں کہ خانوادہ شرقپور شریف کو روحانی قدروں کو زندہ رکھنے میں آں عزیز کا بڑا ہاتھ تھا۔

[تذکرہ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ، مرتبہ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (شرقپور شریف: شعبۂ نشر و اشاعت دار المبلغین حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ، ۲۰۱۲ء)، ص۔ ۵]

اس کتاب میں راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) کا ایک مضمون بعنوان: ''حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ (چند یادیں، چند باتیں)'' شامل ہے۔ اس میں مَیں نے ان شرکاء کے نام لکھے ہیں جو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے حضرت میاں خلیل احمد صاحبؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے ایک کیبن نما گاڑی میں شرقپور شریف گئے تھے۔

Marfat.com

ان کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

۱۔ چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین) جامعہ پنجاب، قائداعظم کیمپس، لاہور۔

۲۔ شیخ عبدالعزیز صاحب (سابق ڈپٹی چیف لائبریرین، جامعہ پنجاب، لاہور)

۳۔ حاجی محمد منشا صاحب (چوہدری محمد حنیف صاحب کے بھائی)

۴۔ راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی، سابق چیف لائبریرین)

۵۔ حامد علی انصاری صاحب (لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)

۶۔ عرفان شہزاد صاحب، کارپنٹر (Carpenter) انجینئر نگ برانچ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

[بحوالہ تذکرہ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ، ص۔ ۴۶۔ ۴۷]

۸۶۔ فہرست کی جلد چہارم ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کی کتابیاتی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محمد حنیف، چوہدری (و) حامد علی انصاری۔ فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، نظر ثانی سید جمیل احمد رضوی۔ لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۲ء۔

۸۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کے یہ خطبات شائع ہو گئے۔ اس کتاب کا عنوان: ''خطبات بہاولپور'' ہے۔ اس کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر۔ خطبات بہاولپور۔ بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، ۱۴۰۱ھ۔

Marfat.com

[یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے]

۸۸۔ حضرت میاں صاحب نے یہ کتاب ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔انھوں نے یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ آپ رکھ لیں۔اس کی تفصیل نیچے درج کی جاتی ہے:۔

بشارت حسین گوندل۔فخر شیر ربانی۔۔(حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ)۔لاہور: مصنف،۲۰۱۲ء۔۱۴۰+۴ص (بشمول ۶ تصاویر آخر میں)۔اس کے سرورق پر یہ عبارت بھی دی گئی ہے:۔

''مرد قلندر'' ولی کامل، چراغ رشد و ہدایت پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے افعال واقوال، اوصاف وکمالات اور حیات مبارکہ پر ایک مختصر تصنیف'' (سرورق)

۸۹۔ مکتوبات امام ربانی مطبوعہ امرتسر کی تفصیل کے لیے حاشیہ نمبر ۴۷ دیکھیں۔

۹۰۔ مکشوفات از برکت علی لودھیانویؒ کی دو جلدیں میاں صاحب کے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں۔ان کی تفصیل فہرست (جلد اول) میں موجود ہے۔ اس کو یہاں پر درج کیا جاتا ہے:۔

برکت علی لودھیانویؒ۔مکشوفات منازل احسان۔لائلپور: جامعہ دارلاحسان، ۱۳۸۹ھ۔۲ جلدیں۔(سوم،پنجم)۔(عربی)[۱۵۳۸]

[بحوالہ فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، مرتبہ سید جمیل احمد رضوی (و) محمد معروف احمد شرقپوری (لاہور: پنجاب یونیورسٹی،۲۰۰۲ء)، جلداوّل

Marfat.com

ص۔۳۰۹]

۹۱۔ مولوی شمس الدین (تاجر کتب نادرہ) کی دکان لوہاری دروازہ کے قریب مسلم مسجد کے ساتھ تھی۔ مظہر سلیم مجوکہ کتاب: ''نذر شمس'' مرتبہ محمد عالم مختار حق کے ٹائٹل کی پشت پر لکھتے ہیں:۔

مولوی شمس الدین اپنے دور کے نادر کتب فروش تھے۔ نادرونایاب کتابوں کی خرید وفروخت کے حوالے سے لاہور میں ان کی دکان سے کتنے ہی اہل علم اور کتاب دوست فیض یاب ہوتے رہے۔ مولوی صاحب ۱۱۔جنوری ۱۹۶۸ء کو ہزاروں تشنگان علم کو روتا چھوڑ کر اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی یاد میں کئی مضامین لکھے گئے جو ان کے ایک مداح جناب محمد عالم مختار حق اپنے پاس جمع کرتے رہے اور چالیس برس بعد اب یہ تمام تحریریں نذر شمس کے عنوان سے بیکن بکس کی جانب سے شائع کی جارہی ہیں۔ کسی کتب فروش کو خراج تحسین پیش کرنے کے حوالے سے یہ کتاب وطن عزیز میں ایک منفرد مثال ہوگی۔ کتاب میں شامل مشاہیر اہل قلم کے تحسینی مضامین پڑھنے کے بعد قارئین یقیناً یہ کہنے پر مجبور ہوں گے۔

مذکور داغ ہی کا ہر اک انجمن میں ہے

اس پھول کی بہار ہزاروں چمن میں ہے

[نذر شمس، مرتبہ محمد عالم مختار حق (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۰۸ء)، پشت ٹائٹل محررہ مظہر سلیم مجوکہ]

محمد عالم مختار حق صاحب اس کتاب: ''نذر شمس'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کتاب حاضر مرحوم کی بارگاہ میں بہ طور نذر عقیدت بعنوان ''نذر شمس'' پیش کی جا

Marfat.com

رہی ہے جس کے حصہ اول میں انہی تحریرات کو جو مرحوم کی رحلت کے بعد وجود پذیر ہوئیں، ایک حسین گلدستہ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے جب کہ دوسرے حصہ میں جسے ''حلقہ شمسیہ'' سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان اصحاب کے قلمی خاکے پیش کیے جا رہے ہیں جو وقتاً فوقتاً مولوی صاحب کی دکان پر کتابوں کی خرید کے سلسلے میں تشریف لاتے رہے۔

مولوی صاحب کا سانحہ ارتحال ۱۱۔ جنوری ۱۹۶۸ء کو پیش آیا جس پر تقریباً چالیس سال کا طویل عرصہ بیت گیا۔ اس یگانہ روزگار ہستی کے احوال و آثار کو بروقت منضبط کر لیے گئے تھے اور اخباری اطلاعات و مضامین بھی جمع کر لیے گئے تھے مگر اس کی طباعت کی نوبت بوجوہ معرض التوا میں پڑی رہی۔ کل امر مرھون باوقاتھا۔ اب بھی اگر بیکن بکس کے منصرم جناب عبدالجبار صاحب دست تعاون دراز نہ فرماتے تو حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کتاب کب تک گوشۂ خمول میں پڑی رہتی۔ ع

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار

[نذر شمس، مرتبہ محمد عالم مختار حق، ص۔ ۲۱]

۹۲۔ ارشادات مجدد حضرت میاں صاحب کی تالیف ہے۔ اس کی کتابیاتی تفصیل کے لیے حاشیہ نمبر ۶۳ دیکھیں۔

۹۳۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے اس کی غالباً پندرہ کاپیاں کمپیوٹر سے نکلوائیں۔ ان کی ٹیپ بائنڈنگ (Tape Binding) کروائی اور ان کو حضرت میاں صاحب کی خدمات میں پیش کر دیا تھا تاکہ وہ ان کو تقسیم کر سکیں۔ حنیف صاحب نے اس کی چند کاپیاں مجھے بھی دی تھیں۔ پھر یہ

Marfat.com

مضمون حضرت میاں صاحب کی مرتبہ کتاب: ''تذکرہ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ'' میں شامل کر دیا گیا۔

۹۴۔ یہ راقم السطور کی مرتبہ کتاب: حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی (توضیحی کتابیات و وضاحتی اشاریہ ''نور اسلام'' متعلقہ مقالات ومناقب) ہے جو ۲۰۱۳ء میں شائع ہوئی۔

۹۵۔ ان تین کتابوں کی کتابیاتی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

(۱)۔ جمیل احمد رضوی، سید شجرۂ نسب سادات رضویہ سابق مقیم کالا افغاناں، ضلع گورداسپور (بشمول ذکر اولاد امام علی رضا علیہ السلام)۔ اضافہ و ترتیب نواز سید ریاض الحسن رضوی (و) سید عقیل احمد رضوی۔ فیصل آباد: سید فیض الحسن رضوی، ۲۰۱۳ء۔ ۹۸ص۔

(۲)۔ ابوسفیان اصلاحی، ڈاکٹر۔ نذر سلیم (عبدالوہاب خان سلیم)۔ علی گڑھ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۲۰۱۲ء۔ ۳۵۳ص۔

(۳)۔ صائب، مرزا۔ دیوان صائب، مرتبہ ممتاز حسن۔ کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، ۱۹۷۱ء۔ ۱۱۷ص۔

۹۶۔ فہرست کی پانچویں جلد ۲۰۱۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محمد حنیف، چوہدری (و) حامد علی انصاری (مرتبین)۔ فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور۔ نظر ثانی سید جمیل احمد رضوی۔ لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۳ء۔ جلد پنجم۔

Marfat.com

۹۷۔ ماہنامہ نور اسلام کے مطلوبہ شمارے محمد شیراز فیض بھٹی صاحب اس رسالہ کے دفتر سے لائبریری میں لے آئے اور چیف لائبریرین (چوہدری محمد حنیف صاحب) کی وساطت سے مجھے ملے۔ میں نے ان کو دیکھ کر ضروری معلومات تحریر کر لیں۔ پھر چوہدری صاحب کو لائبریری میں واپس کر دیے اور ان سے کہا کہ براہ کرم ان کی فوٹو کاپی بنوالیں اور جلد کروا کر لائبریری میں میاں صاحب کے ذخیرے میں رکھ دیں۔ پھر بھٹی صاحب کو یہ رسالے واپس کر دیں تا کہ وہ ان کو نور اسلام کے دفتر میں پہنچا دیں۔ اس بارے میں بھٹی صاحب کو بھی اطلاع کر دی۔

۹۸۔ ساجد محمود صاحب لائبریری کے اورینٹل سیکشن میں کام کرتے ہیں۔ وہ کمپیوٹر پر اُردو کمپوزنگ کا کام نہایت توجہ اور مستعدی کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کی کارکردگی قابل ستائش ہے۔

۹۹۔ اس کی تفصیل کے لیے حاشیہ نمبر ۹۶ دیکھیں۔

۱۰۰۔ اس کتاب: ''بیان اخلاق'' کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:۔

محمد بخش مسلم۔ بیان الاخلاق۔ لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء۔ ۱۶۶ص۔

☆......☆......☆

Marfat.com

Marfat.com

اشاریہ اشخاص

☆ یہ کتاب فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے متعلق ہے۔اس لیے آپ کا اسم گرامی اس اشاریہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

☆ راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) کا نام بھی اس اشاریہ میں شامل نہیں ہے۔

☆ اگر کوئی نام ایک صفحہ پر ایک سے زیادہ بار آیا ہے، تو اس کا اندراج ایک بار ہی کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ا

آصف دیکھیے
محمد آصف
آصف جلالی دیکھیے
محمد اشرف آصف الجلالی
ابن منظور ۲۵۳
ابوبکر، صاحبزادہ میاں ۶۹۔۷۰
ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت ۷۹، ۱۳۳،
۲۶۸
ابوسفیان اصلاحی، ڈاکٹر ۳۱۴
اجمل خاں، حکیم ۶۵
احمد رضا خاں بریلوی، امام ۲۷۰،
۲۹۵۔۲۹۶
احمد فاروقی سرہندی، مجدد الف ثانیؒ
۲۰۔۲۲، ۷۹۔۸۰، ۱۳۲۔۱۳۳، ۱۵۰،
۱۷۲۔۱۷۳، ۱۸۴، ۲۲۳، ۲۲۹۔۲۳۰،
۲۶۸، ۲۸۰، ۳۰۴، ۳۰۶
احمد یار، مولوی ۱۴۰
ادریس دیکھیے
محمد ادریس
احمد سعید کاظمیؒ ۱۹۴
احمد علی، حکیم سید ۲۵۵
احمد علی شرقپوری نقشبندی مجددی ۶۱
اسحاق ۶۵
اصغر علی روحی، مولانا دیکھیے
روحی، مولانا اصغر علی
اعجاز، شیخ ۱۷۵
اصلح الحسینی، مولانا ۲۵۳
اقبال، علامہ محمد ۱۷، ۸۶، ۱۸۶، ۲۷۴
اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ ۵۷، ۱۴۲،
۱۴۴، ۱۴۶۔۱۴۷، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۶،
۱۷۴، ۱۷۸، ۱۸۰۔۱۸۱، ۱۹۰۔۱۹۱،
۲۴۸، ۲۸۰، ۲۹۴، ۲۹۶۔۲۹۷، ۳۰۲
اعظم، بابا ۱۴۱
الٰہی بخش میاں کوٹی، مولوی ۲۵۵
امام اعظم دیکھیے
ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت

Marfat.com

امام علی ۱۲۳، ۱۲۷۔۱۲۸، ۱۳۹۔۱۴۰، ۱۴۲
امام علی شاہ مکان شریفؒ ۱۴۱، ۲۰۷،
۲۹۱۔۲۹۳
امیر الدین کوٹلویؒ، بابا ۱۴۱، ۲۹۱۔۲۹۲
امین احسن اصلاحی، مولانا ۲۸۷
امین محمد عبدالوہاب ۲۵۳

ب

بدر الحق، سید ۸۸، ۱۱۲، ۱۱۸، ۲۷۳، ۲۸۳
براؤن، ای۔جی ۲۶۴
برکت علی لدھیانوی، صوفی ۲۲۹، ۳۱۱
بروہی، اے۔کے ۶۵
بشارت ۸۷
بشارت حسین گوندل ۳۱۱
بشیر (عطار) ۱۵۱، ۲۳۳۔۲۳۴
بشیر احمد صدیقی، ڈاکٹر ۵۳، ۵۵، ۶۱،
۱۸۹، ۱۹۱، ۲۱۷، ۲۵۴۔۲۵۵، ۲۸۰
بوہلر، آرتھر ۳۷

پ

پرویز اختر قاضی ۸۵، ۲۷۱

ت

تاج الدین سرور شہیدؒ ۳۰۷
تحسین فراقی، ڈاکٹر ۱۱۲، ۲۸۲

ث

ثانی لاثانیؒ دیکھیے
غلام اللہ شرقپوریؒ، میاں

ج

جاوید اقبال صدیقی ۱۷۵
جاوید صدیق، پروفیسر ۱۲۶
جاوید طفیل ۷۲، ۸۴
جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی،
صاحبزادہ میاں ۱۶، ۲۴، ۳۰، ۴۱،
۷۷۔۷۸، ۲۷۵، ۲۸۱
جمیل جالبی، ڈاکٹر ۱۲۴، ۲۸۶
جمیلہ شوکت، ڈاکٹر ۵۱۔۵۲

ح

حاجی حسینؒ ۳۴، ۳۶

Marfat.com

حازم ۹۲
حامد علی انصاری ۳۰، ۴۲، ۱۷۵، ۱۷۸،
۱۸۱۔ ۱۸۵، ۱۸۷۔ ۱۸۸، ۲۱۰۔ ۲۱۱،
۲۲۰، ۲۲۵۔ ۲۲۷، ۲۲۹۔ ۲۳۰، ۲۳۵،
۳۰۳، ۳۰۶، ۳۱۰، ۳۱۴
حبیب احمد چوہدری ۲۴۷
حبیب اللہ بھٹی ۱۷۴، ۱۷۶۔ ۱۷۷،
۱۸۹، ۲۰۰، ۲۰۴۔ ۲۰۵، ۲۰۹۔ ۲۱۰، ۲۱۵،
۲۲۲۔ ۲۲۳، ۲۷۹
حسن علی، ملک ۲۲۹
حسین علی شاہ، حاجی سید ۲۹۲۔ ۲۹۳
حمید الدین مخدوم ۷۰
حیدر علی شاہ، سید ۲۹۲

خ

خالد اطہر ۷۸
خالد بشیر، پروفیسر ۲۰۱۔ ۲۰۲، ۳۰۸
خالد خان ۱۱۲، ۱۱۶، ۲۱۳
خالد لطیف ۲۷۹
خالد محمود ۱۸۲
خالد محمود مجددی ۲۰۳، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۱۸
خالدہ اختر ۳۷، ۵۰۔ ۵۱، ۱۲۵، ۲۵۳،
۳۰۳
خاور عباس ۲۲۲
خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، میاں
۶۹۔ ۷۰، ۱۱۵، ۱۳۴، ۱۳۶، ۲۰۸۔ ۲۰۹،
۲۱۸، ۲۲۰۔ ۲۲۱، ۲۲۸، ۲۳۱۔ ۲۳۲،
۲۳۴۔ ۲۳۸، ۲۴۱، ۲۴۸۔ ۲۴۹، ۲۷۴،
۳۰۸۔ ۳۱۱، ۳۱۴
خمینی، امام ۱۶۴
خورشید رضوی، ڈاکٹر ۹۲، ۱۱۷
خوشی محمد ۵۶، ۸۸۔ ۸۹، ۱۰۲، ۱۰۹،
۱۱۴، ۲۵۷
خیرات محمد ابن رسا ۲۱۶

د، ذ

دین محمد (کاتب) ۲۸۰
ذوالفقار علی ۵۳، ۵۶، ۶۶، ۷۷۔ ۷۹،
۸۱۔ ۸۲
ذوالفقار علی رانا، ڈاکٹر ۲۸۴

Marfat.com

ر

رب نواز قصوری ۲۰۵
رستم ۸۶، ۱۸۶، ۲۷۳
رفاقت علی ۱۷۵
روحی، علامہ اصغر علی ۱۱۸۔۱۲۰، ۲۸۴۔ ۲۸۵
روم، مولانا دیکھیے
رومی، جلال الدینؒ
رومی، جلال الدینؒ ۸۶، ۹۵، ۱۸۶، ۲۳۰، ۲۷۲، ۲۹۲
ریاض الحسن رضوی، سید ۲۰۳، ۳۱۴

ز

زائر مہدی ۱۰۲
زبیر احمد قادری ضیائی گنج بخشی، صاحبزادہ میاں ۶۰، ۱۲۳، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۵۲، ۲۶۱۔۲۶۲
زمان، ڈاکٹر ایس ایم ۵۲، ۵۹، ۷۳، ۲۵۴، ۲۶۶۔۲۶۷
زین العابدین شاہ گیلانی، پیر ۲۹۵

س

ساجد محمود ۴۲، ۱۸۲، ۳۱۵
ساجدہ سلطانہ علوی، ڈاکٹر ۳۸، ۱۲۸۔ ۱۳۵، ۱۳۸۔۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳۔۱۴۸، ۱۵۰۔۱۵۳، ۱۵۶۔۱۵۷، ۱۵۹۔۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۶۔۱۶۸، ۱۸۴۔۱۸۶، ۱۹۶، ۲۳۱، ۲۷۹، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۸۔۲۹۹
ساگرواری، میاں عطاء اللہ ۱۱۸، ۲۸۳
سبحان محمود مظاہری، مولانا ۲۵۳
سعد حسن خان یوسفی، مولانا ۲۵۳
سعید احمد صدیقی ۱۷۹، ۱۸۹، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۲۳۔۲۲۴، ۳۰۵
سعید نیازی، ڈاکٹر دیکھیے
محمد سعید نیازی، ڈاکٹر
سیدہ اشرف ۱۶۳
سیف اللہ نقشبندی، قاری ۲۸۰
سیف الرحمان عتیق ۹۵، ۲۷۴

Marfat.com

ش

شاہ حسینؒ، حاجی ۱۴۱،۲۹۱

شاہ محمدؒ ۲۹۲

شاہد سرویا ۳۰۲

شفیق احمد شاکر ۳۰۵

شمس الدین، مولوی ۱۸۷، ۲۳۰، ۳۱۲_۳۱۳

شیر خدا دیکھیے (حضرت) علیؓ

شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ، میاں ۱۵،۱۹،۲۱_۲۲،۲۹،۴۱،۶۷_۷۰،۷۸، ۸۰، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۱۸_۱۲۰، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۴۰_۱۴۱، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۱_۱۶۲، ۲۰۵_ ۲۰۷، ۲۳۲، ۲۳۵_۲۳۶، ۲۳۹_۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۵، ۲۷۹_۲۸۰، ۲۹۲

شیراز فیض بھٹی دیکھیے محمد شیراز فیض بھٹی

ص

صابر علوی، ڈاکٹر ۱۳۱، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۶۳، ۱۶۶

صائب، مرزا ۲۴۰، ۳۱۴

صدیق جاوید، پروفیسر ۱۲۸_۱۲۹

ط

طارق محمود ۸۵_۸۶، ۹۷

ظ

ظفر (کمانڈر) ۱۶۱

ظفریاب، حکیم ۶۸، ۱۵۳

ظہور احمد، مولانا ۲۵۳

ظہور احمد اختر، قاضی ۲۵۵

ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر ۷۰، ۲۸۰

ع

عارف ۱۹۰

عارف، ملک ۸۱، ۲۶۹

عبدالجبار ۳۱۳

Marfat.com

عبدالستار خان نیازی، مولانا ۲۹۰
عبدالعزیز، شیخ ۸۰، ۸۷، ۹۱، ۹۴، ۱۱۰،
۱۱۳، ۱۷۵، ۱۷۷-۱۷۸، ۲۶۹، ۳۰۶،
۳۱۰
عبدالغفور ۱۷۵، ۱۹۲-۱۹۴
عبدالقادر جیلانیؒ ۱۸۹
عبدالکریم، مولانا ۲۶۳
عبدالمجید عتیقی، حکیم دیکھیے
عتیقی، حکیم عبدالمجید
عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر ۲۹۴-۲۹۵
عبدالوحید ۸۰، ۸۲-۸۳، ۸۵-۸۷،
۹۱-۹۲، ۹۴-۹۹، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۹-۱۱۴، ۱۱۶
عبدالوہاب خاں سلیم ۲۴۰، ۲۵۳، ۳۱۴
عتیقی، حکیم عبدالمجید ۶۷-۶۸،
۲۶۳-۲۶۴
عرشی امرتسری ۲۶۶
عرفان شہزاد ۳۱۰
عطا اشرف ۱۶۱
عطاءاللہ ۶۳، ۸۲، ۹۳، ۱۰۷-۱۰۸
عطاءاللہ ساگرواری، میاں دیکھیے
ساگرواری، میاں عطاءاللہ
عظیم حسن ۲۲۵، ۲۴۵
عقیل احمد ۷۲، ۷۵-۷۶، ۱۰۴، ۱۰۸،
۱۱۰، ۱۱۲، ۱۲۱، ۱۵۴، ۱۵۸-۱۶۰، ۱۶۹،
۲۰۱، ۲۳۷، ۳۱۴
علم الدین بھاگووالیہ، مولوی ۲۵۶
(حضرت) علیؓ ۸۶، ۱۸۶، ۲۷۳
علی بن عثمان ہجویری، داتا گنج بخشؒ ۲۵۹
علی رضاؑ، امام ۳۱۴
علیم تفضل، پروفیسر ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۳۲،
۱۳۸-۱۴۰، ۱۴۲-۱۴۳، ۱۶۱، ۱۶۸،
۳۰۳، ۳۰۵

غ

غفور (بابا) ۲۳۵
غلام احمد، چوہدری ۷۰
غلام احمدؒ، میاں ۲۳۶، ۲۴۱
غلام اللہ شرقپوری (ثانی لا ثانیؒ) ۱۹،

Marfat.com

۲۲، ۶۱، ۶۹، ۱۰۰، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۵۰، ۱۵۲_۱۵۳، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۶۸
غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر ۲۹۹_۳۰۰
غلام رسول، قاری ۱۹۱
غلام رسول، مولوی ۲۵۵
غلام علی، شیخ ۲۷۴
غلام علی رضوی، حکیم سید ۵۳، ۲۵۵
غلام محمد جھجھری ۱۴۰
غلام نقشبند ۱۳۸

ف

فاروق احمد نقشبندی مجددی، مولانا ۲۸۰
فدا، فدا حسین ۸۳، ۲۶۹
فریدالدین مسعود گنج شکرؒ ۲۸۱، ۳۰۷
فقیر اللہ دھرم کوٹی، مولوی ۲۹۲
فلک شیر ۱۷۵
فیروز الدین رازی، پروفیسر (ایف۔ ڈی، رازی) ۱۶۳، ۲۹۹
فیروز گاڈی (گاڑی بان) ۶۶، ۲۵۷
فیض الحسن رضوی، سید ۱۹۸، ۳۱۴

ق

قائم الدین ۲۹۳
قزوینی (صاحب تاریخ جہانگشای) ۱۶۳

ک

کاشف خورشید ۸۸، ۲۷۳
کرن (دختر چوہدری محمد حنیف) ۱۰۰
کریم، میاں ۲۹۲
کلیم، میاں محمد دین ۳۵_۳۶، ۵۳، ۸۴، ۱۱۸، ۲۵۶
کنہیا لال کپور ۲۸۷

گ

گل علی ہمدانی ۲۵۵
گل محمد احمد پوری ۲۹۱

Marfat.com

ل

لولیس ۲۵۳

م

مجنوں ۱۸۰
مجید نظامی ۲۰۸
محبوب احمد تھابل ۳۸، ۱۷۳، ۱۷۸، ۲۷۰_۲۷۱، ۲۸۰، ۲۹۴، ۳۰۳، ۳۰۵_۳۰۶
محفوظ حسین، سید ۲۰۷
محمد آصف ۱۱۱، ۲۸۲
محمد آصف (فرزند پیرزادہ اقبال احمد فاروقی) ۳۰۳
محمد اجمل چشتی، پیر ۱۹۶_۱۹۷، ۳۰۷
محمد ادریس ۹۷، ۲۷۴
محمد ارشد القادری، علامہ ۱۵۳، ۲۹۸
محمد اسلم ۵۱
(محمد) اسلم ۲۵۴
محمد اسلم، پروفیسر ۲۶۴
محمد اشرف آصف الجلالی ۶۱، ۲۱۱
محمد اقبال (ابن محمد دین کلیم) ۳۶
محمد اقبال مجددی، پروفیسر ۳۳_۳۴، ۳۷، ۱۱۷_۱۱۸، ۱۲۲، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴_۱۴۵، ۱۴۷، ۱۶۰، ۱۶۵_۱۶۶، ۱۷۲_۱۷۳، ۱۷۵، ۱۹۰_۱۹۱، ۲۰۰_۲۰۱، ۲۲۸، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۹۱، ۳۰۳
محمد انور ۳۰۲
محمد باقر، ڈاکٹر ۱۶۳، ۲۹۹
محمد بخش مسلم بی اے ۱۰۴، ۲۴۷، ۲۴۹، ۳۱۵
محمد تاج ۵۷، ۱۲۶_۱۲۹
محمد جمال ملتانیؒ، حافظ ۱۶۵
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر ۲۱۶_۲۱۷، ۳۱۰
محمد حنیف، چوہدری ۱۰، ۱۸، ۲۴، ۲۷، ۲۹_۳۱، ۴۰_۴۱، ۶۲، ۶۹، ۸۱_۸۳، ۸۵، ۸۷_۸۹، ۹۱، ۹۳_۹۴، ۹۸_۹۹، ۱۱۰_۱۱۲، ۱۱۷_۱۱۸، ۱۲۱_۱۲۲، ۱۲۶_۱۲۸،

Marfat.com

۱۳۱،۱۳۳ـ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۲،
۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۳ـ۱۵۴، ۱۵۶ـ۱۵۷،
۱۵۹،۱۶۱ـ۱۶۲،۱۶۸،۱۷۰،۱۷۲ـ۱۷۴،
۱۷۶ـ۱۷۸، ۱۸۱ـ۱۸۵، ۱۸۷ـ۱۸۸،
۱۹۲، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۱ـ۲۰۲، ۲۰۴،
۲۰۸،۲۱۳ـ۲۱۵، ۲۱۹ـ۲۲۱، ۲۲۵ـ۲۲۷،
۲۳۱ـ۲۳۶، ۲۳۸ـ۲۳۹، ۲۴۱ـ۲۴۶،
۲۴۸ـ۲۵۰، ۲۷۹، ۳۰۲، ۳۰۵ـ۳۰۶،
۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۳ـ۳۱۵
محمد حیات نقشبندی مجددی، حاجی ۱۰۹،
۱۱۳ـ۱۱۴، ۱۴۴، ۱۴۷، ۲۰۰، ۲۴۵،
۲۸۱ـ۲۸۲، ۳۰۳
محمدؐ رسول اللہ ۲۱، ۱۷، ۲۴۳، ۲۶۹
محمد رضا، حافظ ۲۹۲
محمد رفیق، پروفیسر ۱۴۰
محمد رمضان، ڈاکٹر ۳۰۲
محمد ریاض ہمایوں سعیدی ۶۰، ۱۰۸،
۱۹۴، ۱۹۶، ۲۵۲، ۲۶۱ـ۲۶۲، ۲۷۵
محمد سعید نیازی، ڈاکٹر ۱۳۳ـ۱۳۴، ۱۶۱،
۱۷۹، ۲۲۰ـ۲۲۱، ۲۹۰، ۳۰۵
محمد سلیمان ۸۸
محمد سلیمان تونسویؒ، خواجہ ۱۶۵
محمد شاہ الوری، مفتی ۲۹۵
محمد شفیع، مولوی ۱۶۳، ۳۰۰ـ۳۰۱
محمد شہزاد مجددی ۱۱۸
محمد شیراز فیض بھٹی ۳۱، ۴۰ـ۴۱، ۱۳۰،
۱۳۲، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۷ـ۱۴۹، ۱۵۴،
۱۶۱ـ۱۶۲، ۱۷۱، ۱۷۵ـ۱۷۷، ۱۷۹،
۱۸۳ـ۱۸۴، ۱۸۶ـ۱۹۰، ۲۰۴،
۲۲۰ـ۲۲۱، ۲۳۹، ۲۴۲ـ۲۴۴، ۲۴۷،
۲۴۹ـ۲۵۰، ۲۷۹، ۳۰۵، ۳۱۵
محمد صادق، مولوی ۲۵۵
محمد صادق العبیدی ۲۵۳
محمد صالح نقشبندی مجددی، میاں ۲۷۴
محمد صدیق، پروفیسر ۱۴۶
محمد صدیق، ملک ۴۹ـ۵۰، ۶۲ـ۶۳،
۶۶، ۶۹ـ۷۲، ۲۵۳، ۳۰۳
محمد عادل ۱۷۵

Marfat.com

محمد عاقلؒ، قاضی ۱۶۵
محمد ضیاء الحق صوفی، ڈاکٹر ۱۱۹،
۲۸۴_۲۸۵
محمد عاصم ۴۲
محمد عالم مختار حق ۳۸_۳۹، ۴۳، ۸۳،
۸۹، ۱۱۷، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴_۱۴۷، ۱۶۱،
۱۷۱_۱۷۴، ۱۷۸_۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۹،
۱۹۱، ۲۱۵_۲۱۶، ۲۳۱، ۲۴۱، ۲۴۳_۲۴۶،
۲۵۰، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۷۰_۲۷۱، ۲۷۶_
۲۷۷، ۲۷۹_ ۲۸۰، ۲۸۷_۲۸۸،
۲۹۳_۲۹۵، ۲۹۸_۲۹۹، ۳۰۲_ ۳۰۶،
۳۱۲_۳۱۳
محمد عبداللہ قادری، سید ۱۰۴
محمد کاشف اسلام قادری رضوی ۲۹۶
محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی، ڈاکٹر ۳۸،
۱۴۳_۱۴۵، ۱۴۷، ۱۹۳، ۲۷۷، ۲۹۴_
۲۹۸
محمد مظہر اللہ، مفتی ۲۹۵
محمد معروف احمد شرقپوری ۲۸، ۴۳، ۴۶،
۴۹_۵۲، ۵۶_۶۴، ۶۶_۶۷،
۷۰_۸۰، ۸۲، ۸۷_۸۹، ۹۱_۹۵،
۹۷_۱۰۷، ۱۰۹_۱۱۴، ۱۱۶_۱۱۷، ۱۲۰،
۱۲۲_۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۷،
۱۴۳_۱۴۴، ۱۵۴، ۱۶۱، ۱۶۹_۱۷۳،
۱۷۵_۱۷۶، ۲۵۲، ۲۶۰_۲۶۱، ۲۶۷،
۲۸۸، ۳۰۳، ۳۰۵_۳۰۶، ۳۱۱
محمد منشا، حاجی ۳۱۰
محمد منیر الدین ۸۱، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۲۰، ۱۲۲
محمد موسیٰ امرتسری، حکیم ۲۲_۲۳، ۳۰،
۳۳_۳۵، ۴۲، ۴۶، ۴۸، ۵۴،
۵۷_۵۸، ۶۰، ۷۹_۸۰، ۸۳، ۱۰۰،
۱۰۶_۱۰۸، ۱۲۳_۱۲۴، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۴۱،
۱۴۶، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۷۳، ۱۸۶، ۱۸۹،
۱۹۴، ۱۹۶، ۲۲۱، ۲۲۸_ ۲۲۹، ۲۴۷،
۲۵۲، ۲۵۶_۲۶۲، ۲۶۹_۲۷۰، ۲۷۵،
۲۸۲، ۲۹۵، ۲۹۶، ۳۰۴
محمد ندیم نقشبندی مجددی، رانا ۱۷۹
محمد نذیر رانجھا ۵۹

Marfat.com

محمد نقشبند، خواجہ ۲۸۰
محمد ہارون عثمانی ۱۲۶۔۱۲۷، ۱۷۵،
۱۷۸، ۲۱۲، ۲۱۳۔۲۸۷، ۳۰۳،
محمد یعقوب، رانا ۸۸، ۲۷۳
محمد یوسف، ڈاکٹر ۲۰۵۔۲۰۷
محمود ۱۹۰
محمودہ سلطانہ ۲۷۴
مسرت جبیں ۵۰
مسعود حسن شہاب ۲۹۱
مسلم بی اے دیکھیے
محمد بخش مسلم بی اے
مظہر سلیم مجوکہ ۳۱۲
معصومہ زہرا ۲۰۰
مقرب لکھنوی ۲۵۳
ممتاز انور، ڈاکٹر ۱۹۰
ممتاز حسن (مرتب) ۳۱۴
منصب علی، مولانا ۷۷
ممدوٹ، نواب ۲۰۵
منصور (ایڈووکیٹ) ۱۵۲،
۲۳۳۔۲۳۴
منظور احمد مکان شریفی، مولوی ۱۸۷،
۳۰۶
منظور حسین شاہ ۲۴۹
منور مرزا، پروفیسر ۱۲۹
منور حسین، پروفیسر ۱۲۵، ۱۵۱۔۱۵۲، ۱۶۱،
۱۷۸، ۱۸۸۔۱۸۹، ۱۹۲، ۲۳۳۔۲۳۴،
۲۷۵۔۲۷۶، ۲۷۸، ۲۸۶
(حضرت) موسیٰؑ ۹۵
منیر احمد مغل، جسٹس (ر) ۱۷۲۔۱۷۳،
۱۷۸، ۱۸۰، ۳۰۴۔۳۰۵
منیر الدین دیکھیے
محمد منیر الدین
منیر البعلبکی ۲۵۳
مہر، غلام رسول ۸۶، ۲۷۳
مہجور رضوی، سید محمد محمود ۱۴۶
مہذب لکھنوی ۵۰، ۲۵۳
میاں میرؒ ۲۸۲

Marfat.com

ن

نبی بخش، منشی ۳۰۴

ندیم الحسن شاہ ۴۲

نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر ۱۷۹، ۲۸۱، ۲۹۴

نذیر احمد صدیقی ۵۵

نظامی عروضی سمرقندی ۹۵

نقیہ زہرا ۱۴۸، ۲۰۰

نور احمد (مصحح) ۳۰۴

نور جہاں ۲۱۱

نور محمد چشتی، مولوی ۲۹۲

نور محمد چوہان، حکیم ۲۶۳

نور محمد مہارویؒ، خواجہ ۱۶۵، ۱۶۷

نور محمد نارووالہؒ ۱۶۵

نیر واسطی، حکیم علی احمد ۶۸، ۱۵۳، ۲۶۴-۲۶۶

و

وحید قریشی، ڈاکٹر ۸۵-۸۶، ۱۷۱

وصی احمد ۲۰۳

ولی اللہ، شاہ ۱۴۵

ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی، صاحبزادہ میاں ۲۷، ۳۰، ۴۱، ۹۶، ۲۷۴

ولی حسن، مولانا ۲۵۳

ھ

ہدایت اللہ، مولوی ۹۵، ۲۷۴

B

Bashir Ahmad Siddiqui, Dr. 181

Buehler, Arthur 37, 43

E

Ernest, Carl W. 165, 301

G

Ghulam Mohyuddin (tr.) 181

Marfat.com

Ghulam Ullah Sharqpuri Naqshbandi Mujaddidi, Sani La Sani(R.A.) 181,286

J

Jameel Jalibi, Dr. 286

L

Landolt, Hermann 289

Lane,Edward William 50, 254

Lawson, Todd 289

Lawrence,Bruce B.165, 301

M

Munawwar Hussain, Prof. 286

R

Rang Illahi,Shaikh (tr.) 181

S

Sajida Sultana Alvi, Dr. 301

☆☆☆

Marfat.com

تصحیح نامہ

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
ملفوظات	ملفوضات	۱۴	۱۶
کہ حرکت	کہحرکت	۱۹	۱۲
عکسی	عکس	۱۰	۱۵۷
عکسی	عکس	۱۷	۱۶۱
بھی کی	بھی	۱۳	۲۲۹
صاحب سے	صاحبسے	۶	۲۳۲
ٹائپ	ٹاثپ	۸	۲۳۸
اتنی بتصحیح سمجھا	ا عتبتصحیح سمجھا	۷	۲۵۳
زبان میں	زبانمیں	۷	۲۶۴
ہاتف	ہاتف	۱۵	۲۶۵
انھوں نے	انھوں	۶	۲۶۹
تقابل	تقابل	۵،۷	۲۷۱
دلی لگاؤ	دلیلگاؤ	۱۴	۲۷۱
کوئی کیوں	کوئیکیوں	۲	۲۷۳
ٹیپ ریکارڈر	ٹیپ ریکارڈ	۱۷	۲۷۷
ان کا	ان کو	۸	۲۸۱
ذیل کتاب	ذیلکتاب	۱۳	۲۸۷
اور ینٹل	اوینٹل	۱	۳۰۳
عالم مختار	عالمختار	۱۱	۳۰۳
بتصحیح	بتصحیح	۱	۳۰۴
کتاب	کتاب	۱۶	۳۰۶
ہوگی	ہوگئی	۱۳	۳۱۲
۳۰۸۔۳۱۱	۳۰۸،۳۱۱	۹(دوسرا کالم)	۳۲۰

Marfat.com

فخر المشائخ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی، مجددی

(یادداشتوں کے آئینے میں)

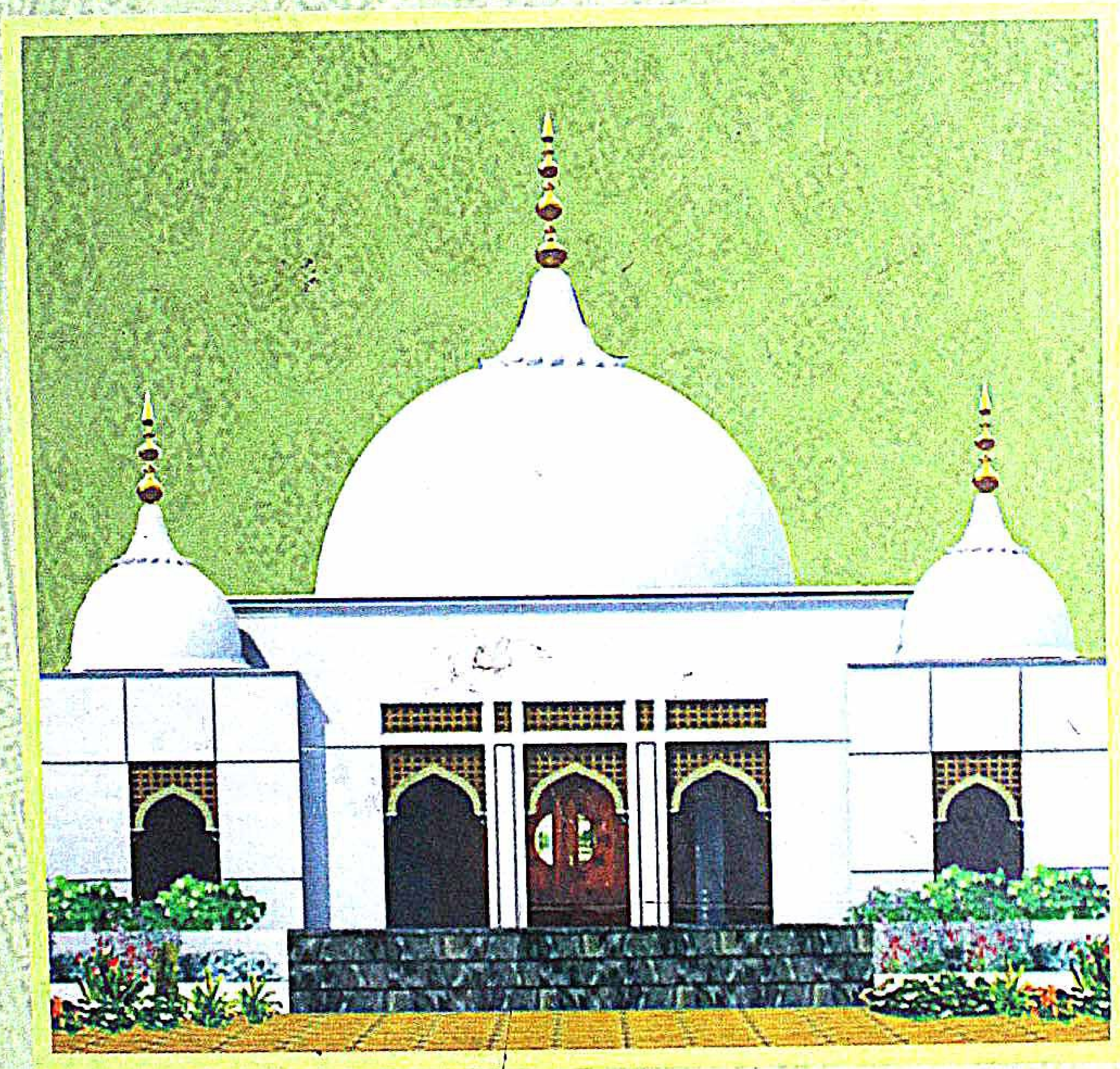

تالیف

سید جمیل احمد رضوی

Marfat.com